Haii

طبع کے دائمی حقوق ہمارے قبضہ میں آگئے ہیں (کے حاجی محمد محی الدین۔

یوم نَدعُوا کُلَّ اُناسٍ بِاِمَامِهِم

آبیاری فضل سے کردگار باغ عالم کے یہ چمن زار ہمیشہ بہار تذکرۃ المجتہدین جسمیں حضرات ائمہ اربعہ یعنی امام اعظم امام مالک امام شافعی امام احمد حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے فضائل ومناقب کے گل تختہ تختہ اس روش شگفتہ ہیں کہ جنکے ہواخواہاں کو گلگشت فردوس کی بو آوے اور جنکے ناظرون کے دامان ارادت گلہائے سعادت سے پر ہو جاوے یہ واقعی بات ہے کہ جو اس فن کے گلبن کا عندلیب ہے اسکا غنچہ دل سے پوچھا چاہیے

چہار گلشن

کہ کس رنگ شگفتہ وخنداں ہے المسمیٰ بہ چہار گلشن فی مناقب ائمہ خیر القرن مصنفہ نضارت افزای گلشن ہدایت وافاضت طراوت بخشای گلبن مشیخت وفضیلت بلبل بستان قرآن وخبر طوطی شکرستان حدیث وسیر کثیر التصانیف صاحب حالات شریف حاجی وزائر حرمین شریفین المتوفی بین الحرمین

حضرت اقدس مولنٰا مولوی شاہ عبد الحی واعظ رحمۃ اللہ علیہ

کے حاجی محمد محی الدین سوداگر وتاجر کتب کے اہتمام اور فرمائش سے

قومی پریس معسکر بنگلور میں طبع ہوا

ملنے کا پتہ: کے حاجی محمد محی الدین سوداگر کتب سوجی بازار معسکر بنگلور

تقریظ اطہر صاحب مرحوم

چارگامۂ تیز رفتارِ خامہ بدیدۂ بے منتہای فضا میں اس چارسُو عالم آرائے جلّت عظمیٰ کے بہزار عجز و قصور چاروں طرف سے رُکا جاتا ہے بدستور فضاء وسعت فزای توصیف میں اس باعث موجودیت چار طاق ارکانی صلے اللہ علیہ وسلم کے ازبسکہ چاری سے گام سنج ہونے نہیں پاتا فلہٰذا مطلب پردازی و مدعا طرازی میں یوں سبک عنان و گرم جولاں کیا جاتا ہے کہ کتاب کامل النصاب مسمّیٰ بچہار گلشن غیرت بخش چار چمن بہشتی وطن چارسُو عالم میں وہ سہانا باغ ہے چار باغ صفاہاں کو جس سے چمن چمن داغ ہے کہنے کو چار گلشن ہے لاکن روکش ہشت بہشت بریں۔ نہیں نہیں چار ابروئے رنگیں پیرین ہے رشک افزای ہر ہفت حورعین طبع کی بہار نے چاروں طرف ہفت رنگی کلیاں کھلائی ہے ستہ برگہ ولالۂ دو رویہ کی رنگت یک لخت اڑھائی ہے۔ چار چوب سرائی احوال ائمہ دین متین و شرع مبین، چار ارکان کعبۂ دین کا بیان۔ چار کے دلپسند و خاطرنشان۔ چار لنگر ضلالت کے لئے چار موجۂ طوفان۔ چار چشمان شاہد ہدایت کو چار ابروئے آرام جان برنگ چار رکان جواہر زواہر خوش آب چار دانگ ہندوستان میں باوجود موجویت ہنوز نایاب کہ جسکو مربع نشین چار بالش فضل و کمال چار منزل۔ فاضل کامل ہادی آگاہ دل۔ واقف رموز چارم اسطرلاب جواب مسئلہ لاجواب علامۂ روزگار یگانۂ امصار محب ائمہ اربعہ چار یار سید الابرار۔ ماحی شرک و بدعت، محی سنت جمع و مرکب فرمائے چار عناصر دین و ملت اعنی شریعت و طریقت، حقیقت و معرفت، فیاض زمان شہیر دوراں۔ وعظ و تذکیر میں چار زباں، تصنیف و تالیف میں جسکا توسن خامہ چہار گامہ دواں اعنی والمناقب جناب حضرت مولانا مولوی شاہ عبدالحیؒ صاحب واعظ ادام اللہ افاضتہم نے کمال حسن سعی سے منظوم فرمایا اور سنیان پاک اعتقاد بری از تعصب و عناد کے مشام جاں کو نفحۂ دلکشای گلہای چہار گلشن غیرت ہشت جنات عدن سے معطر کیا جزاہ اللہ خیرا

تاریخ طبع اوّل منہ

جسدم چہار گلشن تصنیف کر چکا ہے	شاہِ جنود علما استاد علم و ہر فن
کرتے ہیں سیر قدسی جسمیں کہا یہ ہاتف	ہے یہ چہار گلشن ہے یہ چہار گلشن

۱۲۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تحفۂ غنچہائے حمد و ثنا
اسکی قدرت کے قدر کا گلزار
جسمیں انواع کے ہیں تازے پھول
تختہ تختہ ہر اک خیاباں میں
یک خیاباں ہیں ہیں زروے شمار
بلکہ اس پر ہی انحصار نہیں
یہ خیابان ہے نبوت کا
ہے خیابان دگر ولایت کا
قطبیت غوثیت امامت کے
انکی کثرت کتیں نہ غایت ہے
تا قیام قیامت انکا ظہور
ہووے دورہ یہ ایک گل پہ تمام
اسکی قدرت میں ایسے گل بسیار

باغبان جہاں کو ہی ہے سزا
سبز و شاداب ہے ہمیشہ بہار
یعنے وہ اس کے بندگان مقبول
ہیں گل جنتبا یہ بستاں میں
یک لک و بیست و چہار ہزار
انکے تعداد کو شمار نہیں
حق طرف بندگونکی دعوت کا
حق تعالیٰ کی انس و قربت کا
ہیں بہت اسمیں گل سیادت کے
تا بہ محشر بلا نہایت ہے
ایک کے بعد ایک ہووے ضرور
گل وہ موجود ہے بغیر کلام
ہووے اور ہونگے تا بروز شمار

ایک گل سب میں سعید بل ہوا
کوئی ایسا نہیں شنیل ہوا
اور وشتر اشعر و پیکا و پ
کیا وعدہ ہے باغبان ازل
دیں ہیں ہاں ایک پھول کیا ہی ہے برپن ہی
ہوا موجود و باغ کون و مکان
یہیں وہی ہے گل ہے مقصد قصی
علت غائی ہی وہی سب
مطلب باغبان وہی ہے گل
اور گل اسکے ہیں طفیلی گل
وہ حبیب خدا ہے عز وجل
ہے بلا اشتباہ احمد مرسل
سب رسولوں کا پیشوا ہے وہ
بالیقین ختم انبیا ہے وہ

ملک

بعد اصحاب کے سید کونین
دین انسے پایا ہے زینت و زین
مختلف گرچہ ہیں فروع میں او
متفق ہیں اصول میں یہ چارو
اختلاف ان کا عین رحمت ہے
ساری امت کو وجہ وسعت ہے
چار مذہب یہ چار ارکان کے
ہیں مطابق حدیث و قرآن کے
جان یہ سنت و جماعت ہیں
منبع رحمت و ہدایت ہیں
فی الحقیقت یہ چار ایک ہیں جان
راہ ان چار کی ہی نیک ہے جان
حق ہیں انکے مذہب کامل
مذہباں بدعتی ہیں سب باطل

اکثر

ملک و جن و انس کا سرور
آل پاک اسکی نوح کی کشتی
اسکے اصحاب باصفا سارے
خاص خلفائے راشدین چہار
باغ اسلام کے چہار ہیں گل
بو صداقت کی اور عدالت کی
چار گل سے ہے چو طرف ظاہر
وہ ابوبکر اور عمر عثمان
اور ریحانتین پیغمبر
زیب و زین عدن حسین و حسن
اور اکابر نبی کی عترت کے
تابعین اہل اجتہاد کرام
جو ہیں مشہور سب کے سب بالخیر
خاص کر انمیں اور گل ہیں چہار
اول انسے امام اعظم ہے
اعظم القدر اجتہاد ہے وہ
اور دوسرا امام مالک ہے
تیسرا وارث علوم نبی
اور چوتھا ہے احمد حنبل
مستقل تھے یہ مجتہد چارو

بعد حق سب سے افضل و بہتر
ہے نجات و فتوح کی کشتی
آسمان ہدا کے ہیں تارے
ہیں گے ارکان شرع و دین چہار
شاخ ایماں کے چار ہیں بلبل
اور حلم و حیا شجاعت کی
ہے ہر اک گل سے یک شرف ظاہر
مرتضیٰ ہیں علیہم الرضوان
فاطمہؓ اور علیؓ کے لخت جگر
دو شہادت کے ہیں دو سرو چمن
اور صحابہ تمام حضرت کے
اور اتباع تابعین کرام
ہیں گے ممتاز یہ گل از ہمہ غیر
چار گلزار دین کے صبح بہار
وہی ان چار میں مقدم ہے
سب ائمہ کا استاد ہے وہ
مالک و سالک مسالک ہے
ہاشمی شافعی مطلبی
بحر ورع و تقا امام حنبل
شرع و ملت کے مقتدا چارو

اکثر اقطاب اولیای کرام
بدعتی مذہبوں سے کوی اصلا
اور جو تھے محدثین کبار
کوی محدث نہ انسے باہر ہے
اہل حق سب یہی قبول کیے
پہنچنے کے لیئے بدرگہ حق
ایک رہ ان سے جو کہ لیویگا
چار مذہب کے یہ چہار امام
ان سے اسلام کا نظام ہوا
ان کی منت ہے ہر مسلماں پہ
پائے خیر القرون کے وہ ایام
مغز کو دے حدیث و قرآں کے
خوب ہی پہنچے خوب جھے پائے
حاجت اجتہاد پائے جہاں
وہ اٹھائے مشقتیں بسیار
واسط اجتہاد کا ای یار
سب عوام و خواص کو اکثر
جو ہیں فرع و اصول کے ماہر
جو ہے واقف کتاب و سنت سے
ان بزرگوں کے اجتہاد ہے جب

یہ مذاہب کیئے قبول تمام
نہیں ہرگز ہوا ولی خدا
تھے مذاہب یہی انہوں کے چہار
بات یہ عالموں پہ ظاہر ہے
کوی اس سے نہیں عدول کیئے
راست یہ راہ چار ہیں مطلق
وہ رہِ حق کبہو نہ کھویگا
ہیں یقیں چار حامی اسلام
شرع و ملت کا انتظام ہوا
خاص اور عام اہل ایمان پہ
تھے منور انہوں کے سب افہام
اور نغز کلام کو اس کے
اور بآسان ہم کو سمجھائے
سعی در اجتہاد لائے وہاں
ہم لو ہیں ان کی منتیں بسیار
گر نہو تا انہوں کا بے تکرار
بے تردد عمل تھا مشکل تر
بات یہ خوب ان لو ہی ظاہر
جانیگا نکتہ یہ وہ سرعت سے
ہوا آسانئ عمل کا سبب

ہم کو لازم ہے کہ پے صباح و مسا
شکر و منت انہوں کا لاویں بجا
مقتدی ہیں ایہ ہم مقتدایاں وے
ہم مقلد ہیں پیشوایاں وے
رازداں وے کتاب و سنت کے
اور حکیم و امیں ہیں امت کے
وہ اکابر نبی کے نائب ہیں
ذوالکرامات والمناقب ہیں
وارث علم انبیا ہیں وے
اور متبع اولیا ہیں وے
خاص میراث علم مصطفوی
رمز قرآن و سنت نبوی
پائے وے با وساطت اصحاب
تابعیں سے بہی واسطہ سے شتاب
تھے

تھے صحابہ بڑے امانت دار　　سرور انبیاء کے سرّ و جہار
انسے پہنچے حدیث اور قرآں　　ہمکو سب لے زیادت و نقصاں
انکا احسان بے نہایت ہے　　انکی ممنون کل امت ہے
بعد انکے ہیں یہ چہار امام　　تابعین تبع تابعین کرام
اور ہوے دوسرے جو مجتہدین　　اور ائمہ سلف خلف کے یقیں
اور فقہا محدثین کبار　　اور علما مفسرین خیار
علم دین کے مصنفان بخیر　　جو ہوے اور ہووین تا محشر
سب ہیں یہ محسنین امت کے　　سب ہیں مرہون انکی منت کے
ہیں وہ فیاض مثل استاداں　　ساری امت مثال شاگرداں
حق میں انکے دعاے خیر کریں　　شکر منت بدل بجا لاویں
انکا لازم ہے جانیں کچھ احوال　　دیکھیں انکے ریاضت و اعمال
دیکھ اعمال انکے لیں عبرت　　ہوویں چالاک و چست در طاعت
بعد احوال حضرت و اصحاب　　جانیں حال ائمہ و اقطاب
اس بیانمیں جو معتبر ہیں کتب　　دائم انکو پڑھیں سنیں از حب
عربی فارسی بہت ہیں کتاب　　لیک ہندی زبانمیں ہیں کمیاب
بلکہ احوال میں ائمہ کے　　نہیں ہندی کہیں کتاب دیسے
میں لکھا ہوں بذکر پیغمبر　　یک کتاب سیر جناں سیر
آٹھ نسخے ہیں اسکے ایدلشاد　　بیتیں ہیں بیس الف سے اسکی زیاد
اور فضائل میں مصطفےٰ کی دگر　　بھی لکھا ایک نسخہ نور
اور بذکر شہادت حسنین　　لکھا اک نسخہ قرۃ العینین

اور بذکر حسین ای الکرم
یک رسالہ لکھا ہوں گلشن غم
اور بذکر صحابہ اخیار
یعنی خلفائے راشدین کبار
اور ازواج طاہرات کرام
اور اولاد پاک شاہ انام
اور بعضے ائمہ اطہار
لکھا یک نسخہ روضۃ الابرار
اور در ذکر پاک غوث دوار
پیر اوج جنید و زہرا
پیشوای گروہ محبوبین
مقتدای خیار صدیقین
میں لکھا اک عجیب نسخہ خوب
نام رکھا ہے تحفہ مرغوب

اب بذکر چہار مجتہدین
پیشوایان شرع و دین متین

مختصر یہ رسالہ لکھتا ہوں
باآمہانید معتبر مشتہون

شیخ فاضل امام علامہ
فرد یکتا فقیہہ فہامہ

حسن ابن فقیہہ شہاب الدین
واقف اصل و فرع شرع متین

وہ بہ احوال این چہار امام
چار انہار بحر فیض انام

ہے لکھا معدن یواقیت ایک
عربی معتبر کتاب ای نیک

میں لیا ہوں اسی سے یہ احوال
ان کے اکثر مناقب و اجلال

اور لیا ہوں کئی کتب سے دگر
عربی فارسی جو ہیں اشہر

مثل میزان شیخ شعراوی
درّ مختار اور طحطاوی

تذکرہ اولیا کا ای دلدار
جسکا جامع ہے شیخ دیں عطار

اور مکاتیب عارف گیلانی
قطب دوراں امام ربانی

شرح سفر سعادت ای صدیق
جسکا شارح ہے شیخ عبدالحق

کشف محجوب و روضۃ الاسلام
معتبر شرح نام حق ای ہمام

اور تبئیض رکن شرح مبیں
شیخ ذوالاجلال ملت و دین

جب وہ چاروں امام ستودہ علن
شرع و دیں کے چہار ہیں گلشن

انکا احوال مکرمت مشحون
چار گلشن میں اب میں لکھتا ہون

چار گلشن رکھا ہوں اسکا نام
دیوے حق جلد اسکو رنگ ختام

اوصاف علمائے ربانی و عرفائے حقانی

ذوالکمالات وارثان رسول
جو کہ ہیں خاص نائبان رسول

انکے اوصاف پاک ہیں ایسے
اور علامات ایسے ہیں انکے

باصفا عالمان ربانی
اہل دل عارفان حقانی

کہ انہوں سے ہو دین کو قوت
قوت و اقتدار امر اور شوکت

انکو ہے وانہ تو ہم لا اسکا
طرح با فرمہ نا ملا اسکا

نہ ہو اہل دول سے انکو اس
مونس انکو باذوی الافلاس

رہیں دنیا کی دولت سے بیزار
اہل دنیا سے ہو انکو عار

پاس ہوں زہد سے نفسانی
متصف ہوں بحب ایمانی

ہوں فدا اتباع سنت سے
دور تب ہی ہوں وہ بدعت سے

عاشق سیرت صحابہ ہو
سلف صالحین کی ہوویں خو

لی عشق حق کا اہتمام کریں
بس عبادت میں صبح و شام کریں

ہو دیں

۴ پنجند ۵ تصنیف ... حضرت عبدالرحیم ... کتاب ... تصنیف ... شرح ... وغیرہ ۵ یعنی تبئیض الصحیفہ فی مناقب ابو حنیفہ ۱۲

مدح قدوة العارفین زبدة الواصلین جامع شریعت و طریقت مرشدی و مولائی حافظ حاجی سید عبد اللطیف المعروف بہ محی الدین حسینی القادری

شکر للہ درین زمان اخیر
فرد ایسا ہے یک میر امیر
شیخ اشیاخ سید سادات
ذو الکمالات منبع برکات
مجمع نسبت حسین و حسن
خلف بو الحسن شہ زمن

مرجع قرآن و حدیث و تصوف و فقہ ۱۲

ہووین وہ علم دین مین کامل
کرنے حاصل علوم دینیہ
جامع علم باطن و ظاہر
رہنما ہوں ادہر شریعت کے
درس و فتویٰ کا دین رواج ادہر
مستفید ونکی ہو ادہر تحصیل
ہو ادہر وعظ و پند اور تذکیر
ظاہری تربیت ادہر ہو خوب
یوں ہو ہر دو کمال مین نامی
اور اظہار حق مین لیل و نہار
اور بہر خدا براہِ خدا
لیک افراد ایسے ای سامع
پائے تو زیر گنبد دولاب
(یعنے آسمان ۱۲)
اس زمانے مین بلکہ ای فاخر
عالمان ظاہر شریعت کے
قبل زمانہ نبی سے ہووے دور
ایسے افراد جامع شش فن
رحمت حق ہو انپہ صبح و مسا
ایسے اہل کمال بحر علوم
اس زمانے مین گرچہ ہین کمیاب
اسکی صحبت کو تو غنیمت جان

نہ فقط علم رسم مین فاضل
خاص انمین جو ہین یقیناً یہ
ہووین ہر دو کمال کے ماہر
مقتدا ہوں ادہر طریقت کے
فیض باطن کا ہووے رائج ادہر
اور ادہر طالبونکی ہو تکمیل
اور توجہ کی ہو ادہر تاثیر
اور ادہر باطنی ہو جذب قلوب
دین اسلام کے ہین حامی
ہووین بیخوف و بیخطر بے عار
وہ کرے اپنے جان و دل کو فدا
جو ظہور و بطون کے ہوں جامع
مثل سیمرغ و کیمیا نایاب
ہینگے کمیاب اور بہت نادر
جو ہوں عامل کتاب و سنت کے
نور علم و عمل مین آوے قصور
جو کہ تلے زیر خاک ہین بے بین
دیوے انکو جزائے خیر خدا
جنکے اوصاف سب ہوے مرقوم
پر کہین گر کسیکو یاد و شتاب
مایۂ اصل ہر سعادت جان

علم ظاہر میں فارغ التحصیل
جامع علم ظاہر و باطن
علم ظاہر میں فرد اشہر ہے
ہے شریعت میں عالم عامل
قطب ویلور سے جو ہے مشہور
ایک عالم مرید ہیں اسکے
معتقد اسکے ہیں خواص و عوام
موشگافی ہے اسکو عرفا میں
سر ظاہر میں ہی غرض یکتا
ہے حمایت میں دیں کے سر عیاں
زہد و تقویٰ میں اور توکل میں
حق نے بخشی ہے اسکو شان جلیل
ذکر مولا میں صبح سے تا شام
دائما اسکی محفل پر نور
جبتلک بیٹھیں اسکی محفل میں
ذکر مولا سے دلکو انست ہو
بیشتر اسکی محفل الور
اسکی محفل ہے مورد رحمت
اسکی مجلس دلاتی ہے یاد خدا
اسکی صحبت ہے کیمیا تاثیر
یا الٰہی اسے سلامت رکھ

علم باطن میں صاحب تکمیل
معدن فیض بارز دکامن
علم باطن میں شیخ اکبر ہے
اور طریقت میں واصل موصل
ذات اسکی ہے ایک منبع نور
علم باطن اسی سے ہیں سیکھے
کیا امیر و فقیر با اکرام
نکتہ یابی کمال وجدانیں
پیشوا ہے وہ دین و ملت کا
محی دیں ہے اسے لقب شاہاں
جود و بخشش میں اور بذل میں (یعنی بخشش ۱۲)
کوئی اس عصر میں نہ اسکا عدیل
ہے اسے اطمنان اور آرام
ذکر مولا سے ہے یقیں معمور
خوف حق تب تلک رہے دلمیں
انست و چین اور لذت ہو
ذکر دنیا سے دور ہے اشہر
اسکی صحبت ہے دافع غفلت
اسکی صحبت دکھاتی ہے راہ ہدا
زد کرے مس کو بلمیں بے تاخیر
اسکو فیاض تا قیامت رکھ

کر ہر امر میں الٰہی خلوص
مجکو تالیف بیچ اسکے نصیب
یا الٰہی کرم سے دے یکبار
جاوے گلشن کو یہ ہمیشہ بہار
اسپہ برسات اپنی رحمت کا
جلد برسائے عنایت سے کا
فضل سے اپنے کر اسے مقبول
کر عطا مومنوں کو اسکے پھول
حاجتیں میری سب روا کیجے
دامن اس گل سے میرا بھر دیجے
معرفت اپنی کر عطا مجھکو
قرب کی اپنی رہ بتا مجھکو
واسطے تیرے نبی کے سر سدا
پیر سے ہے مجھے تو فدا
کر دل و جان سے
کر دخیل اسکی ہی شفاعت میں
دے مجھے رویت اپنی جنت میں

ذکر

[illegible] قدس سرہ کا وفات مدینہ منورہ میں ہوا ۱۲۸۹ ہجری ۱۱ محرم

ذکر اب صالحین اُمت کا | جب سبب ہے نزول رحمت کا
کرتا ہوں ذکر صالحین آغاز | اپنی رحمت سے کر ہمیں ممتاز

آغاز ذکر مبارک ائمہ اربعہ رحمہم اللہ تعالیٰ

دین احمد کے ہیں چہار امام | چار ارکان ملت اسلام
چار عنصر ہیں دین و شرع کے ہیں | چار ابواب اصل و فرع کے ہیں
چار چشمے کتاب و سنت کے | چار حامی نبی کی اُمت کے
چار بحر قیاس کے گوہر | چار ہیں اجتہاد کے مظہر
چار معدن حدیث و قرآن کے | چار مخزن دلیل و برہاں کے
چار گلزار ہیں شریعت کے | چار انہار ہیں طریقت کے
اول اُن سے امام اعظم ہے | رہبر رہ روان انجم ہے
مصطفیٰ کا سراج امت ہے | نبض دان مزاج امت ہے
اس کا احوال مجملا ای مومن | دیکھ لکھتا ہوں میں دریں گلشن

گلشن اول

در مناقب امام الائمہ کاشف الغمہ ذوالمناقب الشریفہ والخصائل المنیفہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ و دریں گلشن یازدہ خیابان است خیابان

اول در بیان نام نامی و کنیت سامی آں امام گرامی۔

نام اقدس امام اعظم کا | جا نو نعماں ہے مشتہر ہر جا
اس کی جو کنیت شریفہ ہے | روشن از شمس بوحنیفہ ہے
ہے مواہب میں یوں لکھا سنئیں | اور دلالت حنیفی میں
بوحنیفہ کی ہاں یا کنیت جو | ہے مقرر امام اعظم او

کہ امام ہمام سے بسبب
نہیں پایا ہے کوئی پر کنیت
لڑکی پر کنیت شریف
بوحنیفہ ہے کو وہ دیا ہے عرب
اور لغت میں حنیف کا معنا
ہاں مسلماں سمجھ اے دانا
اور کشاف میں لکھا ہے یار
کر دیا ہے حنیف پاک شعار
دین باطل سے دین حق کی طرف
ہو وہ مائل جو دل سے از شرف
اور مغرب میں ہے ای با توفیق
کہ حنیفی کی وصف بالتحقیق
غالباً اور اس کا استعمال
ہے ابراہیم پر بوجہ کمال
یہاں تلک کیونکہ اسکی جو ملت
اسکو کرتے ہیں اس سے ہی نسبت

اور

احوال امام اعظم

اور لقب حنیف سے اک امام — ہوئے ہیں تین ہی بزرگ کرام
ہے خلیل اول اور عمر دوم — بو حنیفہ ہے تیسرا جانیو تم

گلدستہ در نسب با شرافت و ولادت باسعادت آن امام ذو الکرامت

پدر نعمان کا ہے ثابت نام — متولد ہوا وہ در اسلام
اپنی لڑکائی میں وہ اہل ہدا — بہرہ ور خدمت علیؓ سے ہوا
حق میں ثابت کے حیدر کرار — اسکے اولاد کے بھی حق میں ای یار
غایت لطف سے کیا ہے دعا — خیر و برکات حق انہوں نیں دیا
گذرے ہجرت سے سال اسی جب — ہوا پیدا ابو حنیفہؓ تب
اور ستر برس جہانیں جیا — ڈیڑھ سو سال میں وفات کیا
نقل ہے از امام دیں باقر — اسکا پوچھا نسب کوی آکر
اسکو فرمایا وہ امام ہے تب — کہ ہمارا ہی اور اسکا نسب
پہنچتا ہے بہ خسروان عجم (بادشاہاں) — سن تو اسکا بیان ای اکرم
ابو حنیفہ کا ہے نسب ظاہر — خسروان عجم سے ای ماہر
اور اپنا نسب بھی وہ کامل — جو کہ فرمایا اُن سے ہے واصل
شہر بانو طرف سے ہے وہ جان — پوتی نوشیروانکی ہے وہ پہچان
تھی وہ زوجہ حسینؑ کی رکھہ یاد — تھا پسر اُس کا حضرت سجاد
اور تھا سجاد کا پسر باقر — بحر تقدیس کا گہر باقر
صاحب مطلع النجوم عمر — نسفی سے جو ہے جہانیں سمر
بولتا ہے کہ پدر ثابت کا — نیک بخت اسکا نام نامی تھا
پدر ہرمز ہے اسکا سن اے پسر — اور ہے شاد بخت اسکا پدر

ن سکا وہ جہان
بنیاد جس نے شناور کا وہ جہان
ہے جسکا زنگ پدر اسکا کیقباد
ہے جسکا نام فیروز
باپ اسکا قباد بن فیروز
اور قباد وای ہو نسبت اندوز
پدر نوشیروان تھا وہی منصب
پہنچے واسطے سے اسکا نسب
پہنچا ہے حضرت اسحق
عیص و یعقوب ہے بہر دو ورق
عیص و یعقوب دو گرامی گہر
حضرت اسحق کے تھے دو پسر
بوجہ اسحق اور اسمٰعیلؑ
تھے پسر اسکے بن آزر خلیلؑ
دونوں بیٹوں میں اسمٰعیلؑ
ہاجرہ ہیگی ام اسمٰعیل
ام اسحق سارہ ہے اے اگہہ
جد ہمارے نبیؐ کا ای آگہہ
ہے اسمٰعیل ہی ذبیح اللہ
نام

بولی سمجھا وہ باغ کا مالک
کہ بڑا متقی ہے یہ سالک
بولا اک شرط میری گر ہو قبول
بخشنے میں عذر کرتا معقول
پوچھا کیا ہے کہا وہ میرے گھر
میری ناکتخدا ہے اک دختر
بوڑی لکی ہے اور لنگڑی ہے
اور آنکھوں کی بھی اندھی ہے
گر وہ لڑکی کو لاوے تو بنکاح
تجھ پہ وہ سیب ہے حلال مباح
آہ یہ شرط جب سنا ثابت
ہوا مضطر بہت رہا ساکت
سمجھا تھوڑا ہی سیب میں کہایا
جس سے صدمہ یہ سر پر میرے آیا
سیب سارا اگر وہ کھاتا میں
آہ کیا آفتیں اٹھاتا میں

کیا

نام اسحٰق کا ہے اسرائیل
موسیٰ عیسیٰ انہیں سے ہیں خلیل
مصطفےٰ اور انبیائے یہ تمام
ہووے حق سے سدا صلوٰۃ وسلام

لطیفہ شریفہ

اور مقامات میں یوں لایا
کہ براہیم جو کیا تھا دُعا
کہ امامت بھی اور سرداری
نسل میں میرے کرای رب جاری
ہے اسیکے یقیں دُعا کا ظہور
بوحنیفہ علوم وفضل کا نور
اس سے مخبر یہ آیت قرآن
اور مؤید ہی نسب کی ہی جان

اِنِّی جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِی

حکایت شریفہ در ولادت باکرامت امام ابوحنیفہ رح

شیخ عطار واقف اسرار
قدوۂ زمرۂ اولی الابصار
تذکرہ میں اولیا کے یقیں
یہ حکایت لکھا ہی خوش آئیں
بوحنیفہ کا والد ماجد
نام ثابت جو تھا بڑا عابد
ایکدن ایک نہر میں بے نیاز
وضو کرتا تھا وہ برائے نماز
سیب اک آب پر وہاں آیا
لیکے ثابت وہ سیب کچھ کہایا
دل سے نادم وہیں بہت ہوکے
اسکے مالک کو ڈھونڈھنے کیلئے
چلدیا نہر کے کنارے پہ
پہنچا اک باغ پاس وہ آکر
ایک چشمہ تھا باغ کے درمیان
اسی چشمے سے تھی وہ نہر رواں
تھے وہ چشمے پہ سیب کے اشجار
سیب تھا یہ اسیکا بے تکرار
اسکا مالک تھا باغ میں حاضر
کیفیت اس سے یہ کیا ظاہر
اور کہا بخشش دیجے میرے تیں
تیرے بے اذن سیب کھایا میں

کیا ناچار اسکی شرط قبول
پس وہ لڑکی سے ازدواج کیا
کر مُزیّن وہ اپنے تب گھر کو
اور بیٹھا مسند عروسی پہ
جاکے خلوت میں دیکھتا ہے کیا
اور اعضا صحیح ہیں اسکی سبھی
اپنے منھ پر لیا نقاب وہ ہیں
بول میرے سے کیا ہے وجہ حجاب
بولا ثابت کہ مجھ سے پدر ترا
بولی وہ سچ کہا یقین بیقیل
کور و کر گنگ و لنگ وہ جو مجھے
کہ میں جس روز سے ہوئی پیدا
شرع میں بات جو نہیں جائز
غیر جائز کبھو چھٹی بھی نہیں
بعد ازاں یوں کہی وہ پاک نسب
وہ کہا پوچھ پوچھی تب ای یار
مردوں اور عورتوں میں رب کریم
بولا دس حصے عقل کر بیشک
حصے شہوت کے بھی وہ دس ہی کیا
بولی ہاں ایسے ہی خوشنود ہے
کہ خدا زوج متقی تجھ سا

تا نہ روز حساب میں ہو ملول
پدر دختر کا ابتہاج کیا
کرکے آراستہ بھی دختر کو
بعد ثابت کو لے گیا ہے گھر
کہ وہ بی بی ہے ماہتاب لقا
سمجھا عورت یہ کوئی ہے دوسری
کی وہ عورت اسے خطاب وہیں
میں ہوں زوجہ یقیں تری در باب
تیرے اوصاف دوسرے بولا تھا
پر کلام انکار کہتا ہے تاویل
بولا تھا اسکے ہیں یہی معنی
غیر محرم نہ مجھکو کوئی دیکھا
ہیں نہ بولی ہنسی کبھو ہرگز
غیر جائز طرف گئی بھی نہیں
مسئلہ ایک تجھ سے پوچھوں اب
کہ خبر دے مجھے تو ای ہشیار
عقل و شہوت کیا گئے تقسیم
دیا مردوں کو نو ز نو نکو یک
ایک مردونکو نو ز نو نکو دیا
اذن اب ایک مانگتی ہوں اب
فضل سے جو کیا ہے مجھکو عطا

شکر ہے اسکا جھکی کہ عتیب
آجکی شب ہوں عبادو میں
جھکی کہ عتیں ہیں اور دونوں
آخر شب تلک ہے مشاغل
آخر شب میں جب ہوئی خلوت
حاملہ ہوئی وہ با عفت
بو حنیفہ امام اعظم سے
قدوہ اتقیائے اکرم سے
یہہ گہر ہے وہ درج عفت کا
یہہ ثمر ہے وہ شاخ عزت کا
جب تقی ایسے ہوں پدر مادر
کیوں نہ اسر اتقیا ہووے پسر

خیابان دوم

در بیان احادیث صحیحہ
مبشرہ در شان آل امام اکرم
وارد شدہ

بوحنیفہ ایسی کُنیت ہے
بس وہ امام چراغِ امت ہے
اور یہ آئی روایت دیگر
کہ کہا یوں رسولِ جن و بشر
حشر کے روز انبیا و رسل
فخر میرے سے ہی کرینگے کُل
اور کرونگا میں فخر نعمان سے
بوحنیفہ امام ذیشان سے
دوست میرا ہے جو ہے دوست اسکا
اور عدو اسکا ہی عدو میرا
شیخ بو اللیث یوں لکھا اسمیں
کہ امام ابو حنیفہ یقیں
جبکہ اصحاب سے نہیں بہتر
کیوں کرے فخر اس سے پیغمبر
بلکہ گر فخر از صحابہ کبار
کرتا وہ ساز وار تھا ہی یار

بعد

شیخ علامۂ جلال الدین
تھا مجدّد وہ قرن تاسع کا
وہ یقیں در مناقبِ نعمانؒ
اسمیں لکھتا ہے اسطرح سُن لے
خبر موضوع سے بیان کرنا حدیثکو
بلکہ آئی ہے یہ صحیح خبر
کہ کہا بوہریرہ اے آگہ
کہ ثریا میں ہوتا گر ایماں
اور مسلم میں یوں ہے بوسو اس
جانو اک مرد اسکو لیجاتا
اور در معجم کبیر تو جاں
کہ معلق اگر ثریا پر
اور عرب لوگ اسکو نا پاتے
مرد فارس کے اسکتیں حاصل
اور حلیہ میں بو نعیم عجب
گر ثریا میں علم ہوتا یقیں
مرد فارس سے ہے مراد امام
اور بھی دو حدیث آئی ہیں
ہے یہ پہلی حدیث رکھ تو یاد
فخر میرے سے ہی کیا آدمؑ
میری اُمت کے ایک شخص سے اب

جو سیوطی سے مشتہر ہے یقین
شافعیہ میں مقتدا تھا بڑا
لکھا تبییض اک رسالہ جان
کہ مناقب امام اعظمؒ کے
نہیں حاجت ہے کچھ عیاں کرنا
در صحیحین بے گمان و خطر
کیا ارشاد یوں رسول اللہ
پاتے فارس کے لوگ اسکو جب پا
ہوتا ایمان اگر ثریا پاس
اہل فارس سے ہوشیار بڑا
لایا طبرانی اسطرح ہمیاں
ہوتا ایمان ای نیکو محضر
اسکے پانے سی عجز سب لاتے
کرتے بیشک شبہ اسکا عاقل
بوہریرہ سے نقل یوں لایا
مرد فارس کے لیتے اسکتیں
یوں ہی بولا سیوطی ور اعلام
در مختار میں جو لائے ہیں
کہ کیا شاہ انبیا ارشاد
میں بھی کرتا ہوں فخر ہو خورم
نام نعمان اسکا ہے خوشند تھبا

دوسری حدیث

إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ إِغَاثَةَ اللَّهْفَانِ

یعنی فریادرس جو مسکین کا
ہووے پیارا وہ ہے سبکو ہی خدا

تیسری حدیث

لَوْ وَثِقَ الْعَبْدُ بِاللّٰهِ تَعَالَى بِثِقَتِهِ لَرُزِقَ كَمَا يُرْزَقُ الطَّيْرُ تَغْدُو خِمَاصًا وَتَرُوحُ بِطَانًا

یعنی بندہ پرند کی مثال
رکھے گر اعتماد حقیقہ کمال
دیتا

بعد اسکا لکھا ہے خود ہی جواب — کہ یقیں جب زمانۂ اصحاب
منقطع ہو گیا ہے ای ماہر — ضعف سنت میں ایک ہے اظہار
بوحنیفہ امام اہل ہدا — تقویت سنت نبی کو دیا
پائے اس سے ہدایت اک عالم — شرع و سنت پہ ہو گئے اقوم
غزنوی کی مقدمے کی شرح — جو ہے مشہور اس میں ہے اسطرح
ابن جوزی رہ تعصب سے — کہا موضوع اس خبر کو ولے
ہیں طریق اس حدیث کے بسیار — ہوئے ثابت زراویان کبار

خیابان سوم

در بیان مرویات آن امام ہمام از اصحاب کرام وثبوت این معنی کہ آنجناب از مشاہیر تابعین عظام است رض

متفق ہیں محدثین کرام — اور یوں ہی مورخین تمام
کہ بعصر امام ای فاخر — کئے صحب رسول تھے حاضر
یک انس ابن مالک والا — کہ وہ بصرے کے بیچ رہتا تھا
سن ہجری تھا نود و یکم — قول دوم سے نود و سوم
قبل حجاج پر جفا دو سال — وہ کیا نوش ہے زلال وصال
اسکی رحلت کے وقت پہ نعمان — گیارہ یا تیرہ سال کا تھا جان
سے حدیثیں انس سے با اکرام — ہے روایت کیا امام ہمام
ہے یہ پہلی حدیث ای بہائی — علم پڑھنے کے باب میں آئی

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ

ڈھونڈنا علم کا بہ لیل و نہار — ہر مسلماں پہ فرض ہے ای یار

دیتا یوں رزق حق وہ بندے کو | دیتا ہے جسطرح پرندے کو
پیٹ خالی وہ صبح کو جاوے | پُر شکم شام کو سدا آوے
اور دوسرا صحابیؓ والا | یعنے عبداللہ بن ابی اوفیٰ
سال ہشتاد پر تھے چھ یا سات | شہر کوفہ میں وہ کیا ہے وفات
بوحنیفہ کی عمر تب ای یار | چھے برس یا تہی سات سال شمار
شیخ اہل حدیث ابن حجر | لایا ہے اپنے مختصر اندر
کہ سماع حدیث میں ای میاں | معتبر عمر پنج سال ہے جاں
اسلیئے ہے روایت محمود | یعنے ابن ربیع ای مسعود
گرچہ عمر اسکی پنج سالہ تہی | پر بخاری نے وہ قبول ہے کی
ابن اوفیٰ سے یہ حدیث قوی | بوحنیفہؓ نے ہے روایت کی

مَنْ بَنٰی لِلّٰہِ مَسْجِدًا وَلَوْ كَمَفْحَصِ قَطَاةٍ بَنَی اللّٰہُ
لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ

یعنے از بہر خالق کرتار | کوئی مسجد بنا گیا اے یار
گرچہ مقدار گھونسلے کے ہو | اک پرندی کے سنگ خواہی جو
بالیقین واسطے بھی اسکے خدا | ایک جنت میں گھر بناویگا
سہل بن سعد ساعدی اے یار | تھا مدینے میں از صحاب کبار
جبکہ اسی پہ آٹھواں سن تھا | یا تھا نود پہ ایک تب وہ موا
تب ہی نعماں کی عمر گیارہ سال | یا کہ تھی ہشت سال با اجلال
عصر اسکا امام پایا ہے | پن روایت نہ اُس سے لایا ہے
اور جو تھا ابو طفیل عامر | تھا بمکہ مُعمَّر فاخر
بعد کل صحابہ حضرت | ایکسو دس میں وہ کیا رحلت

برعکس ازہم ہی نود و شش تھا
حج اول ابو حنیفہؒ تھا
تب تھی عمر امام سولہ سال
اور تھا مشتہر بفضل و کمال
اور تب از صحابۂ سرورؐ
ایک ہی باقی تھا جہاں اندر
اور صحابہ کو ڈھونڈکر بسیار
لوگ ملتے تھے اپنے جا ہی یار
پس امام ہمام اے دانا
مکہ با صفا کنتیں جانا
اور نہ ملنا ابو طفیل ہے تب
ہے نہایت بعید ای خوش مشرب
چار اصحاب کے یہ ہونے پر
متفق اہل علم ہیں یکسر
بلکہ علامہ جو کہ تھا کفوی
کہا اسطرح وہ بوجہ قوی
کہ

دوسرے صحابی ابن ابی اوفیٰ

کہ بلاشک روایت نعمانؓ
شافعیہ کا مقتدائے کبیر
اسکی تصنیف ہے جو کہ تہذیب
اور بتاریخ یافعی بھی لکھا
کہ یہ چارو صحابۂ ذیشان
اور روایت کیا ہے ان سے امام
دوسرے اصحاب سے بھی انکے سوا
اور کرنا روایت انسی بچہان
ہوا آخر محصل نووی
کہ کہا بوحنیفہ بحر کمال
تب صحابی نبیؐ کا اک آگاہ
شہر کوفے کو آیا بوجہ دتم
اسکی مجلس میں میں ہوا حاضر

ہوئی ثابت یہ چار سے ایجان
تھا جو نووی امام و فرد شہیر
اسمیں لکھتا ہے وہ امام لبیب
وہ بھی تھا پیشوا شوافع کا
تھے بوقت امام دیں نعمان
نہیں سنا تمیں کسیکو کلام
جو تھے ملنا ابوحنیفہؓ کا
لوگ کرتے ہیں اسمیں شک گمان
پر لکھا اسطرح بطحطاوی
تھی مری عمر جبکہ چودہ سال
جو تھا ابن انیس عبداللہ
سن ہجری تھا نود و چار م
اور سنا یہ حدیث اے فاخر

حُبُّكَ لِلشَّيْءِ يُعْمِي وَيُصِمُّ

دوستی تجھ کو چیز کی اے یار
یعنے اس شی میں جو کہ ہو گا عیب
عائشہ بنت عجرد سے نعمان

اندھا بہرا کرے ہے بے تکرار
نا سنے اور نہ دیکھے ہے بے ریب
اس خبر کی کیا روایت جان

أَكْثَرُ جُنْدِ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ الْجَرَادُ لَا آكُلُهُ وَلَا أُحَرِّمُهُ

یعنے اللہ کا بڑا لشکر
میں نہ کھاتا ہوں انکو غیر کلام
واثلہ سے بھی دو حدیث یقیں

ٹڈیاں کا ہے اس زمیں اندر
اور نہ میں بولتا ہوں انکو حرام
ہے روایت کیا وہ قدوہ دیں

دَعْ مَا يُرِيبُكَ إِلَى مَا لَا يُرِيبُكَ
چھوڑ اسکو جو شک میں ڈالے
اسکے جو شک میں نہ ڈالے

لَا تُظْهِرِ الشَّمَاتَةَ لِأَخِيكَ
فَيُعَافِيهِ اللّٰهُ وَيَبْتَلِيكَ

یعنے تیرا اگر برادر دیں
ہو گرفتار کوئی بلا میں سہیں
دیکھکر اسکو تو خوشی مت کر
کہ خداوند خالق داور
فضل سے اپنے دیوے نجات اسے
اور گرفتار تجھکو کر دیوے

اور کہتا ہے وہ امام زمن
۹۶ سن تھا نود و شش جبکہ چھیانوے سن
میں گیا حج کو باپ کے ہمراہ
اور دیکھا یہ نزد بیت اللہ

حلقہ کر لوگ تھے کھڑے ہجا | باپ سے اپنے میں یہ کیا پوچھا

بولا ہے اک صحابی ذوالاکرام | یعنی عبداللہ ابن حارث نام

گھیر کر اسکو مومنان کثیر | یہ کھڑے ہیں ادب سے باتوقیر

جب مجھے باپ نے خبر یہ دیا | ہیں وہیں جلد اسکے پاس گیا

اور سنا وہ صحابی نیک سیر | کہتا تھا یہ حدیث پیغمبر

اِعَانَةُ الْمُسْلِمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ

یعنے تائید اک مسلماں کی | ہر مسلماں پہ فرض ہے پوری

اور جابر سے وہ امام ہمام | یہ روایت کیا ہے باکرام

ایک انصاری آکے حضرت پاس | یوں کیا عرض اے امام الناس

مجکو اولاد کا ہے شوق بڑا | کبھی مجکو نہیں ہوا لڑکا

تب کہا اسکو شاہ موجودات | تو بدرگاہ قاضی الحاجات

کر ہمیشہ بہت سا استغفار | اور صدقہ دیا تو کر بسیار

تجھکو اولاد دیویگا مولا | پس وہ دونو عمل شروع کیا

اپنے فضل و کرم سے رب عباد | سات بیٹیا اُنے دیا اولاد

خوارزمی لکھا ہے مخطے یہ بیان | بالتحقیق بہ مسند نعماں

کہ ملاقات کر صحب کرام | جو روایت کیا حدیث امام

متفق سب کے پاس ہے یہ صاف | پر صحابہ کے ہے عدد میں خلاف

بعض بولے کہ مرد ہینگے سات | اور تھی یک ہی لوجہ از عورات

اور لکھے کوئی کم ہیں کوئی زیاد | ہے غرض اختلاف در تعداد

اور ثابت ہے عصر میں اسکے | ہیں پہ دو صحابہ زندہ تھے

یعنے پایا ابو حنیفہؒ نے | ہے زمانے کو ان صحابہ کے

دیکھیں تاریخ فوت انکی اگر
بات ظاہر یہ ہووے گی تم پر
لیک لکھی ہیں متاخرین بعضے
کہ زمانے میں بوحنیفہؒ کے
چار صحابہ تھے مقرر ہاں
پر نہ دیکھا ہو انکے تئیں نعماں
انکا انکار خوب رکھ تو یاد
ہے بلاشک تعصب اور عناد
اور اوائل میں وہ امام رشاد
لکھتے ہیں بین الہے بھی یاد
شہر بصرہ کو ہے گیا تشریف
نا ملیگا انس سے کیوں وہ شریف
بولتا ہے امام دین نعم دی
اپنی تہذیب میں بوجہ قوی
کہ ملاقات ان امام ہمام
با صحابہ صحیح غیر کلام
اور

اور علامہ کفوی یوں بولا
لیک یاران اہل کے یہ بات
کہ حدیثیں پچاس تک بحساب
اور جب ایک عالم عادل
قول منکر سے معتبر ہے وہ
اسلئے ہے گواہی ای اکرم
بلکہ علامۂ جلال الدین
کہ امام اجل ابو معشر
ابن عبد الصمد جو تھا طبری
شافعیہ سے تھا وہ فرد شریف
بو حنیفہ کے سارے مرویات
جمع اس میں کیا ہے باسناد

کئے انکا گرچہ بعض اسکا
صحیح اسناد سے کئے اثبات
وہ روایت کیا ہے از اصحاب
کرے اک امر ثابت ای عاقل
بہر اقبال بے خطر ہے وہ
نہیں مقبول ہوتی ہے بعدم
دیکھو تبییض میں لکھا ہے یقین
شیخ عبد الکریم نیک سیر
اور کہتے ہیں جسکتیں مقری
اک رسالہ کیا ہے وہ تصنیف
جو صحابہ سے پائے ہیں اثبات
دیکھ گر چاہیئے لسے رکھ یاد

السیوطی
تواریخ

گل

ابن سعد اس روش کیا ہے بیاں
کتنے اور دیکھا صحب با اکرام
تھے معاصر جو دیکھے اسکی یقیں
مثل اوزاعی جو کہ تھا شامی
اور ثوری کوفی ای ماجد
لیث بن سعد مصری نیک شعار
یہاں سیوطی کا قول ای فاخر

کہ ہے دیکھا انس کئیں نعماں
پس وہ ہیگا نہ تابعین کرام
بات یہ انمیں پای جاتی نہیں
اور حماد بصری اسے نامی
اور مکی جو تھا ابن خالد
یہہ نہ کوی تابعین تھے ای یار
بے کم و بیش ہو گیا آخر

الغرض وہ امام ہے اکابر
ہے مقرر تابعین سے تو
اور بقول صحیح ابن جیمو
کہتے ہیں تابعی یقین اسکو
جو کہ صحابی سے ملا خوش
اور بیٹھا ہو صحبت میں انہوں کی
نت روایت حدیث کی لانا
شرط اسکو نہیں ہے ای دانا
بوحنیفہ سے ای اخی ذات
ہے ثابت روایتیں نص شد ہا
اور زمانے میں تابعین کے ای عاقل
اور زمانہ میں تھا امام دین نعمان
مجتہد تھا امام اسی تئی یار
تابعین کبار سے ہے بیاں
ہوا اسکا مناظرہ بیاں
بحث شعبی کی ساتھ اسکا ہے مشہور
تذکرۃ المعصیہ میں ہے مذکور

یہ تھا مضمون کہا ذی مرتبت
مان لینا لینے کی واجب
ہوا بشارت سے ہی یہ اثبات
تابعین تھا وہ مجمل الذات

اور اجماع تابعین عظام
وہ امام ابو حنیفہ سوا
الغرض اب ثبوت کو پہنچا
شاہ تابعین کے با اجلال

جبکہ ہوتا تھا دو زمان امام
معتبر بالیقین نہ ہوتا تھا
بوحنیفہ بھی تابعین سے تھا
بھیجا آیت یہ خالق متعال

وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ

قرن ثانی میں تھا وہ قدوہ دین
یعنے مالک و شافعی احمد
اہل ہر سہ قرن بقول رسول

قرن ثالث میں دیگر مجتہدین
پس ہیں یہ تبع تابعین اسعد
ہیں مبشر بخیر اور مقبول

خَيْرُكُمْ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ

تم سے بہتر زمانہ ہے میرا
پھر جو پیچھے انہوں کے آویں گے
پھر جو پیچھے انہوں کے آویں یقیں

یعنے میرا بھی میرے یاروں کا
یعنے بیشک وہ تابعیں ہینگے
ہینگے وہ تبع تابعین بے کیں

گل

بوحنیفہ سے پھر یہ ہے منقول
اور صحابہ کے ہوویں جو اقوال
اور جو منقول تابعین سے ہو

کہ بلا شبہ قول پاک رسول
بسر و چشم ہم کریں اقبال
ہیں برابر انہوں بھی ہم سمجھو

حدیث شریف

ہے روایت انس سے نبی اکرم
کہ کہا یوں وہ سرور عالم
میری امت میں مرد اک ہوگا
نام نعمان ہوویگا اسکا
بوحنیفہ ہی کنیت اسکی مشہر
اسکو دیویگا حق علوم کثیر
جب تو پاویگا اسکو با اکرام
بولنا میری طرف سے اسکو سلام
اور امانت مری ای اہل وفا
تو بلا شبہ اسکو پہنچا

اس امانت میں دو روایت ہیں
ہے یہی سن روایت اوّل
نوش فرما کے ایکدن خرما
اور روایت یہ آئی ہے دوسری
منھ میں ڈالا اس کے تھا خوشتر
رکھتا تھا اسکو باحفاظت وہ
کھایا ہے اسکو بوحنیفہ جب
فضل سے حق کے شرح صدر ہوا
اور بحر علوم ای امجد
علم و حکمت سے ہے چشمۂ اطہر
برکت ہی یہ اس امانت کی
کعب احبار یوں کہا خوشنود
کہ ہے نزدیک نور یک پیدا
اسکی کنیت ہے بوحنیفہ بجا

دیکھ لکھا ہوا ہے یہ کتابوں میں
کہ مدینے میں احمد مرسلؐ
جو کہ باقی رہا اس کو دیا
کہ لعاب شریف اپنا نبیؐ
لیکے وہ اپنے پارچے اندر
دیا النعمان کو یہ امانت وہ
قلب اُسکا ہوا منوّر تب
علم میں وہ رفیع قدر ہوا
موج زن اسکے دل سے تھی بیحد
تھے رواں اسکے لب سے شام و سحر
اس لعاب شہ رسالت کی
کہ میں تورات میں پڑھا یہ بات
اُمت احمدی میں ہوویگا
نام نعمان ہے یقیں اسکا

خیابان چہارم

در بیان آنکہ مذہب آں امام ہمام مطابق قرآن عظیم و احادیث رسول کریم علیہ وآلہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم است در رد آناں کہ آں امام از اصحاب الرائے میگویند

شرح سفر سعادت اندر بیاں
کہ ہے ذہنوں میں خلق کی یہ بات
بس احادیث کے مطابق ہے

یوں کیا شیخ عبدحق نے بیاں
مذہب شافعی رفیع الذات
اور روایات کے موافق ہے

فرقہ رفضیہ
اور بعض نیچری اسکو
فرقہ وہابیہ اور غیر
مقلد اسے اجتہاد و قیاس
بخلاف حدیث کا
یعنی ہی غلط غباوت کا
اور یہ اسرار جہالت ہی بار
شرائط ہی اجتہاد و آثار
حفظ قرآن حدیث و قیاس
مجتہد کا سب اجتہاد و قیاس
ہے حدیث و قرآن ہی سے ہوتا

ح یعنی مجتہد قرآن و حدیث میں
ہی اجتہاد کرتا اور اسکے قیاس
کا مقیس علیہ بھی قرآن و
حدیث ہی ہے نہ کہ وہ دین
میں اپنی دل سے کچھ تراشتا
اور نہ اپنے گھر سے کچھ لے آتا
معاذ اللہ نادان لوگ قیاس
و اجتہاد کے معنے ایسے ہی سمجھتے
ہیں ۱۲

مسند اسنادہ کا مرسل نیز حنفی

بوحنیفہؒ امام اعظم ہے
سب ائمہ میں وہ مقدم ہے

تھا مسلّم تمام امّت کا
سب میں اعلم کتاب و سنت کا

مجتہد مسلّم الاجتہاد ۱۲
کیوں کرے اس پہ یہ گمان خبیث
کہ وہ مذہب رکھے خلاف حدیث

وجہ ایسے گمانِ فاسد کا
جو ہے بعضوں کو وہ بھی ہیگا

تھے جو بعضے محدثین کبار
مذہب شافعی میں سے دلدار

جو ہیں مشہور انکے تصنیفات
جوں مصابیح اور ہے مشکات

ہمیں سنا دینے مذہب کے
لائے اور طعن حنفیہ پہ کئے

سبب ان کا یہ تعصب تھا
انکو اور ہمکو بخش دیوے خدا

اور احناف کے کتب پرنور
جو دیار عرب میں ہیں مشہور

دیکھیں گر اسکو منصفانِ خوشحال
منکشف ہووے تب حقیقت حال

کہ نہیں کوئی مسئلہ ایسا
مذہب خاص بوحنیفہ کا

نہ ہو قرآن حدیث اسپہ دلیل
اجتہادی ہو یا صریح ای خلیل

ح مذہب حنفی میں بہت سی کتابیں ہیں کہ ہر مسئلہ پہ آیت خصوصاً احادیث و آثار قویہ سے سندیں بتلاتی ہیں جیسے عینی شرح ہدایہ از امام محدث عینی شارح بخاری۔ فتح القدیر۔ کرمانی شرح بخاری۔ عینی شرح بخاری۔ تیسیر القاری شرح بخاری عقود الجواہر المنیفہ فی دلائل مذہب ابی حنیفہ اور فتح المنان از شیخ دہلوی۔ معانی الآثار۔ امام طحاوی۔ مسند حماد بن امام اعظم۔ مسند حصفکی وغیرہ ۲

خاص شرح مواہب الرحمٰن
جسکا شارح دلائل و برہاں

لایا ہے آیتوں سے قرآں کے
اور صحیحین کے حدیثوں سے

ح یعنے شارح کتاب مواہب الرحمٰن جو بڑا محدث ہے لازم کرلیا ہے یہ بات کہ ہر اس کتاب میں مذہب حنفی کے مسئلوں پہ قرآن سے یا بخاری

ہم کہاں ہی حدیثوں سے
سند بلا دیکھے کچھ دیکھا ہی بتلاتا ہی
جزاہ اللہ خیر ۱۲ منہ

مذہب بوحنیفہ ای اکمل
ہے مشابہ بمذہب حنبل
اور بنا اس کے ہاں کی مذہب کی
ہے احادیث مصطفےٰ پہ ہی
اور یقین با امام دین اعظم
ہے خلاف اسکا مسئلوں میں کم
اور با شافعی گرامی گوہر
ابن حنبلؒ کا ہے خلاف اکثر
اور مسائل اصول کے ہی نہیں
جو ہیں مشہور الکیسو بیس
ہائے موافق امام دین احمد
بوحنیفہؒ کے ساتھ ای ارشد
اور با شافعی مطلبی
ہے مخالف وہ مسئلوں میں سبھی
صه

گرچہ متاخرین شوافع کے
طعن کا انکے کچھ نہیں پروا
بوحنیفہؓ کا مدح گو تھا مدام
کہ کہا لوگ سارے اہل کمال
اور امام محمد ابن حسن
شان میں اسکے شافعی اہی سلیم
کہ تصانیف اسکے اہی گیانی
لاویں بے اختیار ایماں وہ
اور لکھا ہے وہ کتاب شریف
یعنے امام محمد
جلد ہر اک کی شصت یا ہفتا
اور اکثر امام دیں احمد
بس کتب سے ہی اسکے لیتا تھا
اتباع حدیث اور آثار
نہیں یوں دوسرے ہیں مجتہد آپ
پہنچے جو مجہ کو از حدیث رسولؐ
وہ صحابہ کے بھی جو ہیں اقوال
اور جو تابعیں کہے ہوئے یاں
نہو جبتک یقیں ضرورت تام
ملتی اسکو کوئی حدیث شریف
اسکو بس وہ امام اہل ہدا
دیکھیے غور کر ذرا اس جا

طعن اسپر رہ حسد سے کئے
بسیر شافعی امام ہدا
اسکے اصحاب کا بھی با اکرام
بوحنیفہ کے فقہ میں ہیں عیاں
جو تھا شاگرد اسکا فرد زمن
اسطرح بولتا ہے باالتکریم
دیکھینگے گر یہود و نصرانی
ہووینگے جلد تر مسلماں وہ
ہے ضخیم و طویل ہر تصنیف
ہینگے بعضوں کے بلکہ اس سے زیادہ
کئے مسائل دقیق اے امجد
ان سے تھا مستفید صبح و مسا
جوں کرے بوحنیفہ پاک شعار
بولتا ہے ابوحنیفہؓ جان
ہے سر و چشم ہی وہ مجکو قبول
وہ کروں اختیار در ہر حال
ہیں انہوں اور ہم برابر ہاں
نہیں کرتا تھا اجتہاد امام
کہ وہ اسناد کے ہو رہی ضعیف
تھا مقدم قیاس پر رکھتا
اسکو تبعیت حدیث تھی کیا

بولیاں نہیں اپنی شافعی مثنویہ
اسکے شاگرد تو رہے ہیں مدعیا
سو وہ کاہی قیاس اپنی بہیک
ہے مقدم رکھتا قیاس سب دیکھ
بحث تو یہ ہے اصول فقہ میں دیکھ
نقل کیں ہیں صاف جو ہے منقول
سو بقیہ جب حدیث رسول
بوحنیفہ کو پہنچی اے یار
ہوتا تھا دل سے اسکا تابعدار
سنیے اصحاب جو ہیں اسکے تمیں
یا ز فرماتے تابعین یقین
تابع ہوتا تھا اسکو دل و ہوس
ورنہ کرتا تھا اجتہاد و قیاس
اور نزد دیگر آن امام ہدا
مسئلہ گر کہیں سے آتا تھا
بحث کرتا تھا ہمیں پس بیجان
طول مدت تک وہ با یاراں

بعد

ہے نکالا کتاب و سنت سے
واجب العمل ہے مقلد کو
کہ کوئی مجتہد کہا ہو گا
ہے سند ہر دو جانب کی خوشخو
ہے جو ہر طرف دلیل صحیح
مختلف آئی جو حدیث نبی
تو ہی بیشک وہ اجتہاد صحیح
ہر مقلد کو اسکے بس ہے دلیل
مسئلہ وہ از اجتہاد تمام
در حدیث و اثر دیا قرآن
تو ہی اسکا مقیس علیہ بھی ہی

پر امام اجتہاد ہی کر کے
قول اپنے امام کا سن تو
ماں تو پاویگا جب خلاف اسکا
مسئلہ تب بھی اختلافی ہو
وہ سند ہو اگر حدیث صریح
تو بھی وہ اختلاف حدیث کا ہی
اور اگر وہ سند ہو و تصریح
قول ہر مجتہد کا ہی ای خلیل
کہ نکالا وہ مجتہد نے ہمام
ہوتا ہے اجتہاد مجتہد ان
گر وہ صورت قیاسی ہوئیگی

حکایت

ایک عالم نے جامع از ہر
ایکدن یوں کہا کہ بعض اطفال
کیئے تصنیف کر سکینگے اب
آیا مسجد سے شخص اک باہر
قیروانی کی وہ رکھا تھا کتاب
وہ کتاب اسکو وہ پڑھ نہ سکا
کہا یہ ہم ہو اسکیتیں ای سفیہ
اپنے سر سے اتار یہہ دستار

کیا انکار قیروانی پہ
اسکی تصنیف کے کتب کے مثال
بے ادب ہو کر وہ کہا یہ جب
لشکری کے مثال ای ماہر
اسکو بولا مجھے پڑھا یہ شتاب
پس اسی کھینچ کر وہیں مارا
لوگ اب جانتے ہیں تجکو فقیہ
نہیں شایاں ہے یہ تجھے زنہار

ہوتی ہے تحقیر کرامت علی
ابن ابی زید قیروانی کی

حکایت

طالب العلم شافعیہ سے
بعض نزدیک میر سادہ زمخ
بعض اصحاب بو حنیفہ کا
ایک نکار امتین کرتا تھا
اسکو ایکدن میں کیا تنبیہ
متنبہ ہوا نہیں وہ سفیہ
اس سے تجکو بڑی ہی ہو نفرت
لیا نا چار اس سے میں فرقت
وہ گیا اور ایک سیڑھی چڑھا
گر کے ایک پاؤں اسکا ٹوٹ گیا
دن بدن حال اسکا ہو کے برا
جلد تر خوار زار ہو کے مرا

جب

المرجع جب او الی گر مثل کی مسئلہ ۱۲

جب عیادت لئے وہ بلوایا
بہر آداب تابعانِ امام
پس ای بجھائی تو سب اماموں سا
با ادب رہ کے رکھ زبان کو گنگ
میں عیادت نہ اسکی جا سکیا
اس سے پھر ملکے میں کیا نہ کلام
انکے اتباع مقتدایوں سا
کہ تھے مقبول بارگاہِ الٰہ

شگوفہ

اور ائمہ کے درمیاں ای یار
تھا وہ اظہار حق کے ہی خاطر
کرنے کامل بھی ناقصوں کتیں
اور تعینِ شریعت کبریٰ
پہنچتے ہیں جو ای گرامی ذات
انکا بحث و مناظرہ تھا تب
جو ہوا ہے مناظرہ کئی بار
نہ سبب تھا حسد کا ای فاخر
دینے ترغیب طالبوں کے تئیں
سب ائمہ کے مذہبوں الا
کشف انپر تھی یہ جہتک بات
متفق بعد کشف ہو گئی سب

خیابان پنجم

در مناقب عظیمہ و فضائل کریمہ آن امام الائمہ و بعض اوصاف جلیلہ صاحبین معظمین و تبئین اسمائے بعض اولیائے کرام و اصفیائے عظام کہ در شریعت و طریقت تابعان آن امام ہمام بودند رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

در مختار میں یہ ہے مذکور
کہ امام محمدؒ والا
تھا بہت علم و فضل و حفظ میں طاق
اور تصانیف کا ہی اسکے شمار
اسکا شاگرد شافعی ہی جان
اور بھی اسکی شرح میں مشہور
تھا جو شاگرد بوحنیفہ کا،
اس ہی پھیلا ہی علم در آفاق
ایک کم یک ہزار تک ای یار
اور اسکا سبب عالیشان

یعنی ماں اور سے شافعی سے بجا
تھا محمد نے کیا نکاح اپنا
اپنے مال و کتب سب تیں بقیل
شافعی سے تہا کر دیا تحویل
ان کتابوں سے لیکہ نفع اٹھا
کہتے ہیں شافعی فقیہ ہوا
یعنی انکے آگے در بغداد
سب سے شافعی امام ارشاد
تھا یقین گرچہ مجتہد مطلق
پر محمد کے بھی ہے تسبیح حق
قوت علم اس کا اور بڑھا
علم کو اسکے بس کمال ہوا
اور بولا عذاب دینے کا
نزے تیں گر ارادہ میں رکھتا
تو تجھے علم دین کا اتنا
ای محمد نہیں دیا ہوتا

پھر

پوچھا مالک سے شافعی نے کہ تو
کیا دیکھا ابو حنیفہؒ کو
بولا مالک کہ ہاں میں دیکھا ہوں
علم اور فضل اسکا کیا بولوں
گر وہ کرتا مناظرہ مجھ سے
یا ستون میں اس ستون چوبیں کے
کہ وہ دیوے کہا یا سیم کا
نصف یا زر کا نصف دوسرے کا
قوت علم سے وہ اپنے بجا
بس قائم دلیل کر دیتا
اور کہا شافعی کہ لوگ تمام
دفعہ میں ہیں یعنی عیال امام
لکھا ہے بغداد شافعی نے جو
بوحنیفہ کا نسب ہوا زاید
صبح کی اسنے وہاں نماز پڑھی
قبر تھی وہاں امام اعظم کی

بیس

که کہا اسطرح وہ حق آگاہ
بوحنیفہؒ کا علم اور عرفان
مثل دریائے بے کنار کے تہا
اور اس کے عقاید و اقوال
ہیں مستند کتاب و سنت سے
اسکے جانب جو لکھوں میں جواب
بلکہ ڈھونڈھا ہوں میں بہت بتفصیل
میں لکھا ہوں جو اک کتاب تمام
اور اسمیں دلائل مذہب
مذہب بوحنیفہ باشان
اور اٹھیگا اخیر میں سب کے
واسطے اپنے دیں کے رب انام
اور توابع اسی کے در ہر عصر
اور اگر انکو ضرب قید کریں
وہ نہ مذہب کو اسکے چھوڑینگے
رہے راضی نت اس امام سے رب
اور مودب ہی جو اسکے سات
یوں کہا سیدی علی خواص
مالک شافعی کی نیک اوصاف
تو وے قولوں کو بوحنیفہ کے
کہ ائمہ انہوں کی صبح و مسا

الخیرات الحسان ۱۲

سب ائمہ یہ بات پر ہیں گواہ
خاص علم حدیث اور قرآن
کوئی ایسا نہیں امام ہوا
اور افعال اسکے با اجلال
ہے یقیں وہ خیار امت سے
حسن ظن سے نہیں فقط در باب
سب ائمہ کے مذہبونکی دلیل
جس کتیں منہج مبیں ہی نام
چار ائمہ کے میں لکھا ہوں سب
ہے یقیں اول المذاہب جان
بعض اہل کشوف یوں ہی کہی
برگزیدہ اسے کیا ہے امام
ہوتے جاوینگے حشر تک بحصیر
تاکہ اسکے طریق سے نکلیں
رشتہ اخلاص کا نہ توڑینگے
اور سدا اسکے تابعوں سے سب
اور ائمہ کیسا سب شبہات
صاحب کشف و ذوق با اخلاص
جو مقلد ہیں کہیں گر انصاف
نہیں ہرگز ضعیف جانینگے
تر زباں اسکی مدح میں تھے سدا

پس ادب سے امام اعظم کے / چھوڑ ڈالا قنوت کو اس نے
باوجودیکہ اس کا استحباب / ثابت اس کے یہاں ہی ہے آداب
لوگ پوچھے تو شافعی بولا / کہ حضور امام سے اس جا
کیوں کروں در حضور کا خلاف / پس ادب سے قنوت چھوڑا صاف
کیونکہ اندر نماز صبح قنوت / نہیں نزد امام پایا ثبوت

حکایت

اور حکایت کیا ہے ای بھائی / اسی ہیں انمیں شیخ شعراوی
کچھ مناقب امام اعظم کے / اور فضایل وہ فرد اکرم کے
میں رقم ایکروز کرتا تھا / تب مرے پاس ایک شخص آیا
دیکھتے ہی اسے ہوا بس شاق / تب نکالا ہے وہ کیئے اوراق
دیا مجکو کیا میں اسمیں نظر / اسمیں تھا رد ابوحنیفہ پہ
میں تب اس شخص کو کہا ایسا / ای فلاں آہ شخص تیرے سا
کیا سمجھتا ہے اسکا نغز کلام / نا کرے رد امام کا ارقام
وہ کہا رد یہ میں لیا ہوں ہاں / از تصانیف فخر رازی جہاں
میں کہا فخر رازی کا / ہے امام زماں کے آگے کیا
طالب العلم سا ہے یا بچہ ان / یا رعیت بہ پیش یک سلطاں
یا ہے مانند ایک تارے کے / جوت میں آفتاب کے آگے
جوں رعیت کہتے نہیں جائز / طعن اک بادشاہ پہ ہرگز
کیونکہ ہیں جو کہ لائق تقلید / انکو ہے منع اور حرام ای سعید
کہ کریں طعن بہ ائمۂ دیں / اور نہوں تابعان مجتہدیں

ہاں اگر قول بوحنیفہ کا / کوئی بالفرض پائیگا ایسا
کہ نہیں پای کا جا کے اسپہ دلیل / تو وہ بس اجتہاد سے اسکے قلیل
ہے مفید عمل مقلد کو / قول ہی اس امام کا سن لو
ہے اگر قول امام اعظم کا / ایسا پایا گیا
کہ ہی لکھا ہے اسپہ دلیل / نہ نص صریح اسپہ قلیل
تو یہ تحقیق اسکی وجہ یوں / کہ ہے واقع میں نہیں مگر کتب
نہیں پایا کہ سکو نہیں پہنچا / یا کہ پایا پہ اسکا مطلب
کہ یہ معنا سمجھا / یا کہ نص صریح ای سامع
نہیں اس مسئلہ کو فی الواقع

پہ

فقیہان تمام با اجلال
بوحنیفہ کے ہیں سبھی عیال
دی کیا قاصروں کی ہے جرأت
کریں اسپر قصور کی نسبت
الغرض جو مناسبت ایسی
ہے بہ عیسیٰ ابوحنیفہؒ کی
دیکھ ایسی مناسبت تو شہا
خواجہ پارسا لکھا یہ بات
کہ زبعد نزول عیسیٰؑ بھی
ہووے گا عامل بمذہب حنفی
یہہ مراد اسکی ہے تو ہو آگاہ
کہ بجا اجتہاد روح اللہ
ہو مطابق بہ اجتہاد امام
بوحنیفہؒ امام با اکرام
نہ کہ پیغمبر خدا عیسیٰؑ
ہو مقلد امام اعظم کا

از مکتوب ... ۱۲

بعد تحقیق وہ بوجہ صواب
اسکے یاراں تلامذہ اسکے
اور مذہب میں تھے وہ مجتہدین
اور تھے اہل زہد و ورع تمام
وہ محقق امام ربّانی
الف ثانی کا تھا مجدد جو
ایک مکتوب میں کیا ہے رقم
کہ کریگا نزول جب عیسیٰ
اور کریگا وہ اجتہاد بیان
اور نکات و دقائق باریک
آہ ظاہر کے عالماں بسیار
اور مخالف کتاب و سنت کے
پس امام ابوحنیفہؒ بجا
اجتہادات حضرت عیسیٰؑ
اجتہادات کو امام کے بھی
قاصریں جو نہیں سمجھتے ہیں
ورع و تقوے کی لمیع برکت سے
بوحنیفہ وہ درجہ علیا
فہم دُسر دنکو اُنکا ہے دشوار
یہہ سبب اُن کی ہے جہالت کا
شمّہ اک شافعی تمر پایا

دیتا تھا بس وہ مسئلے کا جواب
فقہای محدثین سب تھے
پیشوایان دیں ائمۂ دیں
اُنپہ رحمت کرے خدائے انام
بحر اسرار کشف و عرفانی
قطب آفاق تھا مجدد او
ہے جو یجایں بدفتر دوم ۵۵
ہووے تابع اسی شریعت کا
بالیقیں ز حدیث اور قرآن
اسکے ماخذ کے نا سمجھ کر ٹھیک
کریں اس کے قیاس کا انکار
اجتہادات اسکے جانیں گے
ہے مشابہ بہ حضرت عیسیٰؑ
اہل ظاہر نہ مانیں جوں اصلا
اک جماعت نہ یونہی مانے گی
اسکا انکار کر ہی دیتے ہیں
یمن سے اتباع سنت کے
ہے یقیں اجتہاد میں پایا
جانتے ہیں مخالف اخبار
عدم ادراک اور فراست کا
فقہ سے اسکے جب یہ فرمایا احادیث ۱۲

متابع

تابع امت کے علماؤں کا بھلا
بے تعصب و بے تکلف اب
نظر کشفی میں اے فہیم سلیم
اور دیتے ہیں مذہبان دگر کے
اور بظاہر سواد اعظم بھی
اور بتقلید سنت اکرم
کہ یقیں وہ حدیث سرور کو
جانے لائق متابعت کے یقیں
باوجود ایسی تبع سنت کے
آہ ہوتے ہیں اس سے سوء ادب
بوحنیفہ ہے فقہ کا بانی
فقہ سے اسکے تین حصے یقیں
چار داں حصہ جو رہا باقی
فقہ میں ہے وہ صاحب خانہ
پھر مجدد یہاں کہا خوشتر مذہب
شافعی سے مجھے محبت تھے
صدق سے جانتا ہوں اسکو بزرگ
بعضے اعمال نافلہ میں سعید
کیا کروں مجتہد جو ہیں دوسرے
سب وہ پیش امام غیر قصور
حال سب کا خدا ہی جانے خوب

ہووے کیوں جو نبی لے ہے حق کا
بولتا ہوں کہ نور ایں مذہب
نظر آتا ہے مثل بحر عظیم
مثل حوضوں کے اور جداول ہے
بوحنیفہ کے ہیں توابع ہی
بوحنیفہ ہے سب سے پیش قدم
اور صحابی کے قول اکمل کو
نہیں یوں دوسرے ائمہ دیں
صاحب رائے کہتے بعض اسے
دیوے توفیق نیک ان کو رب
فقہ میں کون اسکا ہے ثانی
سب مسلم رکھے ائمہ دیں
اسمیں سب مجتہد ہوے ساقی
سب ہیں اسکے عیال اے دانا
باوجود لزوم ایں مذہب
ذات سے اسکے بس عقیدت تھے
شرع و ملت کا ایک چراغ سترگ
اسکے مذہب کی کرتا ہوں تقلید
باوجود انکے علم و تقوی کے
مثل طفلوں کے ہوتے ہیں منظور
ہو آخر خلاصہ مکتوب

تکملہ

قطب دوران امام شعرانی
راز دان فرید ربانی
صاحب اجتہاد و ستر عیاں
اہل کشف و تواجد عرفاں
حامی شرع و سنت سرور
قدس اللہ سرہ الاطہر
تھا یہ علامہ شافعی مذہب
ذو الکرامات صوفی المشرب
وہ مناقب امام اعظم سے
اجتہادات اس معظم سے
اپنے میزان میں جو لکھا الصواب
اور دیا جو مخالفین کو جواب
ہے مطول اگرچہ وہ مضمون
پر یہاں مختصر میں لکھتا ہوں

سبحان الذی لم یتخذ صاحبة ولا ولدا۔ سبحان الذی لم یلد ولم یولد۔ ولم یکن لہ کفوا احد

اور وہ حج آخری تو کیا
اذان کعبے کے فاذ موذن کیا
کعبۃ اللہ میں ہارے یک شب
وہ خوشی سے سحر دار شب
پس وہ کعبہ میں جب ہو داخل
درمیان دو ستونکے ای عاقل
اپنے سینہ سے یاد پیری کھڑا
پس نیت ایہار اسے رکھا
دو گانہ شروع کیا
نصف قرآن پڑھ دو

امام اعظم امام نے جواب میں حق تعالی سے ملاقات امام کو

پھر مین پوچھا کہ ای امام زمان
تب محمد کہا ہمارے سے
در مختار کا محشی یہان
یعنی اک درجہ اسکی منقبت کا
یا یہہ حاجت روائی سے یہی مراد
یعنی کرتا تھا عدل وہ بدوام
پھر مین پوچھا اسے کہ ای ذیشان
بولا اسکا مقام پاک یقین
یعنی وہ صاحبین سے برتر
کیون نہ درجہ اسے بلند ملے
کہ چہل سال صبح کی وہ نماز
کہ وہ سویا نہین تمامی شب
اور گنہ پچپن کیا ہی حج ای یار
ہی روایت اخیر دفعہ امام
کہ تیرے سے گناہ کو روز شمار
حق کہا جو ہیگا صبح و مسا

ابو یوسف کا ہی مقام کہان
ہی مانند اسکی جا دو درجے
دیکھ اسطرح سے کیا ہی بیان
اور ہی دوسرا اشنخیت کا
مومنون کی جو دہ کیا ہے زیاد
جب تھا قاضی نافذ الاحکام
بو حنیفہ کا ہی مقام کہان
ہیگا برتر بقصر علیین
یک مقام اسکا ہی بہشت اندر
نعمتین کیون نہ اسے بلند ملے
از وضوی عشا اثر ہابہ نیاز
یک تنہ تلک بہ طاعت رب
دیکھا خالق کو خواب مین سو بار
پوچھا در خواب از خدا ئے امام
کس عمل کے سبب ملے چھٹکار
یہہ دعا بس ہی اسکو بخشونگا

سُبْحٰنَ الْاَبَدِیِّ الْاَبَدِ۔ سُبْحٰنَ الْوَاحِدِ الْاَحَدِ
سُبْحٰنَ الْفَرْدِ الصَّمَدِ۔ سُبْحٰنَ رَافِعِ السَّمَآءِ
بِغَیْرِ عَمَدٍ۔ سُبْحٰنَ مَنْ بَسَطَ الْاَرْضَ عَلٰی جَمَدٍ
سُبْحٰنَ مَنْ خَلَقَ الْخَلْقَ فَاَحْصَاهُمْ عَدَدًا۔
سُبْحٰنَ مَنْ قَسَمَ الرِّزْقَ وَلَمْ یَنْسَ اَحَدًا۔

نصف ثانی پڑھا وہ باحرمت
اور کرکے ادا رکوع وسجود
خوف سے حق کے اشکبار ہوا
اور بدرگاہ خالق متعال
کہ ترا عبد ناتواں یارب
جوں سزاوار ہے تری طاعت
پردہ پہچانتا ہی تیرے صفت
پس تو نقصاں کو اسکی طاعت کے
ہاتف غیب تب کیا آواز
کہ ہمارے صفات تو جانا
اور عبادت ہماری ای نعماں
ہم دعا کو تری قبول کئے
پیروی بھی کریں تری جو بشر
تا قیامت ہم ان کو بخشینگے
اور کرتا ہے نقل جرجانی
کہ کوی گر بامت موسیٰ
ہوتا مانند بوحنیفہ کے
اور مناقب میں اس معظم کے
ابن جوزی کا سبط باتکرم
دوسرے علما بھی شرح وبسط کیے
الغرض بعد حضرت قرآں

ختم قرآں کیا بدو رکعت
جبکہ پھیرا اسلام وہ مسعود
جوش قلبی سے زار زار ہوا
کیا آہستہ اسطرح سے سوال
ستر وظاہر بجسم وجاں یارب
نہ ادا کرسکے ہے باطاقت
جو مدلل ہیں بر الوہیت
بخش حرمت سے اس پہچانت کے
سمت کعبے سے ای نکو انداز
اور بخوبی یقیں تو پہچانا
کیا اچھی ادا تو ستر وعیاں
تجکو لطف وکرم سے بخشدئے
اور رہینگے جو تیرے مذہب پہ
اور جزا بہتر ان کو دیوینگے
سہل تستری سے ای گیانی
اور یوں ہی بامت عیسیٰ
تو نصارا یہود نا ہوتے
بوحنیفہ امام اعظم کے
کیا تصنیف ہی دو جلد ضخیم
کئی مطول کتب لکھی تو شد ہات
ہوتا پیدا امام دیں نعماں

یقیں
سو معجزہ تجہ ہی سے آئیں
ہے بڑا معجزہ اسکا در آفاق
مذہب پاک اسکا بہت خلاق
مشتہر کردیا وہ امام
بات کوی نہیں ہے بڑے اعلام
پہ قبول لیے ہے بالعدول کو خدا
اسکے اصحاب بعیت غیر ترا
آج تک ہے ور شہر سے سرواری
بخشا اپنے کرم سے شہیں باری
اور فضیلت دیا اسکے مذہب سے
اور موافق اسکے ہے جب ارب
حکم عیسیٰ کرے گا اجتہاد بنام
یعنی عیسیٰ کا اسکا اجتہاد امام
ہوویگا حسب اجتہاد امام
ورنہ دیکھا رسول کا ہی سے تابع
ہووے کیونکہ امام کس کے تابع

یوں بھی

اور امام رستہ شیخ عبد اللہ
یعنی ابن مبارک ای آگاہ
اور سوا اسکے ہیں البتہ اخیار
کہ ہے جنکا شمار بیرون شمار
اور ابو القاسم قشیری جاں
صوفیہ میں جو تھا جلیل الشان
بولتا ہے وہ قدوۂ آفاق
میرا استاد بو علی دقاق
کیا ارشاد ہے یہ سرکا تیں
کہ طریقت کا علم سیکھا ہیں
از ابو القاسم نصیر آباد
ہے بلاشبہ وہ مرا استاد
اور وہ سیکھا از حضرت شبلی
اور شبلی ز سری سقطی
اور سری از شیخ دیں معروف
جسکہ تھے رمز باطنی مکشوف
اور

یونہی بولے ہیں اہل کشف و کمال
صاحب جذب و حال با اجلال
اور وہ بہر حفظ شرع متیں
مسئلے فقہ کے کیا تدویں
ہے نکالا فروع کو ز اصول
اجر اسکا اُسے ملیگا نہ بھول
فقہ میں ہے وہ صاحب خانہ
سب طفیلی ہیں اسکے ای دانا
فقہ میں اصل ہے وہی سب کا
اور ہیں سب فروع اسکے بجا
علما اور تا بروز شمار
فقہ کے جو کتب لکھیں ای یار
حکم ہے اس حدیث کے سلسلے
بو حنیفہ کو اجر اسکا ملے

مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ
بِهَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ

یعنے جس نے اچھی چال ڈالی اسکا اجر اسکو ملیگا۔ اور دوسرا جو عمل کریگا اسکا بھی اجر
قیامت تک اسکو حاصل ہوگا۔

بو حنیفہ کا درجہ یہ تحقیق
ہے یگانہ مانند حضرت صدیق
ہے یہ رتبہ بغیر شبہہ بڑا
سارے علما میں حق اسے بخشا
اکثر اقطاب و اولیای کرام
مذہب اسکا کئے قبول تمام
جوں براہیم ابن ادہم تھا
تارک سلطنت برائے خدا
شیخ والا شقیق تھا بلخی
اور معروف عارف کرخی
نحو وحداں عارف نامی
شیخ دیں بایزید بسطامی
اور داؤد جو کہ تھا طائی
تھی جسے سالکوں میں رسائی
شیخ رہبر فضیل ابن عیاض
جس سے تازہ تھا معرفت کا ریاض
ابو حامد کہیں جسے لقاق
اور ابو بکر تھا ابن الوراق
اور شیخ وکیع بہر فلاح
جسکے والد کا نام ہے جراح

اولیاء کرام جو امام اعظم کے مقلد تھے

امام اعظم کو درجہ حضرت صدیق کا تھا

اور داؤد طائی ای ہشیار | یہہ طریقت کے رمز اور اسرار
سیکہا الحق امام اعظم سے | قدوۂ اولیاے اکرم سے
ایسے اقطاب و اولیاے کرام | ہینگے شاگرد اور مرید امام
تھے ائمہ وہ سب طریقت کے | اور اساطین تھے شریعت کے
بعد انکے جو آئے ہیں ای یار | ہیں طریقت میں انکے تابعدار
یہہ بزرگاں تمام سر عیاں | معتقد تھے امام کے ایجاں
تھے فضیلت کی اسکے قایل سب | مدح گو اسکے تھے بروز و بشب
مالک و شافعی و احمد جاں | مدح میں اسکے تھے رطب لساں
تھے معترف اسکی جو فضیلت کے | انکے اقوال آئینگے آگے
ایسے اعلام اولیاے کبار | جبکہ تابع ہوں اسکے سر و جہار
ہے عجب تر عجب ازان جاہل | کہ نہیں اسکے فضل کا قایل
نا کرے اپنے جہل کا اقرار | کرے قول امام کا انکار
کیوں نہ ہووے وہ بدعتی مردود | اہل حق کا کیا خلاف نمود
در مختار کی عبارت کا | ترجمہ اب یہاں تمام ہوا

شگوفہ

استادان امام کے ای یار | گرچہ ہیں تابعین سے بسیار
لیکہ حماد کے طرف نسبت | اوستادی کی پائی ہی شہرت
ہے بلاشبہہ شیخ دیں حماد | بو حلیفہ ہیں فقہ کا استاد
وہ تہا شاگرد شیخ نخعی کا | کہ براہیم نام جس کا تہا
اور نخعی کے تھے یہ استاد | علقمہ اسود و شریح عیاں

اور استاد انکے تھے یہ ابن عمر و ابن مسعود اور ابن عباس صحابی تھے مجتہد یہ ہیں جو صحابہ تھے یہ جو پیغمبر سے علم سیکھے علم انکا یہاں تک پہنچا یاں سے تھے اجتہاد کا درجہ دین میں کیا اجتہاد سر نے لگی حکم ان کو ملا تھا حضرت سے

ح حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن مسعود اور معاویہ رضی اللہ عنہما وغیرہ کو قرآن و حدیث میں اجتہاد کرنے کے لیے حکم فرمایا اگر دین میں اجتہاد کی حاجت ضرورت نہوتی تو حضرت اجتہاد کے لیے ان کو حکم نہ فرماتے ہوتے اور مجتہدوں کا اجتہاد دین کے

کے دلائل اربعہ سے نہ ٹھہرتا فافہم"

گلدستہ در توصیف و تمدح آں امام از دیگر ائمہ کرام رح

ابن عاصم سے سن یہ ہے منقول
کہ اگر تولیں سب جہاں کے عقول
بوحنیفہ کی عقل ہوگی زیاد
یعنے اسکے ہی عصر میں کہہ یاد
حسن ابن زیاد یوں بولا
بوحنیفہ امام اہل ہدا
نقل کرتا تھا چار ہزار اخبار
شیخ حماد سے ہی تھے دو ہزار
اور تھے دوسرے جو استاد ان
ان ہی سب دو ہزار تھے بیچاں
اور بہت مسئلوں کا استخراج
کرتا تھا وہ علوم دیں کا سراج
بیشتر شغل تھا اسی کا مدام
کیونکہ ہیگا ضرور تر یہ کام
اور روایت حدیث کی اکثر
کرتا تھا کم وہ خلق کا رہبر[1]

[illegible] ۱۲ [illegible] ۱۲

[1] رح - یعنے امام کو محض حدیث کے کتابوں کی تدوین و تالیف کا شغل کم تھا۔ کیونکہ امام اعلیٰ درجہ کے محدث ہو کے پرلے درجہ کے مجتہد مطلق بھی تھے، مجتہد کا کام قرآن و حدیث کے مطالب و معانی اور اسکے تقئید و اطلاق عموم و خصوص و انواع دلالات پر پلے لیجا کے اس سے مسائل استخراج کرنے کا ہے، نہ کہ فقط لفظ حدیث کی روایت اور اسماء الرجال کی تحقیق وغیرہ کا اشتغال۔ وگرنہ حدیث کا سامان امام اعظم کے پاس کچھ کم نہیں تھا۔ مشہور ہے کہ امام گیارہ لاکھ حدیث کے حافظ تھے اور ان کے پاس حدیث کے کئی صندوق بھرے ہوئے تھے۔ اور ان کو احادیث پہنچائے سو کل استاداں چار ہزار تک ہیں۔ اور امام زمرۂ تابعین سے ہیں۔ سن اسی میں پیدا ہوئے۔ بتیس سال کی عمر انکی صحابہ کے زمانے میں گذری۔ کوفی میں چھ سو صحابہ تک آ کے رہے ہیں۔ پس امام کو کتنے احادیث پہنچے ہونگے اور حدیث

آثار کی تحقیق کہ درو کی ہوگی
غور کیا چاہیئے ۱۲ منہ

کیونکہ اوروں سے ہو سکی نہ یہ بات
یوں ہی لایا ہے دیکھو مرقات
اور بولا امام کرمانی
حق کہ اسکی قبر نورانی
مسئلے پانچ لاکھ ای بکمزاج
بوحنیفہ کیا ہے استخراج
اور بولا خطیب خوارزمی
جو تھا گنج سرمایہ علمی
کہ نکالا ہے مسئلے نعمان
تراسی ہزار ای باشان
تیس پر آٹھ ہزار ہیں سے یار
ہیں عبادات ہیں زرد و شمار
اور باقی معاملات اندر
ہیں نکال وہ خلق کا رہبر

ف امام اعظم نے پانچ لاکھ مسئلے قرآن و حدیث سے نکالے ۱۲

گر نہوتی یہ بات ای ہشیار ۔ ہوتے گمراہ لوگ در امصار
عاصم قاری شیخ پاک نہاد ۔ سن بقرأت امام کا استاد
بوحنیفہ کا جبکہ فضل و کمال ۔ کیا مشہور خالق متعال
استفادہ کیے واسطے عاصم ۔ پاس آتا تھا اسکے ہو عازم
اور کہتا تھا اسکو یوں ای امام ۔ کہ تو لڑکائی بیچ اپنے مدام
آتا تھا گھر ہمارے بے وسواس ۔ ہم بڑھاپے میں آتے ہیں تجہ پاس
پوچھے عاصم سے اسطرح جب صاف ۔ بوحنیفہ کا کیوں کریں تو خلاف
کہا بخشا تھا اسکتیں کرتار ۔ فہم اور علم دین کا بسیار
فہم سے اپنے ہم نپائے جو ۔ فہم کامل سے اپنے پایا او
جبلگ اقوال باصفا اسکے ۔ خوب مفہوم ہم کو نا ہووے
ہمکو تب تک یقین نہیں ہے روا ۔ قول پہ اسکے دیویں تا فتوا
اور بولا ہے حجۃ الاسلام ۔ بوحنیفہ جو تھا امام ھمام
تھا بلا شبہ عارف باللہ ۔ زاہد و عابد گرامی جاہ
کہ خلوص اپنے علم سے للہ ۔ تھا ارادہ کیا وہ حق آگاہ

حکایت

شیخ علامہ کفوی نامی ۔ لایا ہے از خطیب خوارزمی
اپنی لڑکائی سے امام ہمام ۔ ایسا حاضر جواب تھا با نام
ہر جواب اسکا رہتا بس معقول ۔ اور رہتا موافق منقول
نقل ہے شہر روم کا قیصر ۔ تحفۂ مال و زر بہت دیکر
اپنے قاصد کو بھیجا تھا یکبار ۔ نزد منصور بادشاہ ای یار

تاکہ علمائے عصر کو دو حال
جمع کر کے پوچھے ان سے تین سوال
گر دیں معقول وہ دیویں یہ جواب
گر دیں تقسیم ان پہ زر بیحساب
گر نہ دیویں جواب معقول
گر دیں اسلامیاں خراج قبول
سب کے علما کو اور حکما کو
اور بہت نامدار عقلا کو
بیچ منصور کر دیا ہے ہم
تب تماشے کو آئے سب عالم
بوحنیفہ سن میں تھے لڑکائی
گر آیا ہمرہ پدر کے ای بھائی
قاصد روم جب چڑھے منبر پہ
جب کیا ہے سوال ای یاور
کوئی نہ پایا جواب کی طاقت
چاہا نعمان نے باپ سے رخصت

کہ

کہ اس سائل مشتبہ کو فدا
جبر منبر سے ہی اتار دیا
مسند سا ابت دۂ موحد کو
امی آ رسول ماجد کو
دیکھ منبر پہ جو چڑھا یا اب
یہی اب کر رہا ہے مر ادب
سنکے قاصد وہیں اچھلا یا تمام
ہوا حیران ولاجواب مگر
ان سوالات مشکلہ کا جواب
جو دیا وہ امام قدس آب
ثبت ہی حالانکہ ابیہ لڑکائی
سے گیا سبقت اور رسائی
علما دیکھ کر ہوئے حیران
بولے یہ ہو دیگا امام زمان

حکایت

نقل

کہ میں دیوں جواب اسکا اب
بار دیگر کیا ہے جب سوال
چاہا ہی بادشاہ سے اذنِ جواب
پوچھا قاصد کو وہ امامِ زماں
بولا اسکو اُتر تو از منبر
کیونکہ شاگرد ہے یقیں سایل
اُترا منبر سے جلد وہ قاصد
بولا کیا پوچھتا ہی پوچھ تو اب
کونسی شی خدا سے ہی اول
جانتا ہے تو کیا حساب گنتی
تب کہا اسکو ایک سے پہلے
وہ کہا سب سے ہی وہی اول
جبکہ وہ واحدِ مجازی ہے
پس جو کوئی واحدِ حقیقی ہو
پھر کہ قاصد کیا سوال دگر
تب کہا اس کتیں امام زمن
اسکے شعلے کا بول منہ ہی کدہر
کہا نور مجازی ہی وہ یقیں
پھر جو نور حقیقی ہو اسکو

منع نعماں کتیں کیا وہ تب
بوحنیفہ ہو مضطرب فی الحال
وہ اجازت اُسے دیا بشتاب
کیا تو سائل ہی وہ کہا تب ہاں
دیئے لگا میں جواب چڑھ اسپر
اور مجیب اوستاد ہی کامل
بعد اسپر چڑھا ہی وہ ماجد
بے تامل وہیں وہ پوچھا تب
اسکو پوچھا ہی بول نام اجل
وہ کہا ہاں کہ جانتا ہوں نہیں
کونسا ہی عدد تو کہہ مجھ سے
اسکو بولا یہہ قدوۂ اکمل
اسکے آگے ہوی نہ کوئی شی
اس کی کسطرح پہلے کوئی ہو
کہ خدا کا تو بول منہ ہی کدہر
گہر کرے جبکہ شمع اک روشن
وہ کہا سب طرف ہی اوسی جہت
کوئی جہت جب مقرر اسکو نہیں
کسطرح اک جہت مقرر ہو

اللہ نور السموات والارض

پھر وہ پوچھا کہ حق تعالیٰ اب
کیا ہی کرتا کہا ہی نعماں تب

جواب سوال مشکل
سوال دوم
سوال سوم

نقل ہے خارجی کئی بدکار
بولے پھر اسطرح امام کیتیں
گر نہ انکا تو ہمکو دیوے جواب
کہا تم کو جواب دیوٗں گا
بولے گردن کو چرم سی تیرے
بولا کیا پوچھتے ہو تم پوچھو
یک جنازہ ہے اک شرابی کا
اور یک زن تھی حاملہ زحرام
یعنی توبہ نہیں نصیب ہوا
اور خوارج کے پاس ہی ماہر
تھا یہ انکا ارادۂ باطن
اہل سنت کا جون کہ ہے مذہب
انکو پوچھا ابو حنیفہ نے دو
تب وے کہنے لگے یہود نہیں
لگے کہنے نہیں نصارا وے
لگے کہنے مجوس بھی وے نہیں
بولے وہ بت پرست نیں تھے کبھی
کہے ناچار وہ مسلماں تھے
تم ہی اپنا دئے ہیں آپ جواب
پس وہ کسطرح ہوینگے کافر
بعد پوچھے کہ وہ دونو مرے

آئے ہاتھو میں اپنے لی تروار
بات دو ہم تری سی پوچھتے ہیں
قتل ہی تجکو ہم کرینگے شتاب
کیجو تیغوں کو اب نیام بھلا
گر بناویں نیام اجھسے ملے
کہے ہم لائے ہیں جنازے دو
عین نشہ میں اپنے ہے وہ موا
جلتے ہی مر گئی ہے وہ ناکام
یہہ دونو کو حرام سے اصلا
ہووے مومن گناہ سے کافر
گر وہ دونوں کہتیں کہے مومن
قتل کردیویں اس امام کو تب
کیا ہیں یہ مردگاں ز قوم یہود
پوچھا پھر کیا نصارے ہیں یہ یقیں
پوچھا پھر کیا مجوس ہیں کہئے
پوچھا کیا بت پرست ہیں وہ فقیر
پوچھا پھر کون ہیں کہو تم ہی
لگا کہنے امام تب ان سے
کہ مسلماں کہے انہیں بصواب
ہوے حیراں یہ سنکے وہ آخر
جلتی یا ہیں دوزخی کہدے

تب کہا وہ امام عالی صفات
میں کہوں جو تجھے نہیں اب بات
ان سے بدتر کے حق میں ہو آگاہ
جو کہا حضرت خلیل اللہ
فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّہٗ مِنِّیْ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّکَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ
اور کہا ہے جو حضرت عیسیٰ
ان سے بدتر کے حق میں وقت دعا
میں بھی کہتا ہوں انکے حق میں وہی
پس یہ آیت پڑھا امام تبھی
اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ
بو حنیفہ سے یہ سنی وہ جب
ترک کر گئے وہیں مذہب

حکایت

کیوں یہودی کہتی تہا ہوگا
کیوں تو ر کہتا ہی ایسی بات ردا
جب سنا وہ امام سی یہ بات
کیا تو یہ رہا ادب سی سات

حکایت

ابن فلتحان نے یوں کیا ہی رقم
ہی تاریخ بیچ ہی اکرم
شیخ تہا اک ربیع نام اسکا
شاہ منصور کا مصاحب تہا
اور دشمن امام کا تہا بڑا
ایکدن بادشاہ سی بولا
ابن عباس جو ہی تیرا جد
بوحنیفہ مخالف ہی اسکا اشد
اور یہی ہی سبب تو اسکا سبب
ابن عباس کا یہ ہی مذہب

کوہی

حکایت

کیا مسجد میں اس سی کوی سوال | کہ کہہ گر نبید کو تو حلال
ابہی مسجد میں اسکو پیوں میں | تب کہا یوں امام اسکے تئیں
تجہ پہ تیری حلال ہی عورت | اس ہی مسجد میں گر کرو صحبت
تب تو مسجد میں پی نبید بقیر | سن یہ شرمندہ ہوگیا وہ وہیں
اور کشاف میں لکہا سن تو | کہ قتادہ جب آیا کوفہ کو
اسکو گھیرے تھے تب بہت مردم | کہا پوچھو جو چاہتے ہو تم
پوچھا کوی حضرت سلیماں کی | چیونٹی نر تہی یا کہ مادہ تہی
کچہ تامل کیا قتادہ یہاں | وہاں حاضر تہا ناگہاں نعماں
اور تہا کم عمر یوں کہا ہی تہی | کہ سلیماں کی چیونٹی مادہ تہی
پوچھے اسکو تو یہ کہاں سی لیا | کہا قرآں میں حق یہہ فرمایا
یعنے بولا ہے اسکتیں قالت | اور نہ قال کہا ہے درآیت

حکایت

حقمیں عثماں کے کوی اک مردود | کہتے ہیں بولتا تہا لفظ یہود
کہا یہ بات روز اسکتیں نعمان | کہ میں جیتا ہوں اسطرح ایمیاں
اک یہودی کی بیٹیاں بیشک تو | بیاہ کر دیوے اپنی بیٹی کو
وہ کہا ای امام پاک سیر | کیوں یہودی کو دیونہیں دختر
اسکو تب یوں امام فرمایا | واہ سبحان اللہ سوچ ذرا
جب یہودی کو تو نہ دے دختر | فکر کر تو خدا کا پیغمبر
اپنے دو دختر نکو اخستہ | دو نبوت کے درج کے گوہر

کوئی قسم کھا کے بعد یکدو روز
انشاءاللہ بولا ای فیروز

اسکا استثنا ہویگا یہ جائز
لازم آپ ہنیں قسم ہرگز

کہتا ہے بوحنیفہ ای دانا
گر ہے نزدیک اس کا استثنا

ہے روا اور ہنو ہنیں ہی روا
پس مخالف ہی یہ ترے جد کا

تب کہا بوحنیفہ ای منصور
بولتا ہے ربیع ہے یوں مشہور

ہاتھ پہ تیرے تیری فوج یقین
کی جو بیعت کبھی درست ہنیں

گر کریں عہد بیان قسم کھا کر
اور کہیں انشاءاللہ گھر جا کر

پس قسم ان کی ٹوٹ جاتی ہی
حفظ بیعت نہ لازم آتی ہے

بادشاہ بات یہ سنا ہے جب
مار قہقہہ بہت ہنسا ہی تب

اور کہا ای ربیع ہو ہشیار
معتبر تو نہ اسکا ہو زنہار

حکایت

پوچھا اک عالم ای امام اجل
مسئلہ کوئی تو بول کر اول

بعد اسکے کبھی ہی بچیتا یا
تب اُسے یوں امام فرمایا

اک زن حاملہ موی اک بار
تب کئے لوگ مجھ سے استفسار

بچہ پھرتا ہے پیٹ میں اسکے
کیا تو کہتا ہی میں کہا اُن سے

کر شکم اس کا چاک ای مردم
لاؤ بچے کو باہر اسکے تم

پھر ندامت مجھے ہوی بسیار
کہ وہ میت کو میں دیا آزار

حال بچے کا جانے وہ مولا
کہ وہ زندہ رہا ہے یا ہی موا

کہا سائل وہ ای امام زماں
فکر زنہار تو نہ کر کوئی آں

ہوں بلاشبہ میں وہی بچا
کہ ترے یمن سے مجھے مولا

الہی
لایا ہاں سے حکم سری بابت
اور دیا علم مجھکو ای فاخر

غنیمہ

اور کہا بوحنیفہ مجھکو خدا
نے ہی اس دعا کے علم دیا

اللّٰہم اِنّا نستعینک
علیٰ طاعتک

نقل ہے مسند بخاری سے
جو فرائض کے بعد اسکو پڑھے
اسپہ دروازے علم کے مولا
فضل سے اپنے کھول دیگا

خیابان ششم

در بیان فراست کامل
آن آفتاب اوج کرامت

حکایت

حکایت

روضۂ فائق اندر ای بھائی
سیب اک لا رکھی امام کے پاس
ایک جانب میں سرخ تھا وہ سیب
شق کیا اسکو بوحنیفہ تب
حاضران دیکھ یہ ہوے حیران
بولا یہ دیکھتی ہے زن وہ جب
ہوی سایل مرے سے وہ آکر
سیب کو چیر میں یہ بتلایا
تب تلگ پاک تو ہوویگی

بولتا ہے کہ ایک زن آئی
قدوۂ زمرۂ انام کے پاس
دوسرے جانب میں زرد تھا وہ سیب
گئی عورت وہ عاقلہ خوشنود
اور پوچھے امام سے اسن آن
پن کبھو سرخ اور زرد کبھو
کون حیض کون ہی طہر
جب تلگ رنگ یوں ہوا اجلا
پس وہ میرے جواب کو سمجھی

حکایت

جامع مضمرات میں مذکور
کہ امام محمدؑ باقر
حامل علم احمد مختار
بوحنیفہ سے ایکدن پوچھا
کہ مسایل قیاس سی اکثر
اور احادیث شاہ عالم کے
ترک کرتا ہی تو قیاس کیساتھ
بوحنیفہ کہا ای ابن رسولؐ
تیرے خدمت میں میری عرض ہے یہ
روزہ افضل ہے یا نماز بھلا

ہے یقیں یہ روایت پر نور
بن علی بن حسین بن حیدر
رضی اللہ عنہ سر و جہار
کہ میں سنتا ہوں اسطرح سرجا
وضع کرتا ہے تو بشام و سحر
بالیقیں ہے سے جد اکرم کے
بول سچ یا کہ جھوٹ ہے یہ بات
ای گل گلشن علی و بتولؓ
پوچھا کیا ہے کیا وہ عرض ہیں
بولا افضل نماز ہی ہے بجا

بوحنیفہ نے کہا کہ قول مرا
بیشتر گر قیاس پر ہوتا
کہتا عورت ہو پاک حیض سے جب
وہ کرے ہی قضا نماز کو تب
اور روزے کو وہ کرے نہ قضا
میں نہیں بولتا ہوں یوں صلا
بلکہ کہتا ہوں اسطرح بدوام
کہ کرے حایضہ قضای صیام
پھر مرا بولنا بستر و عیان
اتباع حدیث سے ہے عیان
اور ہے دوسری یہ عرض جناب
کہ نجس تر منی ہے یا پیشاب
بولا اسکو امام دین باقر
کہ نجس تر پیشاب ہے اظہر
بوحنیفہ نے کہا کہ قول مرا
گر مخالف نصوص کے ہوتا
چاہتا

چاہتا ہی قیاس اسکی تئیں — غسل واجب لپیشاب سے ہو یقیں
پر یہی ہے صریح میرا قول — غسل واجب منی پہ ہے نہ بول
یہ مرا قول جو بشہرت ہے — بھی زروے حدیث و آیت ہے
تیسری عرض ای امام زمن — مرد ہیگا ضعیف تریا زن
اسکو فرمایا حضرت باقر — کہ ہے عورت ضعیف و عاجز تر
بوحنیفہ کہا ای رمز شناس — قول ہوتا اگر مرا بقیاس
کہتا دختر کو دلویں دو حصے — بیشک اسکی پدر کے ترکے سے
پر میں کہتا ہوں حصہ دو بہ پسر — بھیجے اور حصہ لیوے اک دختر
چیونکہ فرمایا خالق یزداں — حکم ایسا بہ آیت قرآں

لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ

پس مرا مذہب ای سر عترت — ہے زروے کتاب اور سنت
اور با قوال کمل اصحاب — اور با جماع اہل حق درباب
جب نپاتا ہوں اسمیں کچھ زنہار — کرتا ہوں اجتہاد تب ناچار
پس امام محمد باقر — باقر العلم ابن پیغمبر ص
بوحنیفہ سی جب سنا یہ بیاں — ہوا مسرور اور بہت شاداں
لطف و اشفاق اسپہ کر بیحد — کیا اسکے مخالفین کو رد

ح یہاں معلوم ہوا کہ امام اعظم جو مسئلہ بیان فرماتے ہیں سو یا تو قرآن سے ہے یا حدیث سے یا اقوال و افعال صحابہ سے۔ دین کے ملکو کہا مسائل ادلہ ان تین چیز سے ثابت ہوتے ہیں۔ نادر کسی صورت میں جب ان تین چیز سے صراحۃً دلیل نہ ملے وہاں امام ان ہی تین چیز میں اجتہاد و قیاس کو عمل میں لاتے ہیں چنانچہ حنفیہ کے کتب حدیث میں سب اسناد موجود ہیں پھر جو بعض لوگ مذہب حنفی پہ کثرت قیاس

یہ حجت و قیاس کی نہیں
کیونکہ ایسا بیان سبب ہوا
حنفی کے اسناد موجود قرآن و
حدیث و آثار میں ہیں
یہ سب اسناد ہیں ۱۲ منہ

حکایت

کو دکان جمع ہو کہیں یکروز
کرتے تھے گوی بازی کا افروز
کہتے ہیں یا کہاں گیلی ان کی
مجلس میں ابوحنیفہ بیچ گری
نہیں مسکو بسکو ہوا کو وسیل
سر اٹھانے گلی وہ آ بیشک
ایک لڑکا ہو بے ادب اسدم
آ کے اپنی گلی اٹھا لیا بہم
ابوحنیفہ کہا کہ یہہ لڑکا
ہوا ہوگا حرام سے پیدا
حاضرین

بوحنیفہ جو سنا یہ خبر
ہنس کے یوں بولے نکالی ہے بر
وہ جو خچر کا نام رکھا عمر
وہی مارا ہو اس شقی کو مگر
جبکہ دریافت وہ کئے ہیں جا
بوحنیفہ کا قول تھا سچا

حاضرین جب کئے ہیں استفسار
پلٹے ویسا ہی اسکو بے تکرار

تب کئے عرض وہ امام سے آ
کیوں وہ لڑکے کا حال تو نہ سمجھا

بولا ہوتا اگر وہ نسل حلال
رکھتا البتہ وہ حیا کا کمال

حکایت

ابن عاصم کہا کہ میں یکروز
گیا نزد امام ای فیروز

پاس بیٹھا تھا اسکے اک حجام
اسکو فرمایا یوں امام ہمام

کہ تو کر انتخاب اُجلے بال
عرض حجام یوں کیا درحال

بال اُجلے گر انتخاب کروں
بال ہوتے ہیں بس وہی افزوں

تب کہا وہ امام عالی جاہ
کہ تو کر انتخاب موے سیاہ

انتخاب سیاہ سے شاید
بال کالے ہی ہووینگے زاید

ہیں حکایت شریح سے یہ کیا
اس حکایت کو سن بہت وہ ہنسا

بولا گر بوحنیفہ قدوہ ناس
چھوڑتا باصواب اپنا قیاس

چھوڑتا تھا بگفتۂ حجام
اسپہ رحمت کرے خدائے انام

حکایت

اور تہذیب میں لکھا بیقیل
ابن حماد یعنے اسمٰعیل

جو تھا پوتا ابوحنیفہ کا
نقل اس طرح سے وہ ہے لایا

کہ یہ ہمسایۂ امام ہمام
ایک تھا رافضی بدانجام

آسیابان تھا وہ زشت سیر
اور تھے اسکے پاس دو خچر

نام دونو کا رکھا تھا وہ خر
اک کا بوبکر دوسرے کا عمر

ایک خچر اسیکا آ یکبار
مارا اس رافضی کو ایسی لات

کہ اسی لات میں تمام کیا
حشر تک جگ میں اپنا نام کیا

خیابان ششم

در مجاہدات و عبادات و ریاضات آن عالیمقامات رضی اللہ عنہ

بولتا ہے امام غزالی
قدس اللہ سرہ العالی
بوحنیفہ امام اہل وقار
نصف شب ہوتا تھا بیدار
حق کی ہی طاعت و عبادت میں
ذکر میں فکر میں یا اثنا میں

ایک

ایکدن ایک راہ سے گذرا — شخص اک دوسرے سے یوں بولا
که جو آتا ہے یہہ امام ہمام — زاہد و عابد و رفیع مقام
جاگتا ہے سدا تمامی شب — بخشوع دلی بطاعت رب
طاعت حق میں تب سے ہی وہ امام — لگا جگنے تمامی شب ای ہمام
اور یوں بولتا تھا وہ اکرم — شرم ہے حق سے مجکو یہہ ہر دم
که نہ اوصاف جو ہو میرے میں — لوگ توصیف اس سے میری کریں

گل

یافعی یوں لکھا ہے در طبقات — ابو یوسف بیقیں کہا یہہ بات
بوحنیفہ کے ساتھ میں بھی تھا — ایکدن ایک راہ سے گذرا
دیکھ کر اس امام کو اسدم — شخص اک شخص کو کہا یہ بہم
که ہے جگتا تمام شب یہ امام — نہیں سوتا کبھی یہ نیک انجام
بوحنیفہ کہا قسم بخدا — آہ کرتے ہیں لوگ میری ثنا
ایسے وصفوں سے جو کہ مجھ میں نہیں — کیوں نہ کوشش کروں میں اسکے تئیں
لگا تب سے تمام شب جگنے — در عبادات ایزدی اسنے

گل

شیخ عطار بحر صدق و صفا — اسطرح اپنے تذکرہ میں لکھا
که ہر اک شب میں تین سو رکعت — پڑھتا تھا بوحنیفہ باصفوت
جاتا تھا ایکدن وہ نیک صفات — ایک رہ میں کھڑے تھی دو عورات
ایک دوسری سے یوں کہی ہے زن — که ہر اک رات یہ امام زمن

پانسو رکعتیں شب میں پڑھتا ہے
سنتے ہی یہ بھی پھر وہ امام
لگا پانسو پڑھنے وہ پاک سیر
بعد ازاں ایکدن وہ نیک صفات
گذرا لڑکوں کی اک جماعت پر
ایک لڑکا کہا ہے اپنے وہاں
که جو آتا ہے یہہ امام زماں
ہزار رکعتیں پڑھتا ہے ہر شب
اور جگتا ہے ساری شب
بوحنیفہ کہا سنا یہ جب
ہوں میں نیت کیا ہوں صدق سے اب
ایک شب میں ہزار رکعت پڑھوں
ایک ساعت نہ رات میں سوؤں
پس لگا کرنے یہی وہ خوش نسب
لوگ پوچھے ہیں جب اسکا سبب
بولا ڈرتا ہوں میں کہیں اک تل
حکم آیت میں یہ نہوں داخل

دیکھیو

ویحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا

گل

کہتے ہیں بعد اسکے تا چہل سال	وہ امام ہمام با اجلال
کوئی شب بھی زمیں کو اپنا کبھو	نہیں ہر گز لگایا ہے پہلو
تا چہل سال از وضوی عشا	وہ ہمیشہ نماز صبح پڑھا
اور از کثرت صلوٰۃ و سجود	اسکے زانوے پاک ای مسعود
ہو گئے مثل زانوے اشتر	عمر ایسا ہی لے گیا وہ بسر
اور تا بیست سال وہ زنہار	سر برہنہ نہیں ہوا بوقار
خلوت و جلوت اندر آئے مسا	پاؤں اپنے نہیں کیا ہے دراز
پوچھے جب سبب کوئی اسکا	تو وہ اسطرح ان کو فرماتا
کہ بخلوت ادب خدا کیسا ہے	اولی بندیکے حقمیں ہے خوشتر

گل

اسطرح بولتا ہے ابن عمر	کہ اسد حبس کا نام ہے خوشتر
کہ چہل سال بوحنیفہ عجب	ہے وضو سے عشا کے صبح پڑھا
اور ہر گز بشب سوتا تھا	یہاں تلک خوف حق سے روتا تھا
کہ اسے سنکے اُسکے اہل جوار	کرتے تھے غم سے آہ گریہ وزار

گل

مسعر ابن کدام نیک سیر	زہد و تقویٰ میں جو کہ تھا اشہر

نقل کرتا ہے یوں وہ عالیشان
بوحنیفہ کے ہیں گیا مہمان
صرف اوقات اسکے تا بکمر
دیکھوں ترتیب سے بشام و سحر
صبح کی پڑھ نماز بالتقدیس
بیٹھتا تھا بمسند تدریس
ظہر تک سب طالبان علوم
اسکے کرتے تھے اخذ دام ہجوم
انکی تعلیم میں ہی دن کاٹا
پھر اسکے بعد ظہر کے تا عشا
درس و ارشاد میں فراغت
اسکے مسجد میں بعد عشا
ذکر میں طاعت و تلاوت میں
صحیح

صبح کی پھر نماز کر کے ادا / جلد مسجد میں بیٹھتا تھا آ
ہوتا تعلیم میں ہی پس شاغل / اس وتیرے پہ تھا سدا عامل
میں کیا عہد اپنے تا بہ ممات / رہوں صحبت میں اسکی ہی دن رات

گل

اور ابن ابی معاذ کہا / مسعر ابن کدام اہل وصف
مسجد بوحنیفہ میں ای فہیم / ہوا مسجد میں جاں بحق تسلیم
مسعر ابن کدام نیک صفات / بولا مسجد میں آیا میں یکرات
پایا میں ایک مرد کو یہ نماز / اور لگا سننے اسکا یہہ آواز
صبح قرآں تلک پڑھا بخضوع / میں نے سمجھا کہ اب کریگا رکوع
پھر کے قرأت کیا ہی وہ آغاز / ثلث قرآں تلک پڑھا یہ نماز
پھر میں سمجھا کہ آئیگا برکوع / پھر کے قرأت کیا وہ جلد شروع
نصف قرآں تک پڑھا ہی میں / بعد اسکے پڑھا ہے تا ثلثین
تب بھی کر سکے نہ وہ رکوع کا عزم / ایک رکعت میں ہی کیا ہے ختم
میں کیا جبکہ اسکو استفسار / بوحنیفہ تھا وہ نکو کردار

گل

ابن مصعب سے آئی ہے یہ خبر / کہ یہ چار وبزرگ نیک سیر
ایک رکعت میں ختم قرآنی / کرتے تھے اندر ای گیانی
پہلے عثمانؓ ابن عفاں ہے / اور دوسرا تمیم ذیشاں ہے
تیسرا ہے سعید ابن جبیرؓ / اور چوتھا ہے بوحنیفہ خیر

سمن

اور کہتا ہے یحییٰ ابن نصر
صیغہ و باوقار ہے یہ
ختم قرآن شصت بار ایام
کرتا تھا وہ اسماہ صیام
اور حفص ابن عبد الرحمن ہے
نقل آئی ہے یہ سن اس سے بھی
کرتا امر ابوحنیفہ نیک آئیں
تا بہ تیس سال کی نیکو آئیں
ایک رکعت میں باکمال ادب
ختم قرآن کرتا تھا ہر شب

گل

شیخ عطار زبدہ احرار
تذکرہ میں لکھا ہے سب کو ای یار

کہ

کہ کہا بوحنیفہ پُر تکریم
ہیں غنا کے سبب سے اسکی کیا
اسکے کفارہ ہیں وہیں ناچار
نقل ہے ایک مسئلہ اسپر
ختم قرآن کرتا تھا چالیس

یک تونگر کی ایکدن تعظیم
نادم و شرمسار بعد ہوا
ختم قرآن کیا ہو ایک ہزار
جبکہ ہوتا تھا سخت مشکل تر
اسپہ حق حل وہ کرتا بنائے نہیں

گل

اور لایا بروضۂ فایق
جب تھا قیدی بمرض موت پایا
اور قاسم کہا امام ہمام
کرتا اسکی بجوش ذل تکرار

کہ امام ابوحنیفہ بحق
ختم قرآن کیا ہے سات ہزار
پڑھتا آیت یہ جب بلب نیک انجام
صبح صادق تلک بگریہ وزار

بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَىٰ وَأَمَرُّ

بولا ہے ابن زائدہ یکرات
لوگ مسجد سے سب گئے باہر
بوحنیفہؓ کو میرے رہنے سے
کیا آغاز قرأت قرآن
بار بار اسکی کرتا تھا تکرار

میں گذارا عشا امام کے ساتھ
میں ہی مسجد میں رہ گیا آخر
تھی نہیں کچھ خبر سو پس اسنے
پہنچا آیت پہ جب وہ باشاں
صبح صادق تلک بگریہ وزار

وَقِنَا عَذَابَ السَّمُومِ

خیابان ہشتم در زہد و ورع و عدم طمع آن ہمام
ہمام رحمۃ اللہ علیہ

در رسالہ نوعی مابین کی ایمانوں کا
اور ہے سمجھی اسکی ازدین
نقل کرتا ہے صاحب ارشاد
کہ شیخ عبدالعزیز قدس نہاد
کہ اس شخص کی تجارت میں
بوحنیفہ کے تھا شراکت میں
وہ تجارت کیواسطے یکبار
جنس لیکے مصر کو گیا اے یار
اسکے نزدیک جنس کے تھان
بھیجا ہے بوحنیفہ عالی شان
اور اسکو لکھا ہے اک مکتوب
کہ ہے تھا تو میں تھان اک معیوب
مصر میں جب تو اسکو بیچیگا
لینے والے کو عیب اسکا بتا
تھان اس نے سب بیچ دیا
عیب بتلانے اسکا بھول گیا
آیا

آیا کوفیکو جب بشرای یار / بوحنیفہ کیا ہے استفسار
معذرت کر کے تب وہ یوں بولا / کہ دکھانے وہ عیب میں بھولا
اصل اور نفع اپنا وہ اکرم / کہ تھا معدود دستی ہزار درم
سب تصدق کیا فقیروں پر / بولا اسطرح بعد وہ زبیر
مشتبہ اس مال ہیچ آیا جب / مجکو حاجت نہیں ہے اسکی اب

گل

شیخ عطار تذکرہ میں لکھا / شخص مدیوں اک امام کا تھا
ایک شاگرد بوحنیفہ رض کا / کہتے ہیں اسکے گھر کے پاس ہوا
آیا گھر اسکے وہ امام ہمام / لوگ میت کے کام میں تہے تمام
اور تب دہوپ سخت تہی بسیار / تھا وہ مدیوں کا سایۂ دیوار
لوگ بیٹھے تھے سائے میں وہ تمام / دہوپ میں ہی مگر کھڑا تھا امام
لوگ کر جد و کد دئے تکلیف / کہ یہہ سائے میں لائیے تشریف
ان کو بولا امام تب لاچار / میرا مدیوں ہے صاحب دیوار
نفع لینا مجھے نہیں ہے حلال / اسکے دیوار سے بہر اک حال
کیونکہ آئی حدیث حضرت سے / سنو جو قرض جر نفع کرے
وہ ربا ہے نہیں روا ہرگز / اس یہہ سایہ مجھے نہیں جائز

گل

اور اسی تذکرہ میں ہے لکھا / کہ بعہد امام اک بکرا
کہیں چوری گیا تہا بالتحقیق / اس سبب [illegible] صاحب تدقیق

سے ... عمر ... بقدر
گوسفندوں میں ... زنہار
گوشت کھایا نہیں کبہو زنہار
سپاہی اک روز راہ کا تہوڑا
اور ڈھب سے ... کباب اور ایک لنگ
اوڑھے ... ہی وہ تھا نادان
ایک ناخن ... جلی میں جا کر وہ ڈالا
وہ وہاں جلیں ... درخدمت
سب ہی لوگ عرض درخدمت
نجاست کی تو دیار خصت
سمسمہ ... جو اسقدر
اور تھا ... اپنی نوبت جا کر
دیکھا بکیوں اپنی نوبت
بوحنیفہ کہا وہ فتوی ہے
اور یہہ احتیاط و تقوی ہے
دیکھیے مصطفی رسول خدا
نہیں رخصت بلال کو رکھتا
کہ بقدر رجوع اپنے لیئے
کسی اک چیز کو ذخیرہ کرے

اور نقل ابن قطلہ یکبار
نقل ہے ایک کیسۂ دینار
حکم منصور سے ای نیک انجام
لایا تھا یہ درجناب امام
وقت کی مصلحت پہ کر کے نگاہ
اسکو بولا امام عالی جاہ
کونے میں اس مکان کے رکھدے اب
اسکو رکھکر وہیں گیا وہ تب
اپنے فرزند کو بوقت وفات
بعد از وصیت کیا وہ نیک صفات
کہ مرے بعد دفن ہو تھیلی
سونپنا شے جلد تر حسن کو ہی
اور کہنا یہ تری امانت ہے
تجکو پہنچی وہ باسلامت ہے
جو نکلا یہ حکم پدر سے پایا
وہ وصیت پسر بجا لایا

گل

کرتا تھا پر ذخیرہ ای آگہ | بہر ازواج قوت یکسالہ (عورات ۱۲)

گل

اور امام محمد ابن حسن | اس کا شاگرد خاص نیکو فن
اپنی لڑکائی میں وہ قدوۂ دیں | تھا بہت خوبرو جمیل وحسین
بو حنیفہ سراج اہل ہدا | بار اول ہی اسکو دیکھا تھا
پھر نہ دیکھا ہے اسکو بار دگر | احتیاط اس میں کرتا تھا اکثر
پیچھے پردے کے اسکو بٹھلا کر | درس دیتا تھا وہ صفا مظہر
ریشش آئی تنگ اسے ناچار | تھا یہی احتیاط لیل و نہار

گل

اور بعضے کتب میں ہے مسطور | تھا خلیفہ جو وقت کا منصور
بو حنیفہ امام نیک اوصاف | اسکا اک امر میں کیا تھا خلاف
اسلئے وہ خلیفہ ہو کے خفا | فتوی دینے سے اسکو روکا تھا
بو حنیفہ انہیں دنوں یکرات | کھانا کھایا ہے اپنی دختر سات
دانت میں کی خلال وہ دختر | ہوا ظاہر ہے تب لہو کا اثر
پوچھی لڑکی کہ ای پدر یہ لہو | بوسلے کیا کرے ہے نقض وضو
بولا دختر سے وہ جلیل الذات | اپنے بھائی سے پوچھ تو یہ بات
کیونکہ سلطان وقت میرے تئیں | فتوی دینا کیا ہے منع یقیں
دیکھئے وہ امام نیک شعار | کیا تھا احتیاط صادق الاقرار

گل

گل

اور منقول ہے سن کے اہشیار
بولا اپنے وزیر سے ایسا
عرض وطول اسکا ہو جناب جنیں
اسکو بولا امام بے ہوا اس
سنکے مشتاق تر ہوا وہ وزیر
تھا جو سلطان وقت کا مطلوب
شاد ہو کر وزیر تب بسیار
اسکو فرمایا یوں امام زمن
نون کو بیچا ہوں ایک حصے باقی
ایسی قیمت سے میں خریدا ہوں
میں خریدا اسے جو قیمت سے
نہیں لیتا ہوں اس سے کچھ افزود
بلکہ اپنی مراد پانا ہے

ابو جعفر دوانقی یک بار
چاہئے ایک طاقہ ور دیبا
دہونڈ ہوا بہت نپایا کہیں
ایک دیبا ہے دیکھ میرے پاس
پس دکھایا منگا اسے وہ خبیر
اس سے دیبا یہہ تھا بہت ہی خوب
کیا قیمت ہے اسکے استفسار
تھے مرے پاس ایسے ہی دس تھان
پاس میرے رہا ہے دیکھ یہی
قیمت اسکی ہے آج تو افزوں
اسی قیمت سے بیچتا ہوں تجھے
کیونکہ اس بیچنے سے اب مقصود
نہ مجھے نفع کچھ اُٹھانا ہے

خیابان نہم در جود و کرم و سخاوت اتم آں امام رح

کیا لکھوں اسکے میں سخا کا بیان
بو حنیفہ امام ذو الاجلال
اسی مقدار پر یقیں خیرات
اور بناتا تھا جب لباس نیا
اور جب بیٹھتا تھا سفرے پر

یہاں عاجز ہے خامۂ دو زباں
نفقہ دیتا تھا جب اہل و عیال
کرتا فقرا پہ بہی وہ نیک صفات
دیتا علما کو تھا لباس ویسا
بہر اکل طعام وہ زہبر

پیش کرتا طعام حسب مقدار
دیتا محتاج کو بہی اس مقدار

گل

قیس ابن ربیع کہا ہی ایں
کہ امام ابو حنیفہ یقیں
نفع اپنی بہی تجارت کا
رکھتا تھا جمع کر جدا یکجا
اور لباس اس سے بہی خرید اور
دیتا علما شیوخ و فقرا کو
بولتا ان کو کیجے شکر خدا
کہ دیا تم کو یہہ کیا ہی عطا
مال سے میرے کچھ خدا کی قسم
نہیں تمکو دیا ہوں نہیں اس دم
اور یہہ عادت تھی اسکی شام و سحر
بیٹھتا اسکے پاس کوئی آکر
کرتا

کرتا دریافت حال وہ اسکا / اور کرتا تھا حاجت اسکی روا
شخص اک اسکے پاس آ بیٹھا / تن پہ اسکے لباس کہنہ تھا
لوگ مجلس سے سارے جبکہ اٹھے / مہربانی سے یوں کہا اُس سے
اس مصلے کو اب اٹھا تو بھی / اسکے نیچے ہیں لے ہزار درم
اس سے اصلاح حال کر اپنا / اور کر شکر حق صباح و مسا

تحفۂ دلکشا

اور اسی تذکرہ میں ہی بھائی / دیکھ یہ نقل معتبر آئی
بوحنیفہ امام اہل کمال / قصدِ عزلت کیا بہ اول حال
صوف کا ہی لباس پہن لیا / اور منہ اپنا خلق سے پھیرا
اور لایا طرف خدا کے رجوع / باکمال خضوع اور خشوع
تب وہ اک رات اپنے خواب اندر / دیکھا اقدس جمالِ پیغمبر
اس کو فرمایا یوں رسول خدا / کہ تجھے اسلئے کئے پیدا
کہ جلاوے مرے سنن کو تو / اور کرے خوب منتشر اسکو
پس نہ کر قصد اب تو عزلت کا / عزم کیجے رواجِ سنت کا

گل

یوسف ابن زریق فرخ نے / بوحنیفہ سے نقل کرتا ہے
کر دیا یوں خبر امام ہمام / دیکھا میں اک رات یوں بہ منام
استخوان شریف حضرت کے / جمع کرتا ہوں اسکی تربت سے
بعض کو بعض سے ہی نیک آئیں / کرتا ہوں اختیار میں بہ یقیں
اسکی ہیبت سے ہوگیا بیدار / مضطرب اور حزیں ہوا بسیار

ابن سیرین کو یہ بھی کہہ کر نیند سے
پوچھا اس نے خواب کی تعبیر
وہ کہا تو بعلم پیغمبر
اور بحفظ حدیث آں سرور
ایسے رتبے کو جان پہنچیگا
کہ تو متصرف اسمیں ہووے گا
کرے گا تمیز بد اصحیح ز سقیم
حق تجھے دیویگا مرتبہ عظیم

یعنی حضرت کے استخوان مبارک کو الٹ پلٹ کر دیکھا اسکی تعبیر یوں ہے کہ تم احادیث کو جمع کرو گے اور صحیح کو سقیم سے جدا کرو گے سو بفضل اللہ امام سے ایسا ہی کام وقوع میں آیا ۱۲

فائدۂ جلیلہ

الغرض حکم ترک عزلت کا
حسب فرمان واجب الافعان
قیمتی پر نہ پھیرتا تھا لباس
اسپہ صوفی کا ظاہرا اطلاق
اور حقیقی صفات صوفی کے
اسلئے ہی کہا ہے شیخ نے حق

جب شہ انبیا سے اسکو ہوا
ترک عزلت کیا ہے تب نعمان
صوف ہی پھرتا تھا ہوسو اس
ہوا اس سے بھی شہرۂ آفاق
سب کہے سب اسکی ذات میں تھے بہر
قدس اللہ سرہ الاشرف

اور در اسلام صوفی و صافی
در شریعت دفی و ہم وافی

شرح اس بیت کی اے بادِ تحقیق
جو شریعت کے ہیں شروح کتاب
اہل تلوین انہیں ہیں اول
صوفی کہتے ہیں اہل تلوین کو
وہی سالک ہے صاحب تلوین
ہو کبھی قبض اسکو بسط کبھو
اسکو اسمیں نہ اختیار رہے
اور وہ سالک ہے صاحب تمکین
ہو دے کشف حقیقت اسکو دوام
قلب ہو اسکا مطمئن ہر حال
ہو بصیرت سے اسکے رفع حجاب
اور اسے ممکنات سے کوئی چیز

کچھ میں لکھتا ہوں دیکھ با تحقیق
کہتے ہیں طائفے ہیں دو ای یار
اہل تمکین دوسرے اکمل
صافی کہتے ہیں اہل تمکین کو
دل نہ یک طور سے ہو اسکا یقین
گاہ ہو صحو گاہ سکر اسکو
اسکا ستر نہ برقرار رہے
صاحب کشف و ذوق و قربت یقین
ہو طلق قرب میں ہو با آرام
اسکو نا ہو تغیر احوال
کرے قطع وسایط و اسباب
نا ہو مانع شہود سے ای عزیز

اور کوئی اشتغال سے مقبول
بہ ظاہر صفت اسکو کچھ مشغول
نا کرے [illegible] اسکو کوئی کام
یعنی پھیرے نہ اسکو اب ناکام
در حضور و شہود رب انام
خلق سے اسکا اختلاط نا ہو مخل
جو رکھے حق سے ارتباط بدل
اس صفت سے ہی صفت [illegible] دی
جاہے [illegible] نقل تھی
از اعتبار وجود بشریت
ہے وہ صافی اسے ہے کلیت
ہے ابن الوقت طائفہ پہلا
اور ابو الوقت طائفہ دوسرا
عارف پاک شیخ شرف الدین
صوفی و صافی جو کہا ہے یقین
جان اس سے یہی ہے اسکی مراد
بو حنیفہ امام قدس نہاد
گذرا

کنیت سے یعنی صوفی و صافی

تھا ملازم ابو حنیفہ کا
علم دین انکی جناب سے سیکھا
علم اسکا ہے جب تمام ہوا
عملی کا معتقد امام ہوا
بو حنیفہ سے یوں ہوا سائل
کہ میں کس شغل میں رہوں شاغل
وہ کہا تو عمل میں با مزہ کر
اور کر قہر نفس شام و سحر
عالم بے عمل بہر دو جہاں
ہے سمجھ مثل قالب بے جاں
ہر نفسی جہاد اکبر ہے
قتل کفرہ جہاد اصغر ہے
پھر اخبر سے جب رسول اللہ
اپنے یاروں کو یوں کیا آگاہ
کیے رجعت جہاد اصغر سے
ہم طرف اب جہاد اکبر کے

حکایت

گذرا تھا از مراتب تلوین ۔ پہنچا تھا بر مدارج تمکین
وہ مقامات میں ہے سب افضل ۔ ہے مراتب میں سب سے وہ اکمل
اور صوفی کی معنی یہ ہی کہو ۔ بعضے کرتے ہیں ذکر صافی کو
کہتے ہیں اسلئے ہی کوئی رتبہ ۔ نہیں رتبے سے صوفی کے اعلا
پس تو اب جان لے یہیں تقریر ۔ لفظ صافی ہے صوفی کا تفسیر
ہو سکے یہہ بھی انکو آئین ۔ ہے وہ تمکین میں صاحب تلوین
چونکہ وہ قطب اہل حق و یقین ۔ نقشبند یقیں بہاء الدین
پیشوائے طریقۂ اشہر ۔ قدس اللہ سرہ الانوار
بولتا ہے کہ صاحب تمکین ۔ پاوے احوال میں کبھی تلوین
پر بھی فرق ہے وہ شام و سحر ۔ اپنے احوال باطنی اوپر
ہووے غالب بغیر شبہ و گماں ۔ اپنے احوال کر سکے پنہاں
یا یہ مقصود ہے کہ ور تلوین ۔ اسکو حاصل ہے رتبۂ تمکیں
رہنمائے رہ خدا طلبی ۔ قطب آفاق محی دین عربی
بولا اکثر شیوخ فرخ پے ۔ کہے تلوین مقام ناقص ہے
جانئے تم ولے ہمارے پاس ۔ وہ مقام شریف ہے سو اس
سب مقامات میں بغیر خلل ۔ ہے بہ تحقیق افضل و اجمل
ہمیں بندیکا بس وہی ہے حال ۔ کہ اس آیت میں جو کہا متعال

كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ

خیابان دہم در بیان حلم و تواضع و دیگر فضائل آن امام

شیخ داؤد طائی نیک شعار ۔ مدت تین سال تک ایک یار

حکایت

اور مصنف حیوٰۃ حیوان کا
ایکدن بو حنیفہ صاحب راز
کہ اُسے مارتا تھا اُسکا مرد
مرد ماجور اس کا ہو ویگا
اسکے یاروں نے پوچھا ای استاد
بولا نعمان کہا ہے خیر ورا

ابو العباس سے ہے نقل کیا
سنا اِک زن کی رونیکا آواز
سُن کے بولا اے عصر کا وہ فرد
اجر صدقے کا حق سے لیویگا
کیوں ملے اجر کیجیے ارشاد
کہ ہے تادیب جاہلیں صدقہ

حکایت

روضۂ فائق اندر ہی ہے لائی
دیکھتا تھا کسی گنہ کو وہ جب
منتفخ اسکی ہوتی تہی گردن
دفع کرتا تھا اسکو با سرعت
لایا تشریف ایکدن باہر
کہ مزا میر وہ بجاتا تھا
منع کرنے لگا اسے وہ امام
رنج وایذا دیا امام کتیں
باوجود اسکے وہ نہیں چھوڑا
آیا جب اپنے گھر وہ نیک شعار
اسی فاسق کے رنج و زحمت سے

یہہ حکایت ہے دیکھہ تو آئی
سرخ ہوتے تھے اسکی آنکھیں تب
مضطرب ہوتا تھا بسر و علن
گرچہ ہوا اس سے رنج اور زحمت
دیکھا ہے ایک شخص کو ظاہر
اور علانیہ راگ گاتا تھا
اسکو ناجان کر وہ بد انجام
قدوۂ مجمع انام کے تین
سب مزامیر اسکے ہو توڑا
دو مہینے تلک رہا بیمار
اسی نادان کی مصیبت سے

حکایت

شب کو نفل میں ... اور جب رات کا مہر
شب کو سر فرش پر نہ رکھتا کا
رہتا تھا اکثر ... بیٹھا رہتا تھا
صبح تا شام سر بسجود رہتا تھا
اور ہر شب شب بیدار ...
... سر کو وہ ...
... ہیں ... تکرار
خائف ... تھا اس ...
کرتا ہے شرع کی ... اتباع
... آپ ... قبل ...
لیقوۂ ... تیری صفات
وہ امام ہمام ... تھا ہر وقت
اسکا آواز سنتا تھا ... ہیں
رہتا مشغول خود و عبادت ہیں
ذکر و فکر و دعا ... ہیں
... سبب وہ ...
ہاتھہ ہیں ... کیا
اسکو لیجا وہ ...
بسکہ آواز شعر وہ ...
شب ... شب بیداری سے
جبکہ موقوف ...

ابو حنیفہ

پس کہا یارو یہ نجس آب زر
آتا ہے ہمسایہ کے گھر سے ہی در باب
آ کے دیکھا ہے وہ یہودی تبھی
کہ وہ پانی نجس ہے گھر کا ہی
پس بہت اس سے شرمسار ہوا
معذرت کر بہت یہ کہنے لگا
اس سے آگے مجھے ای نیک سیر
کیوں نہیں تو نے دیا ہے خبر
بولا شرعاً نہ تھا یہ میرا حق
جبکہ ثابت نہیں ہے کچھ مطلق
وہ اٹھائے نجس نہ تھا چارا
کچھ نہ دیکھا ضرر میں اسکے سوا
سن یہودی وہ بیقرار ہوا
درد و حسرت سے زار زار ہوا
بولا کیا پاک ہے تمہارا دین
کیا مقدس ہیں اسکے آئین

بوحنیفہ کیا ہے استفسار — بولا احوال اسکا اہل جوار
اپنے استر پہ وہ چڑھا ہی تبھی — پاس حاکم کے وہ گیا ہی تبھی
جبکہ حاکم امام کو دیکھا — سر مسند پہ لاکے بٹھلایا
کر بہت اسکی عزت و حرمت — پوچھا فرما ہے کیا تری حاجت
بولا اک کفش دوز بے مایہ — میرا اس شہر میں ہی ہمسایہ
شحنہ رکھتا ہے قید کرکے اسے — ہی امیر اسکو اب رہائی دے
حاکم شہر سنتے ہی یہہ بات — قید سے اسکو تیں دیا ہے نجات
اور سپرد ے تھے جتنے لوگ اس شب — بھی رہائی دیا ہے انکو سب
آیا ہے جب امام اپنے گھر — کفش گر آملا ہے ہو خوش تر
شکر احساں بہت بجا لایا — کام سے اپنے جلد توبہ کیا

حکایت

در جوار امام اہل صفا — نقل ہے اک یہودی رہتا تھا
اسکے بیت الخلا سے اک میزاب — گھر طرف تھا امام کے در باب
اس سے آب نجس ہمیشہ عیاں — گھر طرف اس امام کے تھا دار
اور وہ آب نجس کے نالے پر — دایما اس امام کا تھا گذر
اس لئے وہ امام نیک نصاب — ایک آوند نزد آر میزاب
رکھتا تھا اسمیں جبکہ وہ پانی — جمع ہوتا ہمیشہ ہی گیا پانی
دست الطہر سے اپنے وہ فاخر — اسکو لیجاکے ڈالتا باہر
وہ یہودی یہہ الغرض دیکھا — حال اسکا امام سے پوچھا
کہا اسکو تو گر نہ کرتا سوال — ہیں نہ کہتا کبھو حقیقت حال

غیر دیں کا بھی رنج جس میں ذرا — باضرورت یقیں نہیں ہے روا
میں بھی کرتا ہوں اب تعلّ یہ دیں — کلمۂ طیبہ پڑھا ہے وہیں

حکایت

اور زا بن کمیت مرد رشید — جو مؤذن تھا نام اس کا سعید
نقل ہے بوحنیفہؒ عالی شان — رہتا تھا خوف حق سے نت گریاں
کہتے ہیں ایک شب امام خیار — پیشوائے ائمۂ اطہار
زین عبّاد اہل بیت رسولؐ — گوہر معدن علیؓ و بتولؓ
نام جس کا علی ہے ابن حسین — رضی اللہ عنہ فی الکونین
در نماز عشاء وہ ذوالاجلال — پڑھا قرآں سے سورۂ زلزال
بوحنیفہ تھا مقتدی بہ نماز — باخضوع و خشوع اہل نیاز
با فراغت نماز سے وہ جب — گئے مسجد سے لوگ باہر سب
وہیں بیٹھا تھا بوحنیفہ حزیں — آہ کرتا تھا درد سے غمگیں
میں تصور کیا کہ یہہ مقبول — میرے رہنے سے تا نہو مشغول
باہر آیا وہیں نکر کچھ ڈھیل — اور بجھایا نہیں ہو نمیں قندیل
صبح کو جبکہ اپنی عادت پہ — گیا مسجد میں جا کے میں نے نظر
بوحنیفہ کھڑا ہی تھا اس جا — اور داڑھی کو اپنی پکڑا تھا
اور تھا اشکبار زار و نزار — اور یہہ فقرے کی کرتا تھا تکرار

يَا مَنْ تَجْزِي بِمِثْقَالِ ذَرَّةٍ خَيْرٍ خَيْرًا وَيَا مَنْ تَجْزِي بِمِثْقَالِ ذَرَّةٍ شَرٍّ شَرًّا أَجِرِ النُّعْمَانَ عَبْدَكَ مِنَ النَّارِ وَمَا يُقَرِّبُ مِنْهَا مِنَ السُّوْءِ وَأَدْخِلْهُ فِي سَعَةِ رَحْمَتِكَ

صبح کی اذان — صبح و یا ابن صبح کی اذا جب
بولا مجھ کو بلا کے وہ اکرم — فاش مت کر کسی پہ تو یہہ بیاں
پس گذارا ہے صبح کی وہ نماز

خیابان یازدہم

در ذکر ماجرائیکہ میان — آنجناب و خلفا و امرائے
جفا انتساب بظہور رسید — بیان رنج و محن و آلام
مصائب و فتن کہ بہ حکام — جفا کار از ہر جانب رسید
ہے روایت شیخ ابن عمر — از فضائل شت
ہیں اسیر ظالم — و ان نے کیا سر
جب ہوا کے عراق کا حاکم
بوحنیفہ

بوحنیفہ کو وہ بہت چاہا / کہ مقرر ہو قاضی کوفے کا
بوحنیفہ کیا بہت انکار / اور قبولا نہیں اسے زنہار
وہ شقی آخر اس عداوت سے / باطنی خبث اور شقاوت سے
اس امام ہمام کو ہر دن / مارتا تازیانے دس دس گن
تا کرے منصب قضا کو قبول / حکم کو اپنے وہ کرے نہ عدول
بوحنیفہ امام اہل ہدا / رنج دس روز تک بہت کھینچا
نہیں ہرگز قبولا اسکی بات / وہ شقی تب اٹھایا اس سے ہات

حکایت

اور بعضے کتب میں ہے منقول / کہ قضا جب نہیں کیا وہ قبول
تب وہ مردود ہو بہت برہم / اپنی مجلس میں کھایا ہے یہ قسم
بوحنیفہ کو آج قید کروں / تازیانے سے سر اوپر ماروں
پس وہ بدکار آہ یوں ہی کیا / سرور و اس جناب کا سوجھا
وہ کہا ضرب تازیانہ مجھے / سہل و آساں ہے گرز آتش سے
اور کرتا ہے نقل اسمٰعیل / ابن حماد جز امام جلیل
یعنے پوتا امام اعظم کا / گل سر سبد باغ اکرم کا
اکدن اپنے پدر کے ہمراہ / میں چلا تھا کہو فدای آگاہ
ہے کناسہ جو اک جگہ مشہور / جب ہمارا وہاں ہوا ہے عبور
آہ والد ہمارا وہاں حماد / لگا رونے بہت ہی ہو ناشاد
میں کیا عرض ای گرامی شان / کہا سبب تیرے یہاں ہو اگریاں
وہ کہا آہ ای مرے لڑکے / اس جگہ میں ہی باپ کو میرے

مارا ان کو یہ بیس ہ تھا دس دن
پیہم پیچے تازیانے دس دس گز
اگرچہ وہ اسکو بسی ہلاں کیا
پر قضا وہ نہیں قبول کیا

حکایت

اور لکھا ہے شیخ دین عطار
تذکرہ میں یہ ذکر دل افگار
کہ امام ہمام کا استاد
جو تھا شعبی امام اہل رشاد
قاضی عصر تھا وہ شیخ کبیر
اور علما میں تھا وہ فرد شہیر
جب تھا حاکم دوانقی منصور
گیا اک روز امام کو بحضور
کچھ زمیں باطور ملک بخشا
اور بعضوں نے یہ کچھ وقف کیا

ایک سرہنگ کو وہ حکم کیا
تا غلاموں کو وہ سند ہووے
قاضی شعبی کو جلد بلوایا
پھر وثیقہ زمیں کا لکھوایا
بعدازاں وہ وثیقۂ مسطور
بولا منصور کا ہے حکم تجھے
اس سے پوچھا ہے بوحنیفہ تب
بولا اپنے مکان ہے وہ امیر
کہ یہاں خود ہی آوے اب منصور
تا شہادت صحیح ہووے بجا
قاضی شہر و عالمان دُسرے
پس تو کرتا ہے کسلئے اصرار

کہ وثیقہ زمین کا لکھوا
اٹھا سرہنگ حکم یہ سنکے
اور گئے عالموں کو جمع کیا
شاہدی ان کی اسپہ ڈلوایا
بوحنیفہ کے پاس لا بضرور
کہ گواہی تو اپنی اسپہ لکھے
بول منصور تو کہاں ہے اب
اسکو فرمایا وہ امام شہیر
یا بلادے مجھے وہ اپنے حضور
تب وہ سرہنگ تلخ ہوکے کہا
بے تردد گواہی اپنی لکھے
تب یہہ آیت کیا ہے وہ ارشاد

ع لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ

سنا منصور یہہ خبر ہے جب
پوچھا اسکو کہ کیجئے اظہار
وہ کہا ہاں کہ شرط ہے رویت
بول مجکو تو کب مجھے دیکھا
بولا ہے شبہ میں یقیں سمجھا
اور تجہ کو نہ کرسکا ہوں طلب
عذر تیرا نہیں ہے یہ مقبول
پس کیا مشورت وہ ناہنجار

وہیں شعبی کو بس کیا ہے طلب
کیا گواہی میں شرط ہے دیدار
پوچھا منصور اسکو بادرست
کہ شہادت تو اپنی اسپہ لکھا
یہہ نہ ہوویگا تیرے حکم ہوا
اسکو منصور یوں کہا ہے تب
ہے قضاوت سے آج تو معزول
کون ہے بولو لایق اس کار

سبہی کا ہے شخص میں لگ رہی
سب نے کوئی نہیں فایق
پانچواں ان نے بہ نکو انجام
بوحنیفہ شریک و مسعر ابن کدام
اور سفیان وہ بس سکار
پس بلایا انہیں کو وہ بدکار
جب چاروں فاضلان کبار
گئے یہہ جب بوحنیفہ نے کہا
راہ میں یاران سے سب چلیا
میں سکھاتا ہوں تمکو اب جب
کر کریں اسطرح کہ بھلائی ہے
میں بہانے سے ہیں رہائی ہے
میں بنا لیتا ہوں قدرے ایام
بھاگ کے سفیان ابن کدام
ہو وہ دیوانہ مسعر ابن کدام
میں بھی کرتا ہوں حیلہ یا تدبیر
بشر ہووے گا قاضی جانو خبیر
بھاگ کر وہ راستے میں سفیان
اور کشتی میں جا ہوا پنہاں

اور

اور بولا مجھے چھپا ادب — کرتے ہیں آہ میرے سر کو طلب
وہ کیا اس حدیث کی تاویل — جو کہا ہے رسول رب جلیل

مَنْ جُعِلَ قَاضِيًا فَقَدْ ذُبِحَ بِغَيْرِ سِكِّيْنٍ
جو قاضی بنا سو تحقیق ذبح کئے گیا بغیر ہتیار کے ١٢ منہ

اسکو ملاح کر دیا مستور — ملے وہ تینو جاکے از منصور
بوحنیفہ کو پہلے وہ بولا — کہ تو کر اب قبول امر قضا
بوحنیفہ کہا ہے اسکو تب — میں نہیں ہوں یقیں ز قوم عرب
حکم میرا عرب نمانیں گے — اہل عزت نہ مجھ کو جانیں گے
اور لیاقت یہہ کام کی بہی یقیں — فی الحقیقت سمجھ تو مجھ کو نہیں
بولا منصور اسکتیں ای امام — متعلق نہیں نسب سے یہہ کام
بلکہ ہے علم و فضل پر موقوف — تو تو ہے علم و فضل میں معروف
وہ کہا میں لیاقت این کار — نہیں رکھتا ہوں واقعی زنہار
جانے صادق اگر مجھے تو ضرور — رکھیئے اس کام سے مجھے معذور
جانے کاذب تو کذب گو بھلا — نہیں لایق برائے امر قضا
سنکے منصور یہہ ہوا مبہوت — اور ہوا لاجواب کرکے سکوت
مسعر ابن کدام ای دانا — ہوگیا جلد مثل دیوانہ
اور منصور کا پکڑ کر ہات — لگا کہنے یہہ بات اسکے سات
تیرے اہل و عیال کا احوال — بول میرے سے اب ہی کس منوال
سمجھا منصور نے ہی اسکو جنوں — اپنے دربار سے کیا بیروں
وہ یہہ حیلے سے رستگار ہوا — شاغل شغل کردگار ہوا
بعد حاکم لب شریک تیں بولا — کہ تو اب کر قبول امر قضا

بولا سو داوری نہیں مجھ سا — اور ضعف دماغ سے بیمار
پس وہ اسکو کیا ہے حکم دوا — اور مسلط کیا بامر قضا
بوحنیفہ امام اعظم سے — بس سے ملتا ہی چھوڑ احسن سے

حکایت

تذکرے میں لکھا ہے شیخ کے — یہہ حکایت بگوش دل سنئے
ابو جعفر دوانقی بد فن — بوحنیفہ کا تھا بڑا دشمن
کہتا تھا کر قبول امر قضا — پر قبول اسکو وہ نکرتا تھا
ابو جعفر سے کوئی کیا تقریر — کہ جو تیرا وزیر ہے ای امیر

سطے ۱۶

واسطے درسِ علم دیں نے سدا ۔ ہے ملازم امام اعظم رض کا
ابو جعفر اُسے عتاب کیا ۔ اور اسطرح سے خطاب کیا
جامع علم و حلم و زہد و سخا ۔ جو رہے با شجاعت و تقوی
صحبت ایسی کی در مباح و مبا ۔ کس لیئے اختیار تو نہ کیا
وہ کہا بو حنیفہ با انصاف ۔ متصف ہے بہت ازیں اوصاف
ایک صفت اسکی جو شجاعت ہے ۔ بولتا ہوں اگر اجازت ہے
ابو جعفر اُسے دیا فرماں ۔ تب لگا ہے وزیر کرنے بیاں
بو حنیفہ کے ساتھ ہم اک روز ۔ پڑھ رہے تھے نماز اے فیروز
سقفِ مسجد سے تب گرا اک مار ۔ توڑ رکعت ہوئے ہیں لوگ فرار
بغل کو اپنے بو حنیفہ اٹھا ۔ ایک ہی ملر مار کو مارا
ایک ہی مار اسکا کھا کر مار ۔ سُست چلنے سے ہو گیا ناچار
ہوا فارغ نماز سے جس آن ۔ مار کر مار کو کیا بے جان
ابو جعفر یہ سن ہو ا مبہوت ۔ کچھ نہ اسکو کہا کیا ہے سکوت
کہتے ہیں سانپ تھا بڑا اتنا ۔ من شرعی سے نوزدہ من تھا

حکایت

در عیون المجالس آئے مقبول ۔ سن ابی نصر سے یہ ہے منقول
ایک عورت کو وہ ابو جعفر ۔ بھیجا نزدِ امام سکھلا کر
کہ تو اب جا کے اس سے کر یہ سوال ۔ جا کے کی وہ سوال اس مسؤال
کہ مجاہد تھا فی سبیل اللہ ۔ مرد میرا سو مر گیا ناگاہ
اسپ تھے اسکی اک سواری کا ۔ کام آتا تھا جنگ میں جو سدا

وہ وصیت یہ کر گیا ہے مجھے ۔ کہ یہ گھوڑے کو میرے بعد مرے
دے تو ایسے کو جلد تر بیجا ۔ مستحق جو رہے خلافت کا
بول وہ سب کو دلو نہیں امر ۔ تب کہا اسکو بولیا ہے عمر
ہے خلافت کے بالیقین الیق ۔ جعفر صادق امام و محق
سب وہ اب اسکو پہنچ دے ۔ کیونکہ شوہر یہی کہا ہے تجھے
سر جو کوئی لائق خلافت ہے ۔ کہتیں اسپ یہ مراد کیا
بہ نہ بولا کہ وہ خلیفے کو ۔ نا خلیفے کو اسپ دلوے تو
تب وہ عورت کہتی ہے یہ سنکے ۔ وہ یہ سمجھا تبہی فراست سے

کہ

خاتونی زن دی یہ باحرت
پس شہ نے تینوں کیتیں دیا رخصت
اسی سبب سے ہی وہ بسّ و علی
بوحنیفہ کا ہو گیا دشمن
حیلے اک ڈھونڈھتا تھا وہ بیباک
تا کرے اس امام دیں کو ہلاک
ایک مدت کے بعد اسکو بلا
بولا کیجے قبول امر قضا
وہ کہا یہ بلند خدمت ہے
مجھ کو اسکی نہیں لیاقت ہے
وہ کہا تو ہی اسکو لائق ہے
نہیں تجھ سے کوئی فائق ہے
بولا گر میں ہوں قول میں صادق
تو قضا کے یقیں نہیں لائق
اگر ذرا جھوٹھا میں کہا ہوگا
نہیں جھوٹے کو لائق امر قضا

کہ یہ زن مکر اور فریب سے ہی
بولا اپنے پسر کو جلد امام
کہ بلا لا تو جا وہ زن کو ابھی
خالی آیا ہے آہ جب حماد
ابو جعفر مجھے بلاتا ہے
قتل میں میرے شک نہیں ہے اب
پس وہ زن کو خلیفہ پاس لا کر
پوچھی ان سے وہی وہ جا کے شتاب
ابو جعفر نے یہ سنا ہے جب
جب گیا بوحنیفۂ فاخر
بوحنیفہ سے پوچھا بو جعفر
کیا وصیت میں کی ترے شوہر
بولا پوچھی مرے سے وہ آکر
تا بجسب وصیتِ شوہر
میں کہا مستحق خلافت کا
ہے بلاشبہ جعفرِ صادق
کہ وہ اولادِ مصطفیٰ شہ ہے
علم و تقویٰ میں بے نظیر ہے وہ
ذات میں تیرے یہ نہیں اوصاف
ابو جعفر یہ سنکے خوب مقال
وہی دونو دئے ہیں اسکو جواب

آکے میرے سے یوں سوال ہی کی
کہ تھا حماد اس پسر کا نام
جا کے ڈھونڈا بہت وہ پیر علی
بوحنیفہ اُسے کیا ارشاد
ابھی اس کا پیام آتا ہے
پس وصیت لکھا پسر کو تب
بھیجا ہے مالک و عطا کے پاس
وہی ہر دو دئے ہیں اسکو جواب
کیا تینوں امام کو بھی طلب
تھے وہاں مالک و عطا حاضر
کہ ترے پاس ایک زن آکر
کیا دیا تو جواب کہہ فی الحال
ہے خلافت کے کون لائق تر
دیوں اسباب سکا اسکو بیچ اکر
اور والی یقیں امامت کا
ہے سند میرے قول پر واثق
نسب پاک مرتضیٰ سے ہے
نیک اوصاف میں شہیر ہے وہ
میں یہ کہتا ہوں از رہِ انصاف
پھر کیا مالک و عطا سے سوال
بوحنیفہ جو کہہ دیا بصواب

ابو جعفر

ابو جعفر ہو سخت تر برہم
اور ہر روز تازیانے دس
آہ یک صد ہوئے ہیں پھر جب
وہ امام زماں شہید ہوا
بعد کیس روز وہ بدکار
حالت زشت سے ہوا ہے ہلاک
رحمت حق امام پر ہو نزول
سال مولد ابو حنیفہ رح کا
روز شنبہ چہارم شعبان
سن ہجری تھا یکصد و پنجاہ
ہے یہ بغداد در مقبرۂ اکرم
نقل کرتا ہے صاحب تہذیب
کثرت ازدہام سے پنج بار
اور حماد یعنے اسکا پسر
اور قاضی حسن بن عمار

کردیا قید اسکے تیں اسدم
مارنے اسکو بولا وہ ناکس
زہر اسکو دیا ہے وہ دون تب
قاتلش ثانی یزید ہوا
آکلہ کے مرض سے ہو بیمار
اس ستمگر سے یہہ جہان ہوی پاک
اسکا قاتل ہو نار میں مخذول
سر علما ہے یا سر فقہا
یا رجب میں کیا ہے رحلت جان
سال اس کا معلی ای آگاہ
قدس اللہ سرہ الاعظم
کہ پس از نقل آن امام مصیب
بر جنازہ پڑھے نماز ای یار
سب کے آخر پڑھا نماز آکر
غسل اسکو دیا بہ جمع کبار

خاتمہ در منامات مبشرہ واقعات مطہرہ کہ پس از وفات آن امام ہمام
از مشائخ کرام مرویست

شیخ عبدالحمید اہل صواب
آسماں سے گرا ستارہ ایک
پھر ستارہ گرا دگر ای ہمام

بولا اک رات میں یہ دیکھا خواب
بولے یہہ ہے ابو حنیفہ نیک
بولے اسکو یہہ مسعر ابن کدام

٦٣

نخبر تیر اگر ہے لغو بیاں
بولے یہ مخبر ہے نفیس بیاں

واقعہ

ابن بسام حلف کہا یہ بات
کہ سنا جب ابو حنیفہ وفات
اور مدفون ہوا وہ تو وہ دل میں
منقبت پیچ خبر اسکے یقین
ہیں بصوت بلند تر بے ریب
سنا تھا شعر یہہ یقین اے حبیب

ذَهَبَ الْفِقْهُ فَلَا فِقْهَ لَكُمْ
فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَكُونُوا خَلَفَا
مَاتَ نُعْمَانُ فَمَنْ هٰذَا الَّذِي
يُحْيِي اللَّيْلَ إِذَا مَا سَجَفَا

واقعہ

جعفر ابن حسن کیا یہ کلام / کہ میں دیکھا امام کو بمنام

پوچھا میں کیا کیا تیرے سے خدا / وہ کہا ہے خدا مجھے بخشا

واقعہ

اور نوفل کہا کہ ای خوش ادب / کہ کیا نقل بوحنیفہ جب

میں نے یکرات خواب میں دیکھا / کہ قیامت کا روز ہے آیا

اور خلائق بموضع حسنات / تھے کھڑے صف بصف ادب کے سات

رونق افروز تھا رسول خدا / سرور انبیا شفیع ورا

روبرو اسکے تھے شیوخ کبار / اور بعضے سوے یمین و یسار

بوحنیفہ تھا روبرو بادب / میں کیا جا کے اس سے آب طلب

وہ کہا عرض کر تو حضرت سے / تا اجازت سے سرفراز کرے

میں کیا مصطفےؐ سے عرض جناب / شہ کیا حکم کر اسے سیراب

جام وہ ایک مجکو بخشا تب / میں پیا اور میرے یار سب

قدح پانی کا کچہ وہ کم نہ ہوا / بوحنیفہ سے میں سوال کیا

کون ہیں شاہ کے یمین و یسار / بوحنیفہ کیا ہے تب اظہار

یہ براہیم ہے بسوے یمین / اور صدیق دست چپ یقین

یونہی ہر اک کو پوچھتا تہا شتاب / اور دیتا تہا بوحنیفہ جواب

گرتا تھا انگلیوں پہ میں تعداد / پہنچا کر تا شمار تا ہفتاد

ہوا بیدار میں در پی تشنا / عقد ہفتاد انگلی اوپر تھا

واقعہ

۶۴

کشف محجوب میں کی ای منقول
یحی ابن معاذ سے منقول
کہ میں دیکھا رسولؐ کو در خواب
اور کیا سطح سے عرض جناب
کہیے ارشاد ای پیمبر اب
کہاں تجکو طلب کروں میں اب
کیا ارشاد تب کہ ڈھونڈھ مجھے
علم کے پاس ابوحنیفہؒ کے

واقعہ

زبدۂ اولیا عالی شان
گنج عرفاں علی بن عثمان
کشف محجوب جسکی ہے تصنیف
اور کیا ہے عبارت تالیف
بولتا ہے کہ شام میں ہشیار
بر سر [illegible] بلال [illegible]

سویا تھا ایک شب سعادت یاب
آیا ایسے میں حق کا پیغمبر
اور اک پیر مرد کو بکرم
جونکہ اطفال خرد سال کئیں
دوڑ کر ہیں تب اسکے پاس گیا
اور تعجب میں ہیں پڑا اس تب
شاہ کونین از رہ اعجاز
مجھ کو بولا ہے یہ ترا ہی امام
یعنے ہے بوحنیفہ قدوۂ دیں
یہاں مصنف کہا ہی لویں سعید
کہ تھا نعمان امام ربانی
اور باحکام شرع تھا قائم
کیونکہ لیجانیوالا یہہ اس کا
اور سمجھ گروہ آپ ہی جاتا
جو کہ ہے باقی الصفت ای لبیب
نہیں گنجائش خطا ہے یہاں

دیکھا کہے ہیں آپ کو در خواب
بنی شیبہ کے باب سے اندر
گود میں اپنے ہی لیا اسدم
جوش الطاف سے اٹھاتے ہیں
پائے اشرف پہ اسکے بوسہ دیا
کون یہ پیر مرد ہے یا رب
جلد پہچان میرے دل کا راز
تیرا اہل دیار با اکرام
بحر کشف و شہود و شوق یقین
مجھ کو اس خواب سے قوی ہے امید
اپنے اوصاف طبع سے فانی
اور باقی تھا اسکے ساتھ ہر دم
ہے شہ انبیاء رسول خدا
لیک ہر باقی الصفت رہتا
گاہ وہ مخطی گاہ ہووے مصیب
خوب ہے رمز لطیف یہ پہچان

گلشن دوم

در مناقب امام اکرم و مجتہد افخم امام دار الہجرت مقتدائے اہل خبرت سراپا تبع سنت سید المرسلین رونق اسلام و مسلمین منبع علوم قدس مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ

گلشن ہست ہشت خیابان
خیابان اول در ولادت با سعادت و تاریخ
و مقدار عمر شریف
و رحلت آن عالی مرتبت

پیرو متبع شفیع امم
جان فدای رسول عرب و عجم
بحر علم حدیث مصطفوی
مہر اوج شریعت نبوی
ساکن دار ہجرت سرور
زمین جوار مزار پیغمبر
مالک فقہ و حدیث کا مالک
قرب مولا کی راہ کا سالک
مالک ابن انس ہے با صفوت
ابو عبد اللہ اسکی ہے کنیت
شیخ عبد اللہ یافعی اکرم
اپنے طبقات میں کیا ہے رقم

نود و نہ تھا سال جب جو تھا
قول دوسرا ہے در سنِ نود
جیا نود و نہ برس وہ نیکو خصال
صد و ہفتاد و نہ تھا نواں سال

مالک بن انس ہوا پیدا
ہوا پیدا وہ قدوۂ امجد
رہا ماں کے شکم میں تا سہ سال
تب ہوا اس امامِ دیں کا وصال

گلدستۂ عجیبہ

تھا محمد پسر جو عجلان کا
اور ہرم بن سنان بھی آیا
بولا مالک امامِ دیں پرور
پاس گھر کے ہمارے رہتی تھی
حمل ہر ایک چار سال رہا

حمل اس کا بھی چار سال رہا
رہا ماں کے شکم میں سال چہار
ابن عجلان کی جو تھی مادر
حاملہ زن وہ تین بار ہوئی
ہے معارف میں دیکھ یونہی لکھا

غنچہ در بیان اساتذۂ کرام و شیوخ حدیث آں امام عالیمقام

اور جو مالک کے تھے شیوخ کرام
اک براہیم ہے بن عتبہ
اور ابن حکم تھا شیخ جلیل
جعفر صادق امام ہمام
اور نافع ملیک ورع و تقا
دختر سعد بن ابی وقاص
یہ شیوخ کبار سے ہی یاد

اوستاد حدیث اسکے تمام
دختر اسحٰق ابن عبداللہ
نام والا تھا جس کا اسمٰعیل
گوہر معدنِ رسولِ انام
کہ جو ابن عمر کا مولا تھا
نام جس کا تھا عائشہ ہی خاص
وہ کیا ہے روایت اخبار

غنچہ در بیان شاگردان آنجناب کہ ازوی روایت حدیث کردہ اند

اور مالک کے ہیں جو شاگردان
جو روایت کی ہیں اس سے پہچان
ہے براہیم ابن عبد اللہ
تھا حدیث کا عالم اس سے آگاہ
اور حبیب اور سعد بن منصور
اور سفیان ثوری مشہور
اور سفیان بن عیینہ دوم
اور ابن مبارک اکرم
عبد رحمان بن عمر ای فہیم
اور اوزاعی اور عبید کریم
لیث بن سعد شیخ نیک نہاد
شافعی ابن مسلم کا استاد
اور علما بہت سوا ان کے
ہیں گے راوی حدیث کے اس سے
مالک ابن انس بورع و تقا
اور بحفظ حدیث تھا یکتا

آگے

اسکے قائل ہیں سب ائمہ دیں	اولیائی کرام اہل یقیں

گلدستہ در مدح وثنای آں امام عالی وقار کہ مشائخ و علمای نامدار بجلوۂ ظہور رسیدہ،

اور کبار مشائخ وعلمائی	تر زباں اسکے تھے بمدح وثنا
حافظ بو عمر بن عبد عزیز	اس طرح بولتا ہے باتمئیز
مالک ابن انس بلند مقام	دار ہجرت کا تھا امام ہمام
دین کے نصرت وامامت میں	حق کے اظہار اور اشاعت میں
عصر کا اپنے وہ یگانہ تھا	فرد یکتائے آں زمانہ تھا
کہتے تھے عالم مدینہ اُسے	علم کا صاحب خزینہ اُسے
علم اُس کا بہ سایہ اقطار	کہتے ہیں مشتہر ہوا بسیار
اور بہت کسب علم کے خاطر	لوگ اس پاس ہوتے تھے حاضر
ہفدہ سالہ تھا جب وہ نیک نہاد	درس وتعلیم کی رکھا بنیاد
اسکے محتاج تھے بہت علمائ	اسکے تھا فیض کا علم برپا
جیا نو دو برس وہ با اجلال	اور وہ بیشک قریب ستّر سال
درس وفتوے میں تھا بہت مشاغل	اسپہ رحمت خدا کی ہو نازل

خیابان دوم در احادیث صحیحہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کہ در فضائل آنجناب مردی و مبشر اند.

آئی ہے اک حدیث ای دلبر	کہ کہا یوں امام جن وبشر
منقطع علم ہو ویگا بہ یقیں	کوئی عالم نہ باقی ہووے کہیں
جانو از عالم مدینہ زیاد	مالک ابن انس ہے اس سے مراد

تکملہ

دوسری اک خبر با رتبہ ہے
بوجہ یہ مثبت یہ روایت ہے
کہ قریب ہے کہ لوگ ریں گے
اونٹوں کے جگر سے تیں اپنے
ہے کہ لایہ یقیں ز عزت سیر
بارکہ طول سفر ہے یہ بالخیر
بہر علم کے بہ نیاز
یعنی پٹے زود و دراز
طالب آوینگے
کہیں عالم مدینہ سے
زیادہ وہ نہ پاوینگے
اعلم وہ نیک نفس
بولا ابن عیینہ
تھا مالک ابن انس
اب اعالم
فرد ایسا ہی کہہ کے بیگانہ
محققین کبار
با نتہ تھے

یہہ صفت ہی اسیکے ذات میں ہی / نہیں مانند اسکے تھا کوئی
اجتہاد و حدیث و فقہ اندر / بسکہ ممتاز تھا وہ نیک سیر
تھا ملازم سدا مدینے کا / اس سے بس اختصاص رکھتا تھا
عبد رزاق یوں کہا ہی یار / خلق جوں دور دور سے بسیار
نزد مالکؒ مدام آتے تھے / یوں کسیکے نہ پاس جاتے تھے
یکی بن شعبہ بولا با تقدیس / سن تھا یکسو یہ جبکہ اکتیس
میں گیا تھا مدینۂ اقدس / اور گیا نزد مالک ابن انس
ریش و سر میں تھے اسکے موئے سیاہ / اور بیٹھا تھا وہ بعزت و جاہ
حلقہ کر گرد اسکے مردم سب / بیٹھے تھے صف بصف بحسن ادب
رعب و ہیبت سے اسکے تب املا / بات کوئی بھی کر نہ سکتا تھا
مسجد مصطفیٰ میں اسکے سوا / کوی بنایا ہے جرأت افتا

گل

ابن مصعب کہا ہے ای سالک / میں سنا از امام دیں مالک
کہ میں اپنے کو لائق فتویٰ / کبھو زنہار جانتا ہی نہ تھا
تا کہ ہفتاد عالمان دین کے / اہلیت پر مرے گواہی دئے
یافعی یوں لکھا ہے در طبقات / کہ کہا شافعی خجستہ صفات
کہ امام مدینہ وہ مالک / اور سفیان عارف سالک
گر نہوتے یہہ سرور پاک انداز / ہوتا مفقود علم اہل حجاز
اور کوئی شافعی سے یوں پوچھا / مثل مالک کسیکو دیکھا کیا
بولا اگلے جو تھے شیوخ کبار / سر بسر اس طرح کیے اقرار

مثل مالک کا امام نہیں دیکھی
کیوں نہیں دیکھا ہوں اوسکو جو ہی
اور جب شافعی امام ہدیٰ
قول مالک کا ذکر کرتا تھا
بولتا تھا کہ اوستاد ما
مالک اس طرح سے ہی فرمایا
بولا حماد مسلمہ کا پسر
کہ مجھے اس طرح کیسیکا اگر
واسطے امت محمدؐ کے
اختیار اک امام اب کیجے
سیکھیں تا علم لوگ اس سے سدا
کروں مالک کو اختیار بجا
بولتا ہے محمد ابن رباح
میری لڑکائی میں بفوز و فلاح
پدر کے ساتھ میں ساتھ حج کو گیا
پس مدینے کو جاکے جب پہنچا

سویا

سو یا در مسجد رسولؐ انام — دیکھا اس طرح رات کو بمنام

بوبکر اور عمرؓ پہ ٹیک سر کر — قبر سے اپنے ہَو اٹھا سرور

میں اٹھا جلد تر بصد اکرام — اور کیا عرض تب صلوٰۃ و سلام

شاہ عالم دیا ہے مجھ کو جواب — اور کیا میں ادب سے عرض جناب

کہاں جاتا ہے یا رسولؐ اللہ — مجھ کو فرمایا اس طرح وہ شاہ

مالک راہ راست کے ہی لیے — قبر سے اپنے ہم قیام کیے

ہوا بیدار دیکھ میں یہ خواب — پدر کے ساتھ میں گیا ہو شتاب

نزد مالک امام اہل علوم — اسکی خدمت میں خلق کا تھا ہجوم

اور موطا کتاب پاک اسکی — اسکی تصنیف اسکے ہاتھ میں تھی

تھا وہی روز اول ای ماہر — کہ وہ لایا کتاب کو باہر

اور کیا نقل ابن عبد حکیم — ابن سری سے اسطرح ای فہیم

کہ میں دیکھا نبیؐ کتیں در خواب — اور کیا یوں ادب سے عرض جناب

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ حَدِّثْنِیْ لِعِلْمٍ اُحَدِّثُ بِہٖ عَنْکَ

مجھ کو اسکے جواب میں دلشاد — شاہ عالم کیا ہے یوں ارشاد

یَا ابْنَ السَّرِیِّ اِنِّیْ اَوْصَیْتُ اِلٰی مَالِکٍ بِکَنْزٍ یُفَرِّقُہٗ عَلَیْکُمْ

کنز سے وہ مراد ہے یاب — ہے موطا کتاب فیض نصاب

ہے اصح کتب وہ ای آگاہ — بعد قرآن جو ہے کتاب اللہ

نفع بس اس کتاب سے لیجے — فیض اس فتح باب سے لیجے

اور اردی کہا کہ میں یکشب — دیکھا رویا میں اسطرح خوش ڈھب

بیٹھ مسجد کے درمیان رسولؐ — وعظ و ارشاد بیچ ہے مشغول

مالک ایسے میں ناگہاں آیا — دیکھ اسکو رسولؐ فرمایا

ہے ایک
[illegible] سے پیر
از قرب [illegible] ادب
[illegible] وہ زور سے ادب
[illegible] ہے
[illegible] ہی نکالا ہے
[illegible] انگشتری اسکے ڈالا ہے
اور [illegible] ہیں [illegible] کتاب
[illegible] اسکے ہیں وہ [illegible]
علم ہے [illegible] نظیر ہے وہ
علم میں [illegible]

تکمل

خلف ابن عمر سے نقل کیا
ہیں مالک کے پاس بیٹھا تھا
آیا ابن ابی سرشہ وہاں
تھا مدینہ کا فارسی روز [illegible]
ہاتھ مالک کے ایک رقعہ دیا
وہ مصلے کے نیچے اسکو رکھا
تھا وہ رقعے میں اسطرح سے لکھا
اسطرح واقعے میں ہے دیکھا
کہ

کہ میں مسجد طرف گیا ہوں یقیں
خلق حاضر ہیں گرد و پیش زیاد
انکو فرمایا یوں رسولِ کریم ﷺ
حکم میں یہ کیا ہوں مالک پر
پاس مالک کے جلد تم جاؤ
مالک یہ سنکر اشکبار ہوا

بیٹھا مسجد میں ہے رسولِ امین ﷺ
عرض کرتے ہیں کیجے کچھ ارشاد
زیر منبر ہے ایک گنج عظیم
کرے تقسیم تم پہ وہ اکثر
اس سے بس اپنے حصے تم پاؤ
درد و رقت سے زار زار ہوا

گل

بولتا ہے وہب بن خالد
شرق سے تا بہ غرب کوئی نہیں
ابن اسعد کہا قسم بخدا
دوست تر ہیں زیادہ مالک سے
کہتا ہوں میری عمر سے یارب

جو تھا اہلِ حدیث میں ماجد
غیر مالک کے در حدیث امیں
ہے جو ارض و سما کیا پیدا
نہیں رکھتا ہوں اس زمیں پہ کسے
عمر مالک میں کر زیادہ اب

خیابان سوم دربیان تعظیم و تکریم علم حدیث کہ دائما آں جناب میفرمود و باب ایں امر شریف روز بروز می افزود

روضۂ فائق اندر ای اکرم
مالک باصفا بہت تعظیم
عزم کرتا حدیث پڑھنے جب
شانہ کرتا تھا اپنی داڑھی کو
اور کرتا نماز ادا اپنی بار

دیکھ اسطرح سے کیا ہے رقم
کرتا تھا علم دیں کی ای فہیم
باضرورت وضو وہ کرتا تب
اور لگاتا لباس کو خوشبو
اور مسند پہ بیٹھتا بوقار

بہ حدیث رسول ﷺ پڑھتا تھا
وہ جو پوچھے تو سہل کہتا تھا
کہ حدیث رسول ﷺ کا اکرام
میں بجا کرتا ہوں جان و دل سے مدام

گل

بولتا ہے معن بن عیسی
جبکہ مالک امام اہل صفا
عزم کرتا حدیث پڑھنے کا
تب وضو اور غسل کرتا تھا
اور لیتا بخور نیک سا میں
اور کرتا معطر اپنا لباس
بیٹھتا با وقار و عزت و جاہ
اہل محفل کو کرتا پہلے آگاہ
کوئی اب مت کرے بلند آواز
اور بیٹھے بصد خضوع و نیاز

کرتا آواز گر بلند کوی | کرتا مجلس سے دور اسکو تبھی
اور یہہ آیت کتاب اللہ | پڑہتا تھا وہ امام عالی جاہ

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ

ای لوگو مت بلند کرو اپنی آواز نبیؐ کے آواز پر ۱۲

گل

شیخ ابن مبارک ای آگاہ | نام نامی ہے جس کا عبد اللہ
بولتا ہے کہ ایک دن میں جا | نزد مالک ادب سے بیٹھا تھا
اور وہ پڑہتا تھا تب حدیث رسولؐ | تھا سنانے میں اسکے بس مشغول
بیچھو اک اسکتیں دیا آزار | نیش مارا بدن پہ سولہ بار
رنگ متغیر اس کا ہوتا تھا | قطع بارے نہیں حدیث کیا
منتشر خلق سب ہوی ہیں جب | جبۂ پاک اپنا جھٹکا تب
جب وہ بیچھو گرا زمیں پہ عیاں | میں کیا عرض ہوکے تب حیران
تو یہہ بیچھو کا رنج اور آزار | کیوں سہا آہ ای امام خیال
بر لا حفظ ادب حدیث کا تھا | رنج پر اسکے میں جو صبر کیا
نقل ہے اسکے گھر کوی سائل | جبکہ آتا تو مالکؒ کامل
اپنی باندی کو جلد بھجواتا | اور اس طرح اسکو فرماتا
پوچھ تو اس سے جا کے کیوں آیا | کیا تو چاہے حدیث یا فتوی
فتوی چہتا اگر وہ صاحب دین | باہر آتا امام نیک آئین
دیتا تھا مسئلے کا اسکے جواب | بعد کرتا روانہ اسکو شتاب
اور سائل حدیث گر چہتا | کہتے ہیں مالک اسکو بٹھلاتا
غسل کرتا تھا جلد تر وہ رئیس | پھر تا بعد ازاں لباس نفیس

اور نہو خوشبوی کی بکھاتا تھا
اور وہ باہر آتا تھا
اور لطیب وہ بیٹھتا با وقار
اور کرسی پہ بیٹھتا ای یار
اور پڑہتا حدیث ...

ادب ذکر حدیث

گل

اور کہا مصعب ابن عبد اللہ
جبکہ مالک امام حق آگاہ
کرتا تھا درس پاک پیغمبر
رنگ ہوتا تھا اس کا متغیر
اور خم اسکی پشت ہوتی تھی
سر اس امام کا تھا ہی
حال پاک اس کی ہیں یہ گو یقین
حال استادگی میں سکتے نہیں
یا وہ چلنے کیوقت رہ ہیں
سخت کر وہ وہ سمجھتا تھا
پوچھنا بولنا حدیثوں کا

گل

گل

تھا کھڑا ایکدن وہ اہل ہدا | اس سے تب کوئی حدیث آ پوچھا
مارنے کو اسے دیا فتویٰ | کہ وہ یوں بے ادب ہو کیوں پوچھا

خیابان چہارم

در فضائل و مناقب و اخلاق جلیلہ و اوصاف جمیلہ آں امام عالی مناصب

یوں لکھا ہی بروضۂ فایق | مالک ابن انس امام بحق
تھا کثیر الصلوٰۃ اور اوراد | صاحب ذکر و فکر ذو الارشاد
درس و تکرار علم میں بسیار | مشتغل تھا سدا وہ لیل و نہار
بر زبان شریف پیغمبر | مدح گذری ہو اسکی جب ای پسر
دوسرے کو ہو کسطرح امکان | مدح اسکی کرے ادا ز لسان
در سلوک طریق رب انام | پس شب و روز وہ امام ہمام
تھا ریاضات میں بہت شاغل | اور شدائد کا تھا بہت حامل

گل

بولتا ہے مثنی بن سعید | کہ یہ کہتا تھا مالک امجد
کوئی شب میں نہیں کیا ہو خواب | دیکھا اس میں مگر نبی کا جناب
در کتاب الخواص غزالی | قدس اللہ سرہ العالی
لکھا اس طرح ایکدن سفیان | آ کہا نزد مالک ذیشان
کہ میں دیکھا ہوں کل کی شب بمنام | سرور انبیا شفیع انام
اپنی انگشتری پاک نکال | تیری انگلی میں ڈالا با جلال

پس تو ڈر حق سے ای امام
یہیں جو کچھ کیا ہے کہ خطا
ہوا مالک یہ سن بہت گریاں
بار آنسو بہا تھا یوں یعنی

یثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت في الحيوة الدنيا وفي الآخرة اللهم ثبت مالكا على حالته هذه الى يوم القيمة

رکھیو تو مالک کو ثابت اے داور
تا قیامت یہ اسکی حالت پر
نقل کرتے ہیں جب بوجہ لطیف
کیا مالک کتاب کی تالیف
فکر میں تھا کہ کیا رکھوں میں نام
دیکھا اس شب میں اسطرح بمنام
کہ رسول انبیا رسول خدا
... للناس ہذا العلم ...

موطا ہی نام امام مالک رح کی فضیلت

تب موطا رکھا ہے اسکا نام	اس اشارہ سے وہ امام ہمام

گل

کہ کہا شافعی خدا آگاہ	یوں کہا یونس بن عبداللہ
عصمت علم میں زروئے صواب	نہیں روئے زمیں پہ کوئی کتاب
جو طریق خدا کا تھا سالک	جوں کتاب امام دیں مالک
از موطا اصح کتاب نہیں	اک روایت ہی تحت چرخ بریں
کہ تھی مالک کی یہ سدا عادت	واقدی بولتا ہے باعزت
واسطے جمعہ کے بھی ای فاخر	پنجگانہ نماز کے خاطر
اور جنازے کے ساتھ جاتا تھا	سوئے مسجد ہمیشہ آتا تھا
اور ادائے حقوق ہر حقدار	اور کرتا عیادت بیمار
ہوتے حاضر بھی اسکے یاراں سب	اور مسجد میں بیٹھتا باادب
مستفیدوں کو از رہ تعمیم	کرتا دینی امور کی تعظیم
امر اور نہی بر خواص و عوام	سب کو سکھلاتا شرع کی احکام
زجر سے اہل شر کو سب ترہیب	دیتا صلحا کو خیر کی ترغیب
چھوڑا مسجد کا بیٹھنا ہر روز	اک مدت کے بعد وہ فیروز
گھر کو تشریف اپنے فرماتا	کر مسجد نماز وقت ادا
واسطے تعزیت کے جاتا تھا	نہ جنازے کیساتھ آتا تھا
کر دیا ترک سب یہ ہو مجبور	بعد اسکے ہوا ہے جب معذور

گل

لایا ارشاد و ہیچ یوں ان سعید (?)
لکھا مالک کو یحییٰ ابن یزید
میں سنا ہوں خبر ہے یہ بتحقیق
پہنتا کرتا ہے تو لباس رقیق
کھاتا ہے نان ازمر شام و سحر
بیٹھتا ہے اوپر فرش ابر (?)
اور تو دور ... [illegible]
حاجیوں کو بھی ہے گھرا کرتا
اور تو حالانکہ علم کی مجلس
کرتے ہوتے ہے ابن سیرین جالس (?)
ترک تجکو کرتے ہیں اپنا امام بے ردا
بیشتر ورنہ حق ہے وہ روز و شب
وہیں مالک اسکی جواب ہے لکھا
با صواب اور باشتاب لکھا
کہ ترا نامہ جو مجکو پہنچا اب
ہوا معلوم اسکا سب مطلب
تو

تو کیا تھا رقم کہ شام و سحر — پھرتا ہوں لباس میں بہتر
اور کھاتا ہوں میں لذیذ طعام — اور مرے در پہ حاجباں ہیں مدام
اور چڑھتا ہوں میں مراکب پر — پر سچ ہے کرتا ہوں میں یہ سب اشہر
پر میں کرتا ہوں حق سے استغفار — عفو چہتا ہوں میں بہ لیل و نہار
دیکھو قرآن میں تو با ادراک — کیا ارشاد حق یہ آیت پاک

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ

خیابان سخن پنجم در بذل و سخا و جود و عطائے آن امام با صفا رح

گوش جاں سے سن تو ای شایق — یوں لکھا ہے بروضۂ فایق
مالک ابن انس امام اجل — جب ہوا علم و فضل میں اکمل
اسکے فیض علوم کا مذکور — ہوا عالم میں چو طرف مشہور
ہدیہ آتا تھا اسکے پاس سدا — مال و زر چو طرف سے صبح و مسا
اپنے اصحاب پر وہ با تکریم — کرتا تھا مال و زر وہ سب تقسیم
اسکے اصحاب بھی اسکے مثال — خرچتے نیک کام میں وہ مال
کہتا تھا وہ امام اہل یقیں — رہنا بے مال و زر ہی زہد نہیں
ہے یہی زہد بلکہ ای کامل — مال اور زر سے کرنا فارغ دل

گل

شافعی بولتا ہے تو سن لے — در پہ دیکھا امام مالک رح کے
اسپ بہتر کئی خراساں سے — ہدیہ آئے ہوا نکو باندھے تھے

در پہ دیکھے اسپ چند و نغز و نفیس
لیکن دیکھا نہیں تھا میں زنہار
میں تعجب سے کر کے اسپہ نظر
بولا گھوڑے شاہا یہ ہیں البت بہتر
بس یہ سنتے ہی وہ امام کبار
سب یہ اسپاں بخش دیں یہ دیا
میں کہا ایک اسپ تو ان سے
رکھ سواری کیواسطے اپنے
تب کہا وہ امام عالی جاہ
کہ شہ دو جہاں رسول اللہ
ہو جس خاک پاک میں مدفون
پیا وہاں کیوں سوار ہو کے میں
آہ کیوں سم اسپ سے بیباک
میں کروں نقش روضہ کی خاک
از خدا و نبی حاضر و ناظر
شرم اسکی مجھے ہے بخوبی وافر

گلدستہ شریفہ دربیان آداب و احترام و اعزاز و اکرام مدینۂ سکینہ کہ از آنجناب بجلوۂ ظہور رسید

ابن خلکان کیا ہے یوں مذکور — اپنی تاریخ میں جو ہے مشہور
مالک ابن انس امام شہیر — تھا معمر اگرچہ پیر کبیر
پر مدینے میں وہ کبھو زنہار — نہیں مرکب اوپر ہوا ہے سوار
اور کہتا تھا جثۂ سرور — ہووے مدفون جس زمین اندر
کبھو ہرگز وہاں نہ ہووں سوار — یہ نہیں ہے مجھے ادب کا شعار
اور جب مدینۂ انور — اور تعظیم اسکی شام و سحر
کرتا تھا وہ یہاں تلک ای یار — کہ کبھو وہ امام اہل وقار
نہ مدینے سے ہی گیا باہر — مگر اکبار حج کو ہی ماہر
تا مدینے سوا نہ مر جاؤں — اور مدینے سوا ہوں نا مدفوں
مسجد مصطفےٰ کی ہی اندر — مدت العمر لے گیا ہے بسر
ای خداوند کارساز قدیر — بہر آداب آن امام خبیر
اور جسکا کیا وہ حفظ ادب — جو ہے تیرا حبیب وہ یارب
واسطے اسکے کر یہ عرض قبول — کر توسل تو اسکا یہ مقبول
یہ فقیر حقیر احقر کو — عاجز و خاکسار کمتر کو
تا مدینہ لجائیے خوشدہات — اور وہیں کیجیے اسکی موت و حیات
اسکی یہ بہشت خاک ای رحمان — کر اسی خاک پاک میں زیر آن

خیابان ششم در ماجرائیکہ درمیان آن امام باصفا و امرا و خلفائے پر جفا گذشت

نقل کرتا ہے حجۃ الاسلام — در خواص الکتاب با اکرام

شیخ ابن وہب اسی مالک
کہ جناب امام دین مالک
فتوی دینا تھا بطرح یقین
بیعت جبر لازم آتی نہیں
یعنی بالجبر بان لے کوئی
جب خلافت کسی خلیفے کی
نہیں بیعت یہ ہونی ہے لازم
کہ ہمیشہ وہ ایسے ہیں قایم
سن ١٥٥ شخص تب ایک از بنی عباس
تھا مدینے کا والی جو وسواس
اسکو پہنچا یہ خبر سنکر
ہوا بیہم یہ بات وہ
اور مالک سے تیں بلا پوچھا
کیا تو دیتا ہے فتوی ایسا
ہے یہی مقصود جو اس سے سوا
اصل اولاد مرتضی کی کو

کوئی خلافت کے ہے نہیں قابل | پس خلافت ہے غیر کی باطل
اسکو بولا ہے مالک اکمل | حکم یہ ہیں نہیں کیا اول
بولا حاکم یہ چھوڑ دے فتوی | مالک اسطرح تب اسے بولا
نہیں زنہار دین میں الحاد | دیکھ سرور کیا ہے کیا ارشاد
بولا ہے لاطلاق فی اغلاق | اس سے اکراہ مراد ہے بس شاق
پس اگر چھوڑوں قول شاہ ہدیٰ | ہوونگا گمراہ ہیں پناہ خدا
بولا اس قول سے رجوع تو کر | ہے ترے واسطے یہی بہتر
بولا ہرگز نہ میں رجوع کروں | قول یہہ حق ہے میں نہ حق سے پھروں
سنکے حاکم یہہ بات غصہ ہوا | مارنے تازیانے حکم کیا
تازیانوں سے آہ پشت اسکی | ہوئی زخمی بھی شق ہوئی پھسلی
اور شل ہو گیا ہے ہاتھ اس کا | اسلئے باہر آنہ سکتا تھا
اور حاکم کیا ہے قید شدید | تھے نگہباں موکلان عنید
قید میں بھی امام نیکو صفات | آشکارا یہہ بولتا تھا بات
جو نہیں جانتے ہیں میرے تئیں | مالک ابن انس ہوں جانو ہیں
میں یہہ کہتا ہوں جو کہا خاتم | بیعت مکرہ آوے نالازم
مفسداں پھر اُسے دئی ہیں خبر | کہ وہ کہتا ہے اسطرح اشہر
سن یہ حاکم وہ لاعلاج ہوا | قید سے اپنے اسکو چھوڑ دیا

گل

ابن خلکاں ہے اور یوں لکھا | بعد ازیں ضرب حال مالک کا
پایا رفعت لیا ہے شان دگر | ضرب گویا اُسے ہوا زیور

بعد اس ظلم کے جعفر بن
زیاد ہارون طرف مدینہ کے
آگئے اور اس امام صاحب کے در پر
دیر تک وہ تھا اپنا گھوڑا در
بعد وہ در کو اپنے گھولا اور
ملے اس سے کہا ہے ہارون نے
اے حاکم یہاں کا بدانجام
بے اجازت میرے کیا یہہ کام
میں نہ اس کام سے ہوا مسرور
بلکہ دل میں ہوا بہت رنجور
اسکو حاضر کیا ہوں تیرے پاس
سے تو اپنا قصاص لیجئے ویسی
بولا مالک یہہ سنکے اسکے تئیں
ہاتھ اسبات سے اٹھایا میں
درمیاں اسکے میرے روز جزا
تا ہوئے مجھی صحبت برپا
ہے

ہے وہ اک شاخ شجر سید ناس	لیئے ہیگا وہ از بنی عباس

گل

دیکھ پاس قرابت شہ دیں	ہیں کہاں تک کیئے ائمۂ دین
بنی عباس کا تھا ایسا پاس	ہو بنی فاطمہ کا کیا پاس
کہ علی اور بتول کے اولاد	ہیں وے گویا رسول کے اولاد
واجب الاحترام ہیں وہ مدام	ہوں جو سادات تا بروز قیام
انکا حفظ ادب ہے لازم تر	رکھ مقدس نسب ہے انکے نظر
ہوں جو اولاد بادشاہوں کے	عمدگوں کے بھی اور امیروں کے
عزت و قدر ان کی کرتے ہیں	پاس آداب انکا دھرتے ہیں
پس شہ انبیا کی جو ہے آل	کسقدر ہو ویں واجب الاجلال
ہیں احادیث اس بیاں میں صحیح	اور آثار آئے ہیں بھی صریح
عربی ہیں بہت کتب ایسی	اس بیاں میں لکھی ائمۂ دیں
اور ہندی میں بافقر آگاہ	ہے ریاض الجنان لکھا دلخواہ
دیکھے اس کو جزائے خیر خدا	سیر کر اس ریاض کا تو سدا
ہیں بھی در ذکر اہلبیت خیار	لکھا ایک نسخہ روضۃ الابرار

گل

حرملہ ابن یحیی با تمکیں	نقل کرتا ہے شافعی سے یقیں
ہاشمی والی مدینہ تھا	آہ مالک کو وہ بلا بھیجا
بلا دیتا ہے فتوی تو ہر گاہ	کیونکہ ابطال بیعت اکراہ

۷۷

بس پہ بیعت ہی سکو کر دو
مارنے تازیانے فرمایا
آہ ایسا ہوا ہے زخمی تمام
بس ہوا وہ امام ناتوان و فاتر
باندھ بیٹھا اور اسکے حاکم
شہر و دست جنبد ابی ...

گل

اور کہا شافعی نے یہ اسکا
جب ہوا کار زینبی والی تھا
کیا مالک نے سرکو اور نیب طول
کیا ہارون نے پیش اسے معزول

گل

اور قاضی عیاض اہل صفا
لکھا اس طرح در کتاب شفا

آہ

آہ مالک بن سلیمان جب / دیا مالک کو مار رنج و تعب
آہ بیہوش ہو گیا بیتاب / ہوش میں بعد آگیا یہ خطاب
رہو شاہد ای حاضر و بخدا / میں جفا ظلم اس کا بخشدیا
کہ میں رکھتا ہوں خوف یہ واللہ / ہوؤں شرمندہ از رسول اللہ
کہ کہیں اسکا کوئی قرابتدار / ہووے داخل مرے طرف سے بنار

گل

ابن جوزی کہا ای نیکو فن / یکصد و چہل و ہفت تھا جب سن
دیا مالک امام دین فتویٰ / غرض سلطان کے وہ مخالف تھا
اسلئے تازیانے وہ ستر / اسکو مروایا غصہ ہو اسیر

اُس نے بولا غصہ ہو اسیر

گل

اور مقامات میں یہ لایا ہے / جب مدینے کو ہارون آیا ہے
بھیجا مالک کو یہ پیام شتاب / کیا تالیف تو جو ایک کتاب
ہے عمل اسپہ تیرا سنتا ہوں / لا مرے پاس تاکہ میں بھی سنوں
مالک اسکو نہیں قبول کیا / اور قاصد کنیتں یہ فرمایا
علم ایسی ہے چیز اک اشرف / کہ بدل لوگ آویں اسکی طرف
علم ایسی چیز ہے ارزل / کہ طرف خلق کے وہ آوے عل
تھے اکابر جو تب مدینے کے / بحر تقدیس کے سفینے کے
یہ خبر سنکے سب ہوئے حاضر / اور کہئے غرض سب کہ ای فاخر
ہے مناسب ابھی دلا اپنی کتاب / پاس ہارون کے جا تو بشتاب

کہ وہ عالم ہے سنت و قرآن
نہ مسئلہ کی کتاب دو بیجا
بولا اگر بات ایسی ہے ہو یقین
علم کو میں نہیں کروںگا ذلیل
آپکو ہی ذلیل کرو نہیں اب
جلد پھر الیاس پیاس
پاس ہارون کے لیگیا تو جلد
بولا ہارون اسکی ای امام لطیف
میں نے قاصد کو ہی بھیجا تھا
بسکہ تو مرا خلاف کیا
بولا مالک اسی ای صاحب جاہ
ہے شرف تجکو از رسول اللہ
حارثہ ابن زید ثابت سے
سن تو تو میری خبر دیا ہے مجھے
زید بن ثابت یوں دیا ہے خبر
کہ میں لکھتا ہوں وحی پیغمبر
تھا

تھا مرے گو دمیں نبی کا سر | ہوئی نازل یہ آیت انور

لَا یَسْتَوِی الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ

ام مکتوم کا پسر آگاہ | نام نامی ہے جس کا عبداللہ
آیت پاک جب سنا ہے جب | عرض سرور سے یوں کیا ہے تب
ہے بفضل جہاد یہ آیہ | میں ہوں نابینا یا رسول اللہ
کیا کروں مجھ کو کیجیے ارشاد | تب کہا یوں رسول رب عباد
میں یہ کچھ جانتا نہیں زنہار | ابن ثابت یہاں کہا ہے یار
خشک ابھی نہیں ہوا تھا یہ قلم | ہوا بیہوش سرور عالم
بعد ازاں جبکہ ہوش میں آیا | مجکو ارشاد ہے یہ فرمایا
لکھ یہ قرآن کی آیت اکرم | غَیْرُ اُوْلِی الضَّرَرِ کیا میں قلم
دیکھ اے ہارون حرف تھا واحد | جبرئیل اور ملائک ماجد
پنج صد سال کی مسافت سے | اسقدر رنج و تعب ہیں کھینچے
مجکو کہتا ہے تو بغیر ہراس | کہ پڑھوں لا کتاب تیرے پاس
جمع حالانکہ میں کیا ہوں جاں | ہمیں کیسے حدیث اور قرآں
ہے سزاوار مجکو یہ بد ام | کہ کروں اسکا عزت و اکرام
عزت و منصب تجھے دیا ہے خدا | عزت علم پہلے تو نہ گھٹا
عزت علم تو گھٹاوے اگر | تیری عزت گھٹا دیگا داور
یہ نصیحت سنا ہے ہارون جب | متنبہ بہت ہوا ہے تب
بولا آتا ہوں میں ترے ہی گھر | اور اٹھا ہے تبھی ہے بس مضطر
ساتھ مالک کے باہر آیا جب | چاہا ہونے سوار بر مرکب

حدیث

اسکو مالک کہا کرین حق میں تیرے
ہے روایت ز نافع ابن عمر
کہ کہا یوں پیمبر واہب
ہر کوئی علم دین کا طالب
جب چلے علم سیکھنے کیلئے
تو ملک اسکے پاؤں نیچے
بچھاتے ہیں اپنے پر آکے ضرور
یہ تو اب ہے شرف بغیر قصور
لے تو اب یہ مرتبت اپنی بموت سودا
بس تو مرتبت پا سکون و وقار
چل پیادہ ہی پا سکون و وقار
گیا ہارون پیادہ ہمراہ تب
ساتھ مالک کے باکمال ادب
جبکہ مالک ہے اپنے گھر آیا
صدر مجلس میں اسکو بٹھلایا
آپ جا گھر میں غسل جلد کیا
جب تلاوت لباس بدلا لایا

عز و حرمت سے بیٹھ مسند پہ
یوں لگا کہنے وہ گرامی گہر

روایت

که زنافع سنا ہوں میں یہ خبر
اور ابن عمر پیمبر سے
کہ ہوں مخصوص جب خود ایں انام
نفع اس علم سے نہ لیں زنہار
ہے یہ ایسی کتاب ہی دانا
اذن دے تاکہ سب عوام وخواص
سن یہ ہارون اذن عام دیا
بولا ہارون کو مالک ای سمیع
اور سنا وہ یقیں ز ابن عمر
جو تواضع کریگا علم لیے
پس تو آنیچے حاضرین کیساتھ
سنکے ہارون خبر یہ جلد اٹھا
مالک آغاز تب کیا ہے کتاب
پوچھا مالک کہ ای امام ہمام
بولا نام اسکا میں موطا رکھا
بعد ہارون گیا ہی لے رخصت
نقد بھیجے انہیں پچھند دینار
وہ کیا ہے قبول نقد وہیں

اور نافع سنا زابن عمر
شہ عالم شفیع محشر سے
واسطے علم کے بغیر عوام
نا عوام وخواص بے تکرار
کوئی زاہل حدیث نیں ہے سنا
آسنیں احادیث با اخلاص
آئے اہل حدیث اور علمائے
یں سنا یہ حدیث از نافع
او ز ابن عمر نہ پیغمبر
اسکو رغبت یقیں خدا دیوے
بیٹھ علما محدثین کے ساتھ
ساتھ اہل حدیث کے بیٹھا
او ر فارغ ہوے کی بعد شتاب
کیا رکھا ہے تو اس کتاب کا نام
تو جو چہتا ہے نام رکھ اسکا
اور بھیجا ہے ہدیہ با عزت
اور بھیجے چند مرکباں رہوار
کیا واپس ہی مرکبوں کتیں

اور یہ عوام پاس نکو پیام بھیجا
کہ بہت مدتوں جہاں رکھا
ہیں کیسو اس زمیں پر زنہار
نہ پھر دوں میں جاتے ہو یچے مو او
تو تعلق ہے پوچھا ہارون مالک سے
کیا سکونت نیں مکان نا کچے
بولا مالک نہ خاص گھر ہے جو
دیا دینار تین ہزار سے
اسکو مالک نہ خرچ میں لایا
اور امانت ہے پاس اپنی رکھا
تا کہ ہارون ارادہ بغداد
جب مدینہ سے ہے کیا دلشاد
بولا مالک کو آ تو ہم ساتھ
سوی بغداد ای گرامی ذات
تاکہ تیری کتاب با توقیر
ہے جو اسکی کرونگا میں تشہیر

اور تیری کتاب پر رغبت
کہ خلافت میں اپنے جوں عثماں
اور مذہب کریں ترا ہی قبول
بولا مالک نہ کر تو ایسا کام
ہوے ملکوں میں منتشر بسیار
شرع و دیں لوگ انسی پائے ہیں
اپنی امت کا اختلاف یقیں
ہیں تو اپنے بقدر استعداد
اسمیں امکاں ہے دمبدم سے خطا
اور ترے ساتھ ہی کہو رکھہ یاد
یوں کہا ہے رسولؐ جن و بشر
لوح دل پر تو نقش کر یہ خبر

دیویں لوگوں کو لیوں ای باعزت
دیا لوگوں کو رغبت قرآں
بات مالکؓ یہہ کیا مقبول
کیونکہ صحب کرام خیر انام
گئے نشر حدیث اور اخبار
فیض ان سے بہت اٹھائے ہیں
بولا رحمت ہے اسکو سر در دیں
یہہ موطا لکھا ہوں با اسناد
مجہ سے شاید ہے دوسرا دانا
آ نہ سکتا ہو نہیں سوے بغداد

حدیث المدینة تنفی خبث الرجال کما ینفی الکیر خبث الحدید

جیسا پاک کرتا ہے پلید کو لوہے کے کوزہ آہنگر	الکیر خبث الحدید	مدینہ پاک کرتا ہے پلیدی کو آدمیوں کے

کیے دینار تو دیا ہے مجھے
جو ہے دنیا میں اور یہ دنیا
زر وہ ہاروں کے پاس بھیج دیا
ہے وہ حاضر اگر تو چاہے لے
میں نہ لوں بر مدینہ والا
ہاروں واپس کیا نہ اسکو لیا

روایت

در خواص الکتاب اپنی بلیا
آیا اک روز ہاروں مالک پاس
خاص مجلس میں اپنے بلوایا
یوں لکھا ہے امام غزالی
کرکے ہاروں بہت کچھ اسکا پاس
پڑھ یہ آیت وہ اسکے آگے گیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم
رب ادخلنی مدخل
صدق و اخرجنی
مخرج صدق واجعل
لی من لدنک سلطنا
نصیرا ۸

ہیبت و رعب ایسی کلام خدا
دل میں غالب ہوا ہی اسکے بڑا
ابو یوسف امام صدق و صفا
تھا جو شاگرد بو حنیفہ کا
پاس ہاروں کے ایک جانب بیٹھا
دوسرے طرف تھا اسکا بیٹا
پوچھا مالک سے میں کہاں بیٹھوں
تعظیم سے نہ اٹھا ہاروں
اپنے اور اپنے ابن درمیان
اسکو بٹھلایا ہی بعزت و شان

اور

اور بولا کہ کوئی تیرے سوا
اس جگہ اب تلک نہیں بیٹھا
بولا مالک کہ ای بلند نسب
شجرۂ طیبہ سے ہی تو جب
تجہ سے طیب ہی ہویگا صادر
قول غزالی کا ہوا آخر

گل

اور ہارون کے پاس ای فیروز
مالک آیا تھا باشرف یکروز
ہوی آخر دونوکی جب صحبت
کیا ہارون عرض در خدمت
کہ اگر ای امام تو ہر روز
کرے میرے مکاں کو زیب افروز
میرے فرزند مامون اور امین
سنیں تجہ سے حدیث سرور دین
تیری منت ہو ہمیہ تب ای امام
اس سے مالک سنا ہی جب کلام
بس کراہت سے اسکو ہی دیکھا
اور اسطرح اسکو فرمایا
حقنے جس چیز کو دیا رفعت
پست اس چیز کی نکر عزت
علم وہ ہے کہ اسطرف جاوے
سوے طالب نہ علم ہی آوے
ہاروں انصاف سے کہا ہمدم
حق کہا یہ سخن تو ای اکرم
آہ لغزش ہوی یہ میرے سے
کر کرم اس سے درگذر کیجے
پس وہ بیٹونکو اپنے بہو ہوس
بھیجتا تھا امام مالک پاس
دوسرے طلبہ کو اذن دیتا جب
بار دیتا تھا انکو مالک تب
اور صف میں انہیں کے بٹھلاتا
اور احادیث انکو فرماتا

خیابان ہفتم در ذکر وفات آن امام ذوالکرامات

و منامات بشارت آیات کہ بعد رحلت از اکابر مروی ہست

سن ہجری تھا یکصد و ہفتاد
اور نو سال ہی تھے ایسے نہاد
عہد ہارون میں ای نیک خصال
اور بعمر شریف نود سال
کیا رحلت امام مالک ابن انس
قدس اللہ سرہ الاقدس

گل

بولا بو القاسم بلند نسب
آہ مالک کو مرض موت تھا جب
اسکی خدمتمیں تب میں بیٹھا تھا
وار اور دی تب اسکی پاس آیا
بولا میں شیکو ایک دیکھا خواب
پوچھا کیا ہے تو کہہ مرے سے شتاب
کہا میں ایک شخص کو دیکھا
آسمان سے ہے وہ نزول کیا

اور

اور پہنا تھا وہ لباس ہرا | ہاتھ میں اسکے ایک نامہ تھا
آسمان سے زمین پر سہ بار | نشر کر اسکو یہہ کیا گفتار
کہ ہے مالک کی یہ برات بجا | اب نہ نار سقر بفضل خدا
تھے اسی بات میں ہم ای راشد | آیا ناگہہ امیر کا قاصد
اور گذارش کیا ہے یہ پیغام | کہ موذن مدینے کا ای ہمام
آجکی شب ہے خواب اک دیکھا | کیا ہے پوچھا تو تب وہ عرض کیا
تھا وہی خواب وہی بی تکرار | دار اور دی جو آکہا ای یار
خواب سر دو سنا یہ مالک جب | جلد تر فقرہ یہہ پڑھا ہے تب

اللّٰہ المستعان ما شاء اللّٰہ کان

شافعی بولتا ہے ای اکرم | کہ تھے مکے کے بیچ ساکن ہم
یوں بھی میری ایکدن بولی | کہ عجب تر یہہ خواب میں دیکھی
کہ کوئی بولتا ہے یوں آکر | جو تھا اہل زمیں میں عالم تر
آجکی شب یقیں کیا رحلت | حق کرے اسکی روح پر رحمت
جب کئے ہم حساب ای فیروز | وہی مالک کے تھا وفات کا روز

گل

یونس اسطرح سے ہی نقل کیا | کہ بشر بن بکر یہہ کہتا تھا
میں نے دیکھا یہہ خواب ای بھائی | کہ امام بزرگ اوزاعی
باگروہ کثیر از علما | ہیگا داخل بجنت الماوا
پوچھا میں اس سے ای امام ہدا | مالک ابن انس کہاں ہے دکھا
بولا ہم سے بدرجۂ اعلا | ہیگا مالک امام اہل تقا

بعد مالک کے میں نے دیکھا جب
پوچھا میں نے کیا کیا ترے رب
پوچھا میں نے ز حضرت عثمان
بولا مالک کہ تھا اک جاب
کلمہ مجکو پہنچا تھا ای ادیب
میں کیا تھا مداومت اوپر
مجکو بخشا ہے اسلیئے داور
جب جنازے کو دیکھا عثمان
کلمہ پڑھتا تھا یہی وہ بیان
سبحان الذی حی لا یموت
یمین سے اسکے حق باب عزت
کر دیا مجھ کو داخل جنت

گلشن سوم در مناقب امام

عالیشان تھا و حدیث و
قرآن با جمیع کرامات جلیلہ جمیع

کرامات

ہاشم و مطلب میں تم دو داد
اسطرح ہی اک نبی کا ہے پرداد
اور حسن ای بھائی ابتہاشم امام
ہاشمیات ہیں ہیں یہی کلام
مادر شافعی ہے ام حسن
ہی پڑ دوتی حسن کی وہ ایمن
سائب ہم مرتضیٰ بلا تکرار
ہیں خلیفہ سب برادران ای یار
سائب ابن عبید ای امجد
شافعی کا ہی جان چوتھا جد
جد سیوم ہی اسکا شافع نام
نسبت اسکی طرف ہی کہتی ہی امام
دونوں ہی اور اسکے دو اجداد
ہیں صحابہ رسول کر رکھہ یاد

گلدستہ دربیان تاریخ میلاد و مقدار

کمالات علیہ الاحسب عباسی نسب وارث علوم نبی امام ہمام محمد بن ادریس شافعی مطلبی رحمۃ اللہ علیہ درین گلشن ہفت خیابان است، خیابان اول در نام و نسب تاریخ ولادت و رحلت آن حضرت

ذو المفاخر امام مطلبی — شافعی وارث علوم نبیؐ
عامل و حافظ حدیث رسولؐ — گوہر معدن ولائے بتولؓ
علم و حکمت کے اوج کا نیر — شرف و عزت کے برج کا اختر
مولوی باقر خدا آگاہ — رحمت حق ہو اسپہ شام و پگاہ
نسب شافعی امام ہمام — یوں لکھا ہے بروضۃ الاسلام
نام اس شاہ کا محمدؐ ہے — اسم میں بھی وہ عین احمدؐ ہے
لقب اس کا ہے ناصر سنتؐ — کیوں نہو وے وہ ہادی امت
نام والد کا اس کے ہے ادریس — جو تھا فضل و شرف میں باتقدیس
ہیگا عباس اسکا والد جان — اسکا والد ہے بیگمان عثمان
والد ماجد اس کا ہے شافع — جو ہے فضل و کمال کا جامع
سائب اس کا ہے والد امجد — نہیں فضل و شرف کو اسکی حد
ہیگا صائب عبید کا فرزند — وہ ہے عبد یزید کا دلبند
از کرم انبیا کا شاہنشاہ — نام اسکا رکھا ہے عبد اللہ
ہاشم اسکا پدر رہے بے تکرار — مطلب اسکا باپ تھے ای یار
ہیگا عبد مناف کا وہ پسر — جو ہے جد رسول جن و بشر
ہے سیوم جد نبی کا عبد مناف — چار فرزند تھے اسے سن صاف
ہاشم و مطلب سیوم نوفل — چارمی عبد شمس ای کامل

فخر رازی کہا ہی نیک مزاج
تھا اوائل میں شافعی محتاج
تھا ادائے لکھنے اسکے پیسے نہیں
والیکے جب لگا کے پاس چھوڑتے ہیں
سب معلم سے اسکے بہ اجرت
پہ معلم کو اسکے جب نہیں قدرت
دے نہ سکتے تھے جب نہیں قدرت
اس لئے وہ معلم نہ زور
کرتا تعلیم میں تھا اسکو قصور
شافعی میں بڑی ذکاوت تھی
قدرت حفظ اور فراست تھی
دیکھ لڑکوں کو وہ پڑھاتا جو
یاد کرتا تھا شافعی اسکو
اور جاتا تھا جب کہیں استاد
درس لڑکوں کو وہ دلاتا یاد
جب معلم یہ حال سے جانا
منزلت شافعی کی پہچانا

اجرت

ومقدار عمر شریف وسال وفات آن گرامی صفات

اہل تاریخ متفق ہیں تمام
کہ یقیں شافعی امام ہمام

سن ہجری تھا جب صد و پنجاہ
متولد ہوا ہے اے آگاہ

اور زندہ رہا ہے چون سال
دو صد و چار سن میں پایا وصال

تھی شب جمعہ وہ اخیر رجب
روح پر اسکے ہووے رحمت رب

جمعہ کے روز بعد عصر یقیں
مصر میں اسکی ہے ہوی تدفین

سال میلاد او معلّے دان
سال ترحیل او مقدس خوان

سال میلاد شافعی المیال
سال ترحیل بوحنیفہ جان

بعضے کہتے ہیں روز فوت امام
ہوا پیدا ہے شافعی با نام

جب ہوا ہے وہ آفتاب نہاں
ہوا تابندہ یہ مہ تاباں

اور ولادت کی جا میں اسکے خوشحال
مختلف آئے ہیں کئے اقوال

قول ہے اک وہ آیۂ رحمت
ہوا پیدا بہ بلدۂ غزت

جو ہے بیت مقدس ای کامل
اس سے وہ شہر ہے بہ دو منزل

جب ہوی عمر اسکی دو سالہ
کہتے ہیں لائے اسکو در مکہ

اور وہب بولا وہ مہ روشن
ہوا طالع یقیں باوج یمن

اور لکھا بیہقی نیک سیر
ہوا طفلی میں شافعی کا پدر

بلدۂ عسقلان سے جدا اسکا
شہر مکہ میں اسکو لے آیا

درمیان عسقلان و غزت کے
ہے مسافت یہ چھ میل کی سنئے

اہی ہر دو بلد کو سر دویں
نام رکھا عروس شام یقیں

خیابان دوم
در تسلیم آن امام بمعلم وتفریغ وی از حفظ قرآن کریم در سن ہفت سالگی۔

عزہ و عسقلان ... بالعکس ... ابجری ...

سن سال
کی عمر میں
امام شافعی
حافظ قرآن
ہونا
۱۲

اجرت درس اس سے چھوڑ دیا — دل کو الفت میں اسکے جوڑ دیا
بولتا تھا نہیں حلال مجھے — اجرت درس لیوں تیرے سے
گذرے اسطور سے کئی ایام — ہفت سالہ تھا ہے جب وہ امام
ختم قرآن کیا بفضل خدا — ہو ترقی میں دمبدم وہ سدا

گل

یوں حمیدی یہہ نقل اک لایا — کہ مجھے شافعی یہہ فرمایا
کہ تھا میں اپنی ماں کے پاس یتیم — میری مادر تہی مفلسہ ای سلیم
مجکو مکتب میں ماں مری بھیجی — کچھ معلم کو دے نہ سکتی تھی
مجھ سے راضی تھا وستاد مرا — گر کسی کام کو وہ جاتا تھا
کرتا تھا وہ خلیفہ مجھکو تب — میں پڑھاتا تھا دوسروں کو سب

گل

بیہقی اسطرح کیا ہے بیاں — کہ کہا شافعی امام زماں
ختم قرآن میں کیا تھا جب — آتا مسجد کو دائما با ادب
بیٹھتا تھا بمجلس علما — مسئلہ یا حدیث جو سنتا
حفظ کرتا تھا اسکو بے وسواس — اور میسر نہ تھی مجھے قرطاس
ٹھیکریاں اور ہاڑ دانتوں کے — جمع کرتا تھا جابجا جسکے
اور لکھتا حدیث کو اسپر — بھر گئے ہیں سبھی ظروف اکثر
اور اوایل میں مجھ کو میل تھا — شعر پہ التفات تھا بسیار
اور مکے سے بادیہ کو میں آ — کئی دن صحبت ہذیل میں تہا

ادب میں تھا وہ فصیح ان میں
ایک مدت رہا میں انکے پاس
بعد مکے کو جب کیا رجعت
شعر پڑھتا ہی تب مجھے بڑی رغبت
تا کہ پایا ہوں رتبۂ برتر
شعر کے فن میں ہوگیا ماہر
ایکدن شخص اک ز آل زبیر
گذرا میرے پہ اور کہا یا خیر
یہہ فصاحت بلاغت مرغوب
ہوتی گر فقہ میں تو کیا تھا خوب
میں کہا کون شخص ہے باقی
ہووے ماہر علم کا ساقی
نام مالک زباں پہ وہ لایا
تبھی رغبت میں اپنے دل پایا

گل

اور

اور یہ شافعی دیا ہے خبر
سنا پیچھے سے اپنے اک آواز
اور دور زیر سایۂ کعبہ
سنا ایسا ہی اک ندا سو وقت
اور اک روز مسلم خالد

کہ تھا میں عقبۂ منا کے اُپر
کہ تو ہو علم فقہ سے ہمراز
میں ہی اسجا ہے پہ تھا بس تنہا
کہ پڑھوں فقہ چھوڑوں شعر کو لخت
بولا میر لیسے یونہی ای ماجد

گلدستۂ شرلفیہ

اور اسی شب کو خواب میں دیکھا
کیا ارشاد مجھ کو ای لڑکے
بولا تیری گروہ سے ہوں ٹھیک
بولا منہ کھول کھولا میں نے شتاب
بر زبان و دہان و لب میرے
اور برکت کی وہ کیا ہے دُعا
بعد اس واقعے کے مجھ سے کبھی
حُرملہ شافعی سے ہے ناقل
دیکھا اک شب رسول کو بمنام
اور وہ فارغ ہوا جب ہے زنماز
میں بھی نزدیک جا کے عرض کیا
پس نکالا ہے وہ شہ دوجہاں
اور عنایت وہیں کیا ہے مجھے
ہوا بیدار جبکہ میں ای خبیر

رویت حضرت رسول صلعم خدا
کہہ تو ہے کون سے قبیلے سے
بولا نزدیک آ گیا نزدیک
ڈالا اسمیں مبارک اپنا لعاب
وہ کلا ہے کمال رحمت سے
حق میں میرے بجوش لطف و عطا
ہی گزا اعراب میں خطا نہ ہوی
کہ مری کودکی میں ای عاقل
کہ تھا در مسجد الحرام امام
کیا تعلیم قوم کی آغاز
یا نبی اب مجھے بھی کچھ فرما
آستین سے تب اپنے اک میزان
اور کہا ہے کہ یہ واسطے تیرے
اک معبّر سے پوچھا جا تدبیر

۸۷
وہ کہا علم بن فضل نے
یاد و گیگا تو کہاں کا درج
اور تو ہو و گیگا امام امام
پیروِ سنت رسول انام
کیونکہ ہے مسجد کا وہ امام اجل
سب ائمہ سے ہے یقین افضل
اور میزان سے یہہ اشارہ ہے
کہ تو جانے حقیقت ہر شی
اور کہا ہے محمد ابن حکم
ما در شافعی جب ای اکرم
حاملہ شافعی سے جبکہ ہوی
خواب ایام حمل میں دیکھی
کہ گویا مشتری اک اسی ماہر
ہوا اسکے شکم سے ہی باہر
پائی نور اس سے اک اس آن
گیا اطراف خلق کو رخشاں

یوں کہی ہیں معبران تعبیر — کہ وہ نجے سے ہوئے فیض کثیر
یاد دینگے جا بجا خواص و عام — ہو وینگے مستفید اس سے تمام
فخر رازی لکھا ہے بولیا اے یار — کہ کہا شافعی امام خیار
مرتضی آیا خواب میں میرے — میں گیا تب مصافحہ اس سے
اپنی انگشتری نکالا وہ — اور انگلی میں میرے ڈالا دہ
بولا تعبیر اسکی میرا اچھا — کہ مبارک مصافحہ اس کا
ہوئیگا باعث اماں ز عذاب — اور ڈالا انگوٹھی جو وہ جناب
یمن سے نام اسکے تیرا نام — شہرۂ شرق و غرب ہے تمام

گلدستہ در ذکر اشیاخ کبار و اساتذۂ نامدار آن امام عالیوقار

فخر رازی کہا ہے رکھ تو یاد — شافعی کے اکابر استاد
پانچ مکی ہیں اور چھے مدنی — چار عراقی ہیں اور چار یمنی
اہل مکہ سے پہلے ہی سفیان — بن عیینہ محدث ذیشان
شافعی اسکی حق میں بولا یہ راز — وہ نہوتا تو جاتا علم حجاز
دوسرا خالد کا ہے پسر مسلم — تیسرا ہے سعید بن سالم
اور داود شیخ چارم ہے — اور عبدالمجید پنجم ہے
اور شیوخ مدینۂ اقدس — پہلا استاد مالک بن انس
اور ابن سعید انصاری — اور عبدالعزیز دارا ری
اور براہیم شیخ ہے چوتھا — بن محمد بن ابی یحیےٰ
اور محمد ہے ابن اسمٰعیل — ابن نافع ہے چھوٹا شیخ جلیل
اور شیوخ یمن رفیع مقام — پہلے مطرف ہے دوسرا ہے ہشام

اور ہے از اصحاب اوزاعی
یحیی ابن حسان اے بھائی
اور ملک عراق کے استاد
ہے وکیع ایک دوسرا حماد
تیسرا استاد اسکا اسمٰعیل
عبدوہاب چاروان یقیل
جملہ انیس ہیں گنے یہ امجاد
رحمت حق ہو تا بیوم التناد

گلدستہ در ذکر تلامیذ آنجناب کہ از وی اخذ علم دین کردہ و روایت فقہ و حدیث نمودہ اند

ہیں جو فقہ و حدیث کے راوی
یعنی شاگرد اسکے اے بھائی
ہیں بہت ان سے اول و اکمل
ہے بلا شبہ احمد حنبل

ہے

ہے عجب شافعی کی شان عظیم
ہینگے ہر دم امام اہل ادب
یعنے مالک ہی اوستاد اجل
اور شاگرد شافعی کا دوم
اور تلمیذ تیسرا ایلے قیل
اور امام ربیع ہے چوتھا
شافعی سلکے کتب کا بالتحقیق
پانچواں حرملہ بن یحیی

اسکا شاگرد و اوستاد کریم
مجتہد ہر دو صاحب مذہب
اور شاگرد احمد حنبل
ہے امام بویطی اکرم
بو براہیم ہیگا اسمٰعیل
اسکا شاگرد و خادم والا
وہی راوی ہی صاحب توفیق
بوجہ شاگرد ہی یقین اسکا

خیابان سیوم
در ترحیل آں امام جلیل زمکہ شریفہ بمدینہ منیفہ واخذ علوم اقدس از امام مالک ابن انس رح

بولتا ہی امام فخر الدین
شافعی از ائمہ بسیار
سب وہ علما میں اعظم و اقدس
شافعی بولتا ہے میں پہلے
ذکر مالک سنا دریں اثنا
اسکا شوق ملازمت بسیار
تب موطاے مالکے ہمسر
میں کیا حفظ جلد ای آگہہ
لیا خط سفارش ایک اس سے

کہ ہے رازی سے مشتہر جو یقین
استفادہ کیا ہے علم ای یار
ہے بہ تحقیق مالک ابن انس
فقہ پڑھتا تھا پاس مسلم کے
کہ ہے وہ پیشوا زمانے کا
دل میں میرے ہوا ہے لیل و نہار
مستعار ایک شخص سے لیکر
اور گیا نزد والی مکہ
نام سے والی مدینہ کے

اور بنام امام مالک ہی
لیکے خط بس کتابیں ہوا راہی
پس پہنچا کہ جو کہ حاکم تھا
اور مدینے کا خط کو پہنچایا
اس سے ملکر وہ مکتوب
جب مطالعہ کیا ہے اس اسلوب
مجھکو کہنے لگا ہے بس کی بطی
از زمین مبارک مدینہ والا
ای جوان تا مدینہ جانا ہے آسان
با مدینہ بھی جانا ہی مشکل جان
جانا مالک کے گھر ہی تک در
دیر تک وہ نہ کھولتا ہی در
کھڑے رہنا ہے منتظر در پر
چار و نا چار ساتھ وہ میرے
آیا جب نزد امام مالک کے
حلقہ در کو اسکی ہلایا جب
باہر آئی ہے اسکی باندی تب

اسکو یوں حاکم مدینہ کہا | کہ تو خواجہ سے اپنے کہدے جا
کہ کھڑا ہے امیر آ در پہ | گئی باندی یہ سنکے گہر اندر
دیر کے بعد پھر کے وہ آئی | اور زمالک پیام یہ لائی
مسئلہ گر تو پوچہتا ہی شتاب | رقعہ لکھ تا لکھوں میں اسکا جواب
یار کہے گر تو دوسری حاجت | جا تو واپس مجھے نہیں فرصت
وقت مجلس کے آ تو پاس مرے | بولا حاکم جواب یہہ سنکے
بول جاکر کہ والی مکہ | بھیجا ہے نام سے ترے رقعہ
ہے مہم ضرور تیرے سے | گئی باندی یہہ بات بہی سنکے
کرسی اک لا رکہی ہی وہ باہر | بعد آیا وہ قدوہ فاخر
تھا معمر وہ پیر مرد جلیل | اور تھا قد پاک اسکا طویل
تھے مہابت سے سر بسر آثار | ریش سے اسکی ظاہری ہشیار
کرسی اوپر وہ آکے بیٹھا جب | خط دیا والی مدینہ تب
کہول مکتوب کو وہ پڑہنے لگا | جب یہ فقرہ یہ آکے ہی پہنچا

اِنَّ مُحَمَّدَ بْنَ اِدْرِیسَ رَجُلٌ شَرِیفٌ مِنْ اَمْرِہٖ
وَحَالِہٖ کَذَا فَتَحَدِّثْہُ وَتَفْعَلْ وَتَصْنَعْ

آیا فقرہ یہہ پڑہتے ہی تو غضب | خط وہ ڈالا وہیں زمیں پر تب
بولا تسبیح پڑھ وہ با عزت | آہ علم رسول کی نوبت
پہنچی اس حد تلک کہ لوگ آگے | طلب اسکو کریں وسیلوں سے
سنکے حاکم ہوا ہے یہ مبہوت | لب کہولا وہیں کیا ہی سکوت
میں کہا ای امام دین نبی | کہ ہوں میں ایک مرد مطلبی
سن کرم سے یہ ہے مرا احوال | سنا تفصیل سے وہ با اجلال

ایک ساعت میں سراپا دیکہا
اور فراست سے اپنے وہ سمجہا
اور پوچہا کہ کیا ہے ترا نام
میں محمد کہا ہے میرا نام
وہ کہا مجکو ای محمد اب
حق تعالی سے ڈر تو روز و شب
اور پرہیز کر گناہوں سے
اُمت شاہ انبیا میں تجہے
دیکہا شان عظیم رب غفور
قلب میں تیرے آویگا اک نور
معصیت سے وہ نور کو نہ بجہا
رہ ہمیشہ بطاعت و تقوی
میں موطا کتاب کا پڑہنا
کر دیا تب شروع ای دانا
سنکے وہ حسن قرات و اعراب
متعجب ہوا وہ نیک نصاب

قصہ

قصہ کوتاہ جب کیا آغاز — درس میں اس کتاب کا بہ نیاز
جب سبق بس کروں میں جیسا تھا — ہو وہ شائق بہت سماعت کا
بولتا تھا کہ اور زیادہ کر — پڑھتا تھا اور ہو گئی خوشتر
تاکہ گذری ہیں تھوڑی ہی ایام — میں کیا ہو کتاب کو وہ تمام
جبتلک وہ امام زندہ تھا — میں مدینے میں ہی مقیم رہا
اور میں اس سے جا کی جبکہ ملا — عمر تھی میری سیزدہ سالہ

خیابان چہارم در ذکر حدیث صحیح کہ در شان آن فخر الماجد وارد است و بیان بعض فضائل و مناقب آن والا مرتبت

یہہ حدیث صحیح خیر انام — لایا آگاہ بہ وضۃ الاسلام
ہے خبر اک صحیح و بس اشہر — جسکی ہے معتبر کتب میں خبر
کہ کہا یوں نبی کہ ای مردم — کبھو آگے قریش کو ہی تم
مت بڑھو آگے انکی تم ہرگز — ہونا آگے انہوں کی نہیں جائز
اس سبب سے کہ انکا اک عالم — جسکے فضل و شرف میں نہیں کچھ کم
کریگا علم بیچ ہو مشہور — طبقات زمیں کو علم سے پور
یوں کہا ہے امام دیں احمد — نیں فضائل کو جسکی ہے کچھ حد
اور ابن معین یحیی تام — اور اسیطرح سے بہت اعلام
کہ بلا شک وہ عالم با زین — شافعی ہی نہیں کچھ اسمیں مین
یہہ حدیث اس ہمیں پو صادق ہی — اسکے مضمون کا وہ لائق ہے
قرشی کوئی علم سے بے ریب — نہ بھرا یوں زمیں کا دامن و جیب
یہہ خبر ہے صحیح بے تکرار — منکر اسکا کہیگا جہل آثار

جب کہ موضوع اسکو بولا ہے
دفتر اپنے حسد کا کھولا ہے
وہ ... اسکی ہوویں بے کم و بیش
ہے طرق انکی ہیں بطیب العیش
سب وہ مشہور ہیں وظاہر ہے
جامع علم باطن و ظاہر
تشنہ ... انکا بہ فاخر
شیخ عرفان محمد ابن حکیم
ترمذی سے جو ہے علم و فہیم
تابعین وہ وسیع مشرب ہے
تھا پابند کوئی مذہب
بولا آخر میں با خضوع و خشوع
کیا ہے ... انبیا کی رجوع
واقعے بیچ اسکو دیکھا ہیں
اور اسطرح ... بوجہیا ہیں
شرع میں ... تربیت ہو مجتہد
گذرے ہیں ای شفیع ہر دو جہاں
کس

کسکا مذہب میں اختیار کروں
قول یہ اسکو نت من اپنا دہروں

مجکو ارشاد تب کیا سالار
مذہب شافعی کو کر مختار

یعنی بیشک وہ مذہب منصور
میری سنت سے ہو گیا ہے پور

یونہی تاج انام راس کرام
ہے لقب جسکا حجۃ الاسلام

جسکو احیای دیں ہیں جد ہے
قرن خامس کا جو مجدد ہے

فخر دوراں امام غزالی
جسکا عرفاں میں رتبہ ہے عالی

قوت علم سے بوجہ سدید
چاہا کرنے کو اجتہاد جدید

استخارہ کیا بذوق و خشوع
یعنی ختم رسل طرف ہو رجوع

دیکھا ہے خواب میں کہ وہ سرور
بیٹھا ہے ایک قصر خاص اندر

چار دروازے ہیں لگے اسکی تمام
بیٹھا ہے ہر در او پر ایک امام

متوقف ہوا ہے وہ آن
کہ کدہر سے میں جاؤں یا رب ہاں

ایسے میں جان انبیا کا مراد
اسکیتیں اسطرح کیا ارشاد

ہے محمد جدہر ادہر جاوے
اسکے در سے ہمر طرف آوے

دیکھا یہ خواب جب وہ با اجلال
ہو یا ہے دل سے اپنے تب وہ خیال

مذہب شافعی لیا فی الحال
اور یہ بیتیں کہا وہ فرخ فال

اِنَّ الْمَذَاهِبَ خَيْرُهَا وَاَصَحُّهَا
مَا قَالَهُ خَيْرُ الْاَنَامِ الشَّافِعِي

فَاخْتَرْتُ مَذْهَبَهُ وَقُلْتُ بِقَوْلِهِ
وَاجْعَلْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شَافِعِي

یعنی بیشبہ خیر مذہب ہا
اور صافی ترین مشرب ہا

مذہب شافعی ہے بی کم و کاست
جو ہے خیر الانام نیک صفات

اسکا مذہب میں اختیار کیا
اسکے قولوں سے میں نے بہرہ لیا

اور اس شاہ دیں کو روز جزا
میں نے اپنا شفیع گردانا

پس کہ بنایا ہے وہ کبھی کیبار شافعیہ کا جس پر ہے مدار وہ کتب ام ہیں پر زینت و زین ہے بنایا یہ مذہب میں حجت محققین اور لکھے ہیں کتب میں کہ محقق کہ جب آیا شہاب ابن بلیق پیشوا ہے جو راہ عرفاں میں مشتہر ہے جو کشف و جلد الطف جانب حضرت عطاء اللہ علم و عرفان میں ہے جو عالیجاہ شاذلی سے ہوا ہے جسکا سمر مذہب مالکی سے تھا شہر بولا اسکو کہ ای فخار جہاں کیا چھپتا ہو تمہیں سلوک لیلی ہو ولیکن ہیں شافعی مذہب ہے مراد دل بنا وہ یہ مشرب ہے

[illegible]

ہے محبت مجھے امام کیساتھ
گر تو چھوڑے مجھے یہ ہے باپ
وہ کہا واعجب یہ کیا ہے خیال
تجکو مذہب ترا مبارک ہو
کہا میرے سے شیخ پاک انفاس
میں سنا اپنے شیخ سے اکبار
شاذلی سے جو ہو گیا ہے شہیر
شافعی نین کیا ہے جگ سے گذار
اور لکھے ہیں شیخ متبولی
ایسا بیدار بخت تھا وہ امام
حضرت سید رسل کے تئیں
بولتا ہے کہ حضرت خاتم
سید احمد کیساتھ بھائی بنا
اور کہا مجکو یوں حبیب کریم
مصر میں گر کوئی ولی نفیس
سید احمد سے افضل و اعلا
سن تو ای یار مصر میں مدفون
باوجود اسکے انبیا کا رئیس
گرچہ ذوالنون کا تھا بڑا پایہ
سید الطائفہ ابو القاسم
نام جسکا جنید ہے ای یار

عشق میں اسکی محو ہوں ذرات
رہوں خدمت میں تیری شام و سحر
کیوں ہوا تجکو یہ گمان محال
کہتا ہوں فائدہ میں ایک سنو
پیر میرا جو ہے ابو العباس
بو الحسن تاج اصفیای کبار
جسکا دیکھا نہیں زمانہ نظیر
جبتلک نہیں ہوا ہے قطب مدار
حد سے باہر ہے جسکی مقبولی
کہ بہ بیداری دکھتا تھا مدام
کیا کہوں اسکی اس مقام کو میں
کر دیا تھا مجھے بلطف و کرم
جو ہے بدوی سے مشتہر ہر جا
سنو اس رمز کو ای ابراہیم
ہوتا بعدِ محمدِ ادریس
تجکو میں بھائی اسکا کر دیتا
تھے اکابر میں جیسے اک ذوالنون
بولا بعدِ محمد ادریس
پن وہ رتبہ نہ اسکا ہے پایا
جو تصوف میں تھا بڑا عالم
صوفیہ کا جسے کہے سردار

یوں کہا ہے حسن زعفرانی نے بھی
جو تھا ظاہر و بطون امام
تھا منور بنور سے وہ ہمہ حال
تھا ہمیشہ خدا سے اسکا اشتغال
شفقت سے یہ اسکا ورد زبان
یوں کیا نصح وہ امام امین
وار دنیا کو پائداری نہیں
ہے گذر اس گھر میں غیر خواری نہیں
ہیں عمارات اسکی سب ویران
زائر قبر اسکے سب ہیں پریشان
ہے پراگندہ اسکی جمعیت
دولت اسکی ہے نکبت و کلفت
ہیں زیادات اسکی محض کمی
خوش وہائی ہے اسکی عین غمی
بس تو ہو حق سے راضی و شاغل
رہتا دار سعو اپنا کر حاصل
دار

امام ہمام کی کشیدہ مصیبت و مکالمہ وی با ہارون رشید

نقل ہے شافعی امام زمن
جبکہ رونق فزا ہوا یمن
اور وہاں الکی عملی پہ تھا مامور
تھا وہاں دافع فساد و شرور
حاسدان لیکے حسد اسپر
اہل یمن تھے اہل اعتزال اکثر
اندنوں یحیی ابن عبد اللہ
بن حسن بن علی ولی اللہ
اور سادات اسکی چند صحاب
وہاں کئے تھے خروج کا اسباب
انسے ہارون بہت مشوش تھا
ایک حاسد یمن سے اسکو لکھا
کہ جوان اک محمد ادریس
شافعی

دار فانی کو چھوڑ دے ای یار — دار باقی اپہ کر اپنا مدار
یہاں ترا عیش ظل زایل ہے — جینا تیرا جدار بابل ہے
روز و شب کر مداومت بعمل — اور کوتاہ کر دے اپنی امل
اس طریقے میں ایسے اسکے نکات — اور معارف میں اسکی سب کلمات
ہینگے از بس لطیف و شور انگیز — اور ہیں سب صوفیہ کے دست آویز
بسط چہتا ہے یہ بیان نحوہ — یہہ رسالہ تو ہے بہت کوتاہ
ورجن کیلئے یہ ہے منظوم — ان کو کیا کر سکینگے وہ مفہوم
اور مقامات اسکے ہیں بیحد — اور کرامات اسکے ہیں بیعد
تھا سب اخلاق نیک وہ اکرم — مظہر خلق حضرت خاتم
جو تھے اسوقت اکابر اعلام — اوستاد اسکو جانتے تھے تمام
احمد حنبل آں امام ہمام — جسکو صدیقیت میں ہے گا مقام
سر در ہر دو کون لکھے اخبار — جسکو تھی یاد سنت اک ای یار
باوجود اس علوم و تقوی کے — زین پوش اسکا دوش پر لیکے
دوڑتا تھا رکاب میں اسکے — بہت رکھتا تھا اعتقاد اسسے
محو تھا اسکی وہ محبت میں — تر زباں تھا اسکی مدحت میں
یحیی بولا کہ کیا ہوا تجہ کو — کہ با ایں علم و فضل زہد کی تو
شافعی کے رکاب میں چلتا — اسکو وہ مقتدا جواب دیا
تجکو بہی شوق علم گر ہوتا — اسکی خدمتمیں عمر کو کہوتا

خیابان پنجم

در خروج آں مقتدا ے زمن بسوے یمن پس مقید شدنش از آنجا بہ حسد حساد و رفتن وی بہ بغداد و بیاں مصائب شدیدہ کہ

شافعی نام صاحب تقدیس — ہے وہ سادات میں شریک یہاں
اسکی تیغ زباں لطیف بیان — کرتی ہے بے نیام ایسا کام
تیغ براں کرے نہ ویسا کام — اگر تو چاہے حجاز کی دولت
کہ ہو باقی ترے یہ باشوکت

جلد اسکو بلا تو اپنے پاس — ہارون سنتے ہی یہ خبر ہراس
سب وہ سادات شافعی کہتیں — قید کر کے بلایا جلد وہیں
بولتا ہے وہ قدوۂ آفاق — جب ہمیں لے چلے ہیں سوے عراق
ہمکو ایسا کئے تھے قید شدید — نہیں آرام کچھ دئے ہیں عنید
ناخن و موے و سر تراشی کی — ہمکو رخصت نہیں دئے وہ کبھی
صد و ہشتاد و چار وان تہا سن — ماہ شعبان کا تھا وہ روشن
جاکے ہم جبکہ پہنچے ہیں بغداد — نیم شب گذری یہ وہ اہل عناد
ہمسے وہیں دیں کو پاس ہارون کی — قید خانے سے لیجے جاتی تھے
بیٹھ ہارون از پس پردہ — بات اک اک کر کی خاطر خواہ
حکم کرتا تھا قتل کے ان کا — آہ جلاد قتل کرتا تھا
ہارون اور بھائی انکا بالتخصیص — قتل سادات پر بہت تھو حریص
پہنچی جب میری قتل کی نوبت — کر دیا حکم وہ بھی باسرعت
میں کہا عجز سے اُسے ای امیر — کر مرے قتل میں ذری تاخیر
مجھ پہ تہمت کئی ہیں یہ باطل — میں نہیں ہوں یہ قوم میں داخل
میں نہیں تیرے پہ خروج کیا — نہیں تیرسے انحراف لیا
سنکے ہارون بات یہ باغور — بھیجا زندان میں مجھی فی الفور
چغلی پھر لوگ جب کئی ای یار — پھر بلایا ہے مجکو دوسرے بار

میں کہا اے امیر اہل وفا
ہے سنا ہو نہیں یہ خبر
بالتقوا ہے ... کا ہے ترت
جب ہے اپنی قوم سر
نہیں کھتا ہی قتل تو جانتہ
اور کرتا ہے انکا عذر قبول
وہ کہا ہاں یہ ہے امر معمول
لیکہ صاحب ہے تو اتہام سے
ہے بغاوت سے کیا ہی جدا
اور ہو لوگ تیرے اسکے تابعدار
اور تو تھا ہیں اگر وہ کا سردار
عذر باقی ہے کیا ترا پھر اب
میں جواب اسکا یوں دیا ہے تب
تو ہی لایا ہے مجھی سخن سے فصیح
اب ہیں کرتا ہوں تیرا بات نصیح
لیکہ نہ خبر کا مجھ پہ بار گراں
متعذر ہوں اپنی تو جان

ہارون

اور توریت آئی موسیٰ پر
اور انجیل آئی عیسیٰ پر
آئی داؤد پر زبور ہاں
سید المرسلین پہ قرآن
جامع ان چار قرآن ہے
کہ محمد مبلغ آن ست
بولا ہارون بیان یہ سن اسکو
خوب تفصیل ہے کیا ہے تو
ہے لیکن میرا سوال از قرآن
جو ہے نازل بسید الکون
تب کہا شافعی امام کبیر
کہ ہیں قرآن کے علوم کثیر
کس سے ہے تیرا سوال ہے بتفصیل
ناسخ و منسوخ یا کہ از تاویل[لہ]

ہاروں اپنے غلام کو بولا — تب وہ زنجیر جلد آ کھولا
ہیں کہا ای امیر دانشمند — کیا نہ رکھتا ہے کام تو پسند
ماننی خارجی کے زیر علم — ہیں کبھی اور مومناں نہوں قائم
ہوویں زیر لوائے ابن حسن — نام عبد اللہ جبکا ہے روشن
ہاروں تکیہ لگا جو بیٹھا تھا — بات سنتے ہی یہ ہوا سیدھا
بولا زیر لوائے آل رسول — رہنا بہتر ہے اور ہے مقبول
رہنے سے خارجی کے زیر لوا — ہے بلا شبہ افضل و اعلا
پرسنا ہوں کہ ہے ترا یہ کلام — کہ ائمہ قریشیاں ہیں تمام
کیا ہے اس قول پر تری حجت — تب پڑھا شافعی ہے یہ آیت

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ[لہ]

حاشا اللہ یہ نہیں نے کہا — جھوٹھ بولا ہے کوئی تجھ سے آ
نقل ہے جب سنا ہے یہ ہارون — ہوا خاطر کو اسکی چین و سکون
ہیں امام ہمام کی عزت — جاکی اسکی دلمیں بالعزت
پاس اپنے اسے بلایا ہے — اور تعظیم سے بٹھایا ہے
اسکو پوچھا کہ در کتاب اللہ — علم کتنا ہے تیرا ای آگہ
شافعی یوں دیا ہے اسکو جواب — حق کے ہیں ایکسو چہار کتاب
چار انمیں کتاب ہیں اکبر — اور ہیں باقی صحائف اصغر
آئے ہیں دس صحفے آدم پہ — اور پچاس پہ شیث پیغمبر
تیس ادریس پر ہیں اکرم — اور دس آئے ہیں پہ ابراہیم

لہ رح پھیر نا آیت کا طرف انسے معنی کے کہ ہیں کے قریب و بعید کے مطابق ہو اور یہ آیت

لہ یعنی اے ایمان والو اگر آوے تمہارے پاس [illegible] تحقیق [illegible] ۱۲

آیت اس معنی کی متحمل بھی ہو اور وہ معنی کتاب و سنت کا مخالف نہووے طریق استنباط سے ۱۱

یا ز متشابہات قرآنی	یا ہے از محکمات قرآنی

متشابہات وہ آیات ہیں جو متحمل دو معنی کے ہوویں سبب سے احتمال رجوع ضمیر طرف دو مرجع کے یا شرکت رکھنے سے کلمے کے دو معنی میں ۱۲ محکمات وہ آیات ہیں کہ عربی لغات جاننے والا اُن آیات سے ایک ہی معنی سمجھے ۱۲ منہ

یا ز منسوخ یا ہے از ناسخ	حکم جسکا دوام ہے راسخ

منسوخ وہ آیات ہیں جس کا حکم باطل ہو ۱۲ ناسخ وہ آیت ہے کہ کوئی آیت کے معنی کو باطل کرنے والی ہو ۱۲ منہ

جسکی منسوخ یا تلاوت ہے	حکم اس کا مگر سلامت ہے

منسوخ التلاوت یعنے تلاوت جسکی منسوخ ہوگئی جیسا الشیخ والشیخۃ اذا زنیا ۱۲

یا تلاوت ہے اسکی ثابت اب یا جو ضرب المثال حق لایا	حکم اسکا مگر اٹھا یا رب یا جو چیزوں کو اعتبار کیا

جیسا کمثل الحیوٰۃ الدنیا یا کمثل العنکبوت وغیرہ ۱۲ جیسا اِنَّ فِی ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّمَنْ یَّخْشٰی فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَار

یاد یا ہے جو خالق کرتار یا نہ مکیّہ یا ز مدنیّہ	حال شیں بیں سے اخبار لیلیّہ بولوں یا نہاریّہ

جیسا سورۂ بنی اسرائیل کے میں نازل ہوا سوائے اسکے .. اور چند سورے ۱۲ یعنے وہ آیات جو مدینہ میں نازل ہوے ۱۲ یعنے جو آیات کہ رات کو نازل ہوے ۱۲ یعنے وہ آیات جو دن کو نازل ہوے ۱۲

یا سفریّہ یا ز حضریّہ	یا ز تنسیق وصفائی آگہہ

یعنے وہ آیات جو سفر میں نازل ہو ۱۲ جیسا اللہ اپنے وصف میں فرمایا ہو اللہ الخالق الباری ۱۲ یا بدون کے وصف میں جیسا عتل بعد ذلک زنیم ۱۲ یا نیک کاروں کے وصف میں فرمایا جیسا قد افلح المومنون الذین ہم فی صلوتہم خاشعون ۱۲ منہ

یا ز تنسیق سور لولدی
یا کہ اعراب و وجوہ کہیں
یعنے سورے آیتیں یا حرف ہیں
تعداد کلمات ہے یا آیات وغیرہ
یا وجوہ معانی اور لغت
یا وجوہ اسکے مختلف قرأت
یا کہوں اب کہ کون سا تعداد
یا کہ آیات کا کروں سا زیاد
یا کہ حرفوں کا غیر کمی و زیاد
یا کہ حرفوں کا قرآن وہ عالیشان
یوں ہی پانچ علم بیان
یہ لغو سب جو تھے ہیں سو تمہید
اور بھی ہیں سراجی کا اظہار
بولا ہارون سبکی سو و لیشاد
اور کہا ہے یہ سب یاد
کون اتنی علوم سبھی یاد
حفظ قرآن کا یقین ہوا
ہاں بلا ریب ہاں سبکو سنا
جانیں اتنے علوم جو یکمال
پھر کیا شافعی نے ہی سوال

کتنے ہیں فاتحہ کے حرف تمام
کیا تو بسم اللہ ای نکو آئین
نہیں بولا کہا وہ با تقدیس
ہارون یہ سنکے تب جھکایا سر
کیا تعداد بیں وہ حرفوں کا
اور بولا ہے تجکو شان عظیم
بعد پوچھا ای زبدۂ امت
سنکے یہ بات وہ رفیع جناب
وہ احادیث جانتا ہو نہیں
ترک اس چیز کا یقین ہرگز
اور بوجہ حظر جو آئی چیز
آئی جو وجہ خاص پر بالغیر
اور جسکا خروج کر معلوم
غیر بھی اسمیں ہے وہ داخل
اور جواب سوال سایل ہیں
غیر کتنی بھی اسکا استعمال
از روی عام علوم سے جو شئی
اور جس چیز پر کیا ہی عمل
اقتدا اسکا دوسروں کے تئیں
اور خصیصہ ہے جو پیمبر کا
کہا ہارون سنکی یہ ای لبیب

یوں دیا تب جواب اسکو امام
اسکے آیات ہیں گنو یا نہیں
تو ہیں حرف اسکی کسو لکھائیں
ہاتھ کھینچا ہی آستین اندر
بے کم و بیش گنتے ہی پایا
در علوم کتاب رب کریم
علم کتنا ہے تیرا در سنت
جلد کر اسطرح دیا ہے جواب
وجہ ایجاب پر جو آئے ہیں
یاد رکھ تو کبھو نہیں جائز
نقل اسکا روا نہیں ای عزیز
نہیں جائز ہے اسمیں شرکت علم
ہووے بی شبہ و شک بوجہ عموم
غور اسباب ہیں کر ای عاقل
نکلی جو چیز یاد رکھ دل میں
نہیں جائز ہے ای نکو خصال
سینۂ مصطفےٰ میں آئی ہے
شاہ کو نہیں امت مرسل
پہنچتا ہے بغیر شبہ یقیں
غیر کو پیروی نہیں ہے روا
دیا سنت کو تو عجیب ترتیب

اور ان کو کیا ہے جز کو
خاص اسکو لگایا نہیں کبھی کہا
شافعی بولا ہم بعض فدا
پیمبر اور سارے لوگ پر جو کہا
ہمکو اور تجکو یہ شرف بعطول
حقتعالی دیا بجاہ رسول
پوچھا ہارون اسکو تیرا علم
عربیت میں کیسا ای با علم
شافعی تب اسے کہا ای جان
وہ ہمارا تو خاص ہے میدان
اسمیں ہے ہمکو سبقت و تقدیم
اسپہ شاہد ہے یہ کلام کریم
قال اللہ تعالیٰ وما ارسلنا
من رسول الا بلسان قومہ
بس ہمی تو ہوئے قوم نبی داخل
ہے فضیلت یہ قوم کو حاصل
اصل

اصل محکم ہے وہ ڈالیاں اونچے
بولا ہارون ہو بہت خورم
پوچھا پھر علم شعر کیسا وہ
جاہلیت میں اور در اسلام
اور جو گذرے مولدین تمام
پوچھا ہارون ای امام ہمام
شافعی یوں دیا جواب اسکو
یا کہ پوچھے معاملات کو تو
یا عتاق و محاربات و عقول
کہوں بیع و شرا و یا کہ دیات (خون بہا)
اور پوچھا ہے جب ز علم نجوم
نجم سائر بھی اور فلک دائر
جانتا ہوں منازل نسر یا
اور سعود و نحوس اور ہیات (نحسیں)
اور میں جانتا ہوں وے چیزیں (ستارہ گانی)
اور جس سے فصول کے احوال
اور جس سے نماز کے اوقات
اور چیزیں جو ہیں لگے اسکو مثال
بھی کیا ہے وہ عرض در خدمت
وہ کہا کیا کروں میں اسکا بیان
بعد پوچھا طبابت و حکمت

اصل تو او ہیں فرع ہم اسکے
بارک اللہ فیک ای اکرم
اسکے انواع سب سنایا وہ
جو ہوے شاعران شہیر انام
جانتا ہوں نہیں سارے یہہ اقسام
علم کیسا ہے تیرا در احکام
کیا عبادات پوچہتا ہے تو
یا کہ پوچھے مناکحات کو تو
فقہ کے ہے کتب سے جنکا حصول
یا کہوں اشربہ و مطعومات
شافعی بولا ہے مجھے معلوم
قطب ثابت ہے بھی ہیں ہر
استقامت رجوع خوش آئیں
اور طبائع ہے بھی انکے تاثیرات
ابتدا جس سے بحر و بر میں کریں
جانیں اور لاویں اسپہ استدلال
بوجھے جاتی ہیں دن ہے یا رات
جانتا ہوں مفصل و اجمال
کسقدر جانتا ہے تو علم لغت
وہ تو ہے سربسر ہماری زبان
وہ دیا یوں جواب بارعت

جو کچھ لکھے ہیں حکیم سب جب
کہ جو ہیں مصر کے طبیبان جو
اور یونانیان کے اور جالینوس
مثل بقراط اور بطلیموس
اور سقراط اور ... ہیں لکھے
جو کہ اپنی کتب میں ہیں بھی
اور اطبائے عرب نے بھی جو بھی
ہند کے بھی فلاسفہ اشہر
اور حکما نے فرس اہل خبر
سب کتب میں اپنی بیان
جو کچھ ہیں لکھے ہنوز زبان
وہ مجھے یاد ہے بخوبی سب
پوچھا ہارون پھر بتعجب
علم انساب کسقدر ہے تجھے
بولا میں جانتا ہوں سب اقوام
اور انساب جانتا ہوں کرام
ہے ادنی میں بیجا انساب تیرا
اور ایسی میں ہی ہاں انساب میرا

بعض ازیں گاہ خواں ہوا وہ غدار
شافعی نے کہا پکار پکار
ای جواں پند و موعظت سے ابھی
کر نظر رقت امیر اور یہ
آج اسکو بہت رلایا تو
دیکھ غصے سے شافعی ان کو
بولا ای اہل ظلم کے اعوان
ای ائمہ کے دشمن نادان
جانتو دنیا ہے دار فانی ہے
ہرگز اسکو نہ جاودانی ہے
اسکے لذات بیوفا کیسا
پیچھے اپنے نفوس کے ہیہات
رنج عقبی کیئے خرید اسکا
کیا ہے لوگوں کو ظلم [illegible]
جو کچھ اسکی [illegible]

ترے اجداد اور مرے اجداد — وہی انساب سے ہیں نیک نہاد
جبکہ ہاروں نے یہ سنا ہی بیان — جان و دل سے بہت ہوا شاداں
وہ جو تکیہ لگا کے بیٹھا تھا — جوش فرحت سے راست ہو بیٹھا
اور کہا ای محمد ادریس — جانا ہے تو عجب علوم نفیس
خوش ہوا دل مرا بیان سے ترے — تو معظم ہوا نظر میں مرے
جلد اب کچھ مجھے نصیحت کر — تا مرے دل میں اسکا ہووے اثر
ہووے ظاہر تری فصاحت اب — لوگ حاصل کریں افادت اب
موعظت میں وہ تب زباں کھولا — یوں جواہر سے پند کے رولا
چھوڑ دے اپنی حشمت و ہیبت — اور تواضع کی کر قبول صفت
دوش سے اپنے کبر کی چادر — ڈالدے عجز لے بشام و سحر
روبرو اپنے رب کے تو بہ یقیں — جان اپنی کو عاجز و مسکین
ہے اسکے طرف ترا جانا — ایکدن یاد رکھ یہ ای دانا
خوف و خشیت اسیکی رکھ دلمیں — اسکو ہی یاد کر تو تل تل میں
جو کہ اسبات پر رکھیگا نظر — کہ موکل خدا کا اک اسپیر
ہے نگہباں یقیں صباح و مسا — کرے لازم وہ آپ پر تقوی
پاس حضرت کے جبرئیل امین — ایکدن آکے یوں کہا کہ یقین

یا محمد عش ما شئت فانک میت واحبب ما شئت فانک مفارقه واعمل ما شئت فانک مجزی به

کہی سخن ایسے ہی نصیحت کے — بس فصاحت سے اور بلاغت سے
از رہ اختصار اور ایجاز — یوں کیا ہے بیاں وہ با انداز
جب سنے بادشاہ بیقرار ہوا — درد و رقت سے اشکبار ہوا

امتحان ان سے ہاں کیا تھا رب
چھوڑا اپنے نشیمن اور قصور
آخرت میں حساب باقی ہے
بعد ہارون کو کہا ای امیر
کہ تجھے آخرت میں ہووے نجات
سن یہ ہارون بہت ہسو وگران
اور بولا کہ ای بن ادریس
تو چلایا جو ہے یہہ تیغ زباں
بولا یہ تیغ تو قبولے اگر
ورنہ یہ تیغ ہے تری یہ جان
ہارون اس پند سے ہو متاثر
ایک ساعت کی بعد باعزت
بعد آتا تھا پھر کے جب وہ امام
بعد چاہا کہ دیوی اسکو قضا
پوچھا ہے اور کچھ تجھے حاجت
کہ بقدر کفاف جو ہے یقیں
ہارون اسبات کو قبول کیا
اور پنجاہ ہزار درہم تب
اپنے گھر آتے تک وہ بابرکات
سنکے ہارون اس خبر کو کہا
اتباع نبی ص نہ ترک کئے

ہو گیا خود وہ ناگہاں وہ سب
بس تہ خاک ہو گئی مقبور
اور رنج و عقاب باقی ہے
آج کر لے تو ایسی کچھ تدبیر
اور بچاوے عذاب کے آفات
رو دیا ہے بلند کر آواز
ای دُرِ بحر عزت و تقدیس
تیغ براں سے تیز ہے وہ عیاں
پاوے اس تیغ سے ہی فتح و ظفر
نفع نا دیوے بلکہ دیوے زیان
دیر تک اپنا تھا جھکایا سر
شافعی کو دیا ہے وہ رخصت
کرتا تھا اسکا وہ بہت اکرام
عذر کر شافعی کیا ہے ! با
یوں کہا وہ امام ذی عزت
مصر میں بس ہے میں ہونگا ہیں
اور رخصت خوشی سی اسکو دیا
شافعی کو دیا بفرح و طرب
سب دراہم وہ کر دیا خیرات
کہ بنی مطلب بجود و سخا
جود و بخشش کا داد لوائے

بیان ... نشیمن ...
... عطا
... سی
الٰہی ...

یہہ روایت حمیدی کی لایا ہے
شافعی جب مکہ آیا ہے
لیتے صنعا سے ای ... کو وار
دس ہزار اسکے پاس ...
خیمے میں شہر کے ...
اترا تھا خیمہ ... وہ ...
لوگ آتے تھے اسکے پاس ...
ان کو دیتا تھا وہ بلا ...
وہ زلال نوال کا ساقی
ہوا ایسا نہ کچھ رہا باقی

حکایت

...

اور دینا کئی یوں جم بو دور / شافعی تھا نہ بھی خوش طور
بخت الوان نعمت ای مانند / جانی ہو کئیں ۳۰ ر ۱۰ ر ۲ ر ۱
بیش قیمت سی پکوا کر کے خرید / اسکو کرتا تھا اسطرح تاکید
اپنے اصحاب کو جو ہوں مرغوب / وہ پکا کر کھلاؤ انکو خوب
پس وہ کرتے تھے جو کہ فرمائش / وہ کھلاتی پکا کے بر خواہش
اس سے ہوتا تھا شافعی مسرور / اس سے راضی رہے خدای غفور

حکایت

تھا محمد جو ابن عبد اللہ / اسطرح بولتا ہے ای آگاہ

مجکو بولا وے چار اسے دینار / کر کے میرے سے معذرت بسیار
ایکدن ہو سوار مرکب پہ / کرتا تھا رہ سے وہ امام گذر
ہاتھ سے اسکے تازیانہ گرا / ایک لڑکا اٹھایا اسکو آ
پاک کر آستیں سے گرد و غبار / ہاتھ اسکو دیا کہ ای ہشیار
کہا اپنے غلام کو وہ امام / دے ترے پاس جو کہ ہووے دام
سات دینار پاس اسکی تھے / وہ دیا جلد تر نکال اسے
اور اکدن وہ فخر اہل سخا / مسجد مصر سے نکل آیا
ٹوٹی تب اسکی بغل کی ہے ڈوال / سی دیا شخص اک کسی فی الحال
شافعی تب ربیع سے پوچھا / کہہ ترے پاس مال اب ہے کیا
کہا کہتا ہوں سات ہی دینار / وہ دلایا تبھی اسے ای یار

حکایت

ایک درزی قمیص اسکا سیا / قدر قامت نہ اسکا جانا تھا
آستیں سیدہی اسکی تنگ کیا / آستیں دونوں ہی کشادہ کہا
لوگ کرنے لگے ملامت اسے / یوں کہا شافعیؒ نے فرحت سے
آستیں تنگ جو رکھا ہے ایک / ہے یقیں وہ وضو کیا طرز نیک
آستیں جو رکھا کشادہ دگر / اسمیں رکھنی کتاب ہے بہتر
دیوے مجکو جزائے خیر خدا / قاصد آیا تبھی ہے سلطان کا
لایا تھا دس ہزار وہ درہم / ہدیۂ شافعی سحاب کرم
تب وہ درزی کو وہ امام کہا / اسکے سینے میں تو جگر کیا
اسکی اجرت میں یہ دراہم لے / وہ ہوا بیقرار یہہ سنکے
کام سے اپنے شرمسار ہوا / اور اسکے قدم کو بوسہ دیا

قدوہ

قدوۂ شرع شافعی یکروز — گھر ہمارے ہوا ہی جلوہ فروز
اپنے گھوڑے سی وہ اترا ی یار — چڑھ کہا مجکو میں ہوا ہوں سوار
پھر کہا مجکو پھیر پھیرا ایں — کہا الطاف سی میرے تئیں
کہ یہ گھوڑا ہے سازوار تجھی — بخشا از لطف بیشمار تجھی

حکایت

بولتا ہی ربیع اہل صلاح — کہ کیا جبکہ میں نے اپنا نکاح
شافعی اسطرح مجھے پوچھا — مہر عورت کا کس قدر باندھا
میں کہا ای امام سی دینار — بولا اسکو دیا ہے کس مقدار
میں کہا دی چکا ہوں چھے دینار — گیا وہ گھر میں سنکے یہ اظہار
باقی دینار جو کہ تھے چوبیس — بھیجا نزدیک میرے وہ ای انیس
کہا بو ثور اسطرح سن تو — شافعی آیا جبکہ مکے کو
مال تھا اسکو پاس تب ای امین — میں کہا اس سی کر خرید زمین
تا ترے بعد ای امام ہمام — تیرے اولاد کے وہ آوی کام
بعد چند روز اسکی میں ملکر — پوچھا اس مال و زر کی اس سی خبر
بولا دریافت میں کیا ہی یار — وقف مکی کی ہی زمین بسیار
پر منا میں لیا ہوں ایک مکان — جو ہمارے ہیں دوستاں یاراں
حج کے خاطر جو آوینگے ہر سال — اتریں تا اس مکان میں خوشحال

حکایت

بولتا ہے ربیع ای کامل — آیا نزدیک اسکے یک سائل

سر کیا سب ز اظہار
اپنا احوال پاس نہتا دینار
ایک تھا ہی اسکو پاس وہ بھی دیدیا
جلد تب اسکو اسکوا ای والا
بولے حضار اسکو تو دیتا
ک وہ درہم اگر زاید تھا
وصلے سی وہ اسکو کہا تیا ہی مجھ
شافعی تب سبھی مانگے
کوئی سائل مری پاس اکے حاضر ہو
کوئی شی پاس نہ ہو اسکو
خجل اس سے کروں نہ دوں

حکایت

ایک حجام سکو بلایا وہ
اسکے آتے تھا وہ
سر سکو بو دو سوا س
شافعی جلد اسکو بچاس
دیا دینار سر شمار بچاس
اور

اور یوں بولتا ہے وہ اکرم ۔۔۔ کہ یقین بخشش و سخا و کرم

پردہ ہے دو جہاں کے عیبوں کا ۔۔۔ نکتہ یہہ یاد رکھ تو صبح و مسا

اور روایات ایسے ہی منقول ۔۔۔ ہیں بہت گر لکھوں ہو نسخہ طول

گل دربیان فراست آن امام ذوی الکرامت رحمۃ اللہ علیہ

بولتا ہے حمیدی ای فیروز ۔۔۔ شافعی اور میں دونو یکروز

آئے ابطح میں شہر مکے سے ۔۔۔ اور وہاں ایک مرد کو دیکھے

میں کہا اسکا کسب کیا ہوگا ۔۔۔ شافعی اسطرح مرے سے کہا

یا ہے خیاط یا ہے وہ نجار ۔۔۔ میں کیا جا کے اس سے استفسار

بولا کرتا تھا پہلے نجاری ۔۔۔ ہے کسب اب ہے میرا خیاطی

حکایت

یہہ حکایت ربیع ہے لایا ۔۔۔ اہل صنعا سے ایک شخص آیا

شافعی اسکے تیں کہا پہچان ۔۔۔ اہل صنعا کے ہے تو بولا ہاں

پھر کہا اسکو ہے تو آہنگر ۔۔۔ بولا ہاں ای امام نیک سیر

حکایت

بولتا ہے ربیع بھائی مرا ۔۔۔ صحن مسجد میں ایکدن گذرا

کبھو دیکھا نہ تھا اسے وہ امام ۔۔۔ مجھے بلا کر کیا مرے سے کلام

یہ سمجھتا ہوں ہے ترا بھائی ۔۔۔ میں کہا ہاں یہ ہے مرا بھائی

حکایت

بولتا ہے ربیع نیک صفات ۔۔۔ شافعی با صفا کے وقت وفات

میں بویطی بھی مزنی ای آگاہ ۔۔۔ بیٹھے تھے اور ابن عبد اللہ

ایکدن ... تھی وہ دیکھا خواب
اور فرمایا ... ای ابو یعقوب
... قید میں مر جائیگا تو
اور اسطرح بولا مزنی کو
ایکزمانہ تو ایسا پاویگا
[illegible] ای زماں ہوگا
ابن عبد اللہ کو کیا ارشاد
ای محمد یہ بات رکھ تو یاد
مذہب پدر کے طرف اپنے
تو کریگا رجوع ای سن مجھ سے
اور کہا ای ربیع مودب جان
تو بہ نشر علوم اور کتب

۱؎ بہت قیاس کرنیوالا ۱۲

متبع

متسبح ہو ویگا مرا آخر | جوں کہا وہ یہ سب ہوا ظاہر

خیابان ہفتم

در ذکر وفات و وصایای رفیع الدرجات و منامات بشارت آیات کہ بعد وفات وے از اکابر امجاد مروی است

مزنی کہتا ہے وہ امام خیار | جب ہوا مرض موت سی بیمار
تھی بواسیر کی بڑی شدت | تھا رواں اس سے خون با کثرت
میں عیادت کو جا کے عرض کیا | کَیفَ اَصبَحتَ یا امام ہدا
تب وہ فرمایا صبح میں نے کی | بالیقیں امر اور نہی میں ہی
اور کھاتا ہوں رزق اپنا میں | منتظر اپنے ہوں اجل کا میں

پوچھا اکبار پھر کہ ای استاد | کَیفَ اَصبَحتَ تب کیا ارشاد
کہ کیا اسطرح میں صبح پیا | صدد ار تحال پر زہہ باں
دیتی بھایوں کے بھی فراق پہ سب | اور پینے پو جام موت کے اب
اور اب حق کے پاس جاتا ہے | اور جزا بد عمل کا پاتا ہے
نہیں معلوم آہ میرا مقر | ہو وے جنت میں یا بدار سقر
کہ ہے جنت تو تہنیت ہی بجا | اور ہے دوزخ تو تعزیت ہی بجا
میں کیا عرض ای امام زماں | کچھ نصیحت مجھے تو کر اس آں
تب کہا وہ مجھے خدا سی ڈر | فکر رکھ آخرت کی دل اندر
اور رکھ موت کو تو پیش نظر | اور یہ یاد رکھ تو شام و سحر
کہ قیامت میں روبرو حق کے | بالیقیں ہو ویگا قیام تجھے
کر محارم سی احتراز سدا | اور فرائض خدا کے کیجے ادا

اور نہ [illegible] تو ای فاضل حبیب
تو رہا کہ خدا کے [illegible] قلیل
نعمت حق اگر [illegible] ہو وے [illegible]
اسکو [illegible] نعمتوں سی بدل
بلکہ تو اس [illegible] خدا کی غیرت علی
[illegible]
اور [illegible] نظر [illegible]
ہو وے عبرت [illegible] تو اس [illegible]
اور [illegible] کر اسکو [illegible]
اور [illegible] کوئی تجھ سے [illegible] نیکی
بالضرورت تو اس [illegible]
[illegible]
لے تو تقوی [illegible] از نار
میں کیا عرض اور زیادہ [illegible]
تب کہا وہ امام [illegible]

ہو وے تیری لسان صدق سلا | اور ہووے وفا عمل تیرا
شکر مولا ہو و طہارت تو | دائما حق ہو و تجارت تو
ہو محدث یقین ترا قرآں | ہووے مونس ترا اسرار احسان
خوف تیرا رہے ہمیشہ جلیس | حلم تیرا رہے وزیر و انیس
ورع تیرا رہے توکل جاں | اور دنیا کو جان تو زنداں
اور قرآن پاک کر لازم | اپنا ہمخوابہ جانئے دائم
جب ہیں ہو وینگے یہ صفات علا | اسکا ماوا ہے جنت ماوا
اک نگہہ بعد آسمان پہ کیا | اور عبرت سے ایک شعر پڑھا

تکمل

یوں ابو اللیث بولا نیک صفات | شافعی رح کے یقین وفات کی رات
میں نے دیکھا ہوں اسطرح بمنام | کہ کیا ہی وفات خیر انام
اور لاکر بمسجد جامع | غسل دیتے ہیں اسکو ای سامع
اور کوئی بولتا ہی میرے سے | عصر کے بعد سب لیجاوینگے
جب ہوئی صبح میں سنا یہ بات | کہ کیا شافعی رح جہاں سے وفات
اور جنازے کو اس معظم کے | بعد جمعہ سمجھ تو لاوینگے
وہیں آیا ہے ویسے ہی شتاب | عصر کے بعد میں سنا ہوں جواب
شنا تفکر ہی سمجھے بضمیر | آیا ایسے میں جلد حکم امیر
شافعی کا جنازۂ طاہر | عصر کے بعد لائیو باہر
اس کے ہمراہ تا جلوں ہیں گئی | پس کئے حکم سنکے ویسا ہی

تکمل

ابو علی ہی حسین جس کا نام | عبد رحمٰن سے یہ سنا ہی کلام

اور جب فوت شافعی رح ای نیک
میں نے دیکھا ہوں خواب ایک
کہ لائے ہیں نعش اک اجمل
ابر ہمہ ڈالے ہیں جامۂ مخمل
اور جنازے کو اس کے لوگ اٹھا
مسجد مقصورہ تک گئے ہیں لا
اور کوئی بولتا ہی اجکی رات
کر چلا ہی نبی جہان سے وفات
جب ہوئی صبح میں کیا جو نظر
شافعی رح کا جنازۂ اطہر
مثل اس نعش کے ہی لائے ہیں
اس پہ مخمل بھی اک اڑھائے ہیں

تکمل

اور ربیع ان جو ہے الفاظ کی
اس طرح سے سناتا ہے سنی

کہ میں دیکھا بعالم رؤیا — ہوئی قائم قیامت اب گویا
اور محشور ہیں خلایق سب — اور لیتا حساب سب سے ہی رب
عرش سے اک ندا ہوی ہی تب — ابو عبد اللہ کو لحب ثواب
ابو عبد اللہ تیں جو ہیں جلیل — کرو جنت میں انکے ساتھ دخیل
میرے نزدیک کوئی بیٹھا تھا — پوچھا میں کون ہیں وہ مجھ سے کہا
انمیں اول ہی مالک ابن انس — دوسرا سفیان ثوری اقدس
شافعی انمیں تیسرا اکمل — اور چوتھا ہی احمد حنبل رح

گل

بوالحسن بولتا ہی میں بمنام — پایا ہوں ترویت شفیع انام
اندر کیا عرض ای رسول خدا — اپنے انسخے میں شافعی یہ کہا

وصلی اللہ علی محمد کلما ذکرہ الذاکرون
وغفل عن ذکرہ الغافلون

کیا تر لیسے جزا ہی اس کو ملا — مجکو فرمایا تب شہ والا
کہ اسے موقف حساب اندر — نہ کرینگے کھڑا نہیں ہی خطر

گل

احمد ابن محمد ای کامل — ابو عبد اللہ سے ہی یوں ناقل
کہ کہا شافعی جلیل الذات — دار فانی سے جب کیا ہی وفات
بعض اخیار اس امام کیتئ — خواب میں دیکھ کر یہ پوچھے ہیں
کہ خدا کیا ہی تیرے سات کیا — کہا رحمت سے مجھ کو بخش دیا
پوچھا پھر کس عمل سے بخشا رب — شافعی الکو تب کہا ہے تب
سرور انبیا پہ اے مسعود — بھیجا کرتا تھا میں جو پانچ درود

مجکو اس نے سبب بخش فرمایا
پوچھے وہ کون ہیں سو
اللھم صل علی محمد بعدد من صلی علیہ
وصل علی محمد بعدد من لم یصل علیہ
وصل علی محمد کما تحب ان یصلی علیہ
وصل علی محمد کما امرتنا بالصلوۃ علیہ
وصل علی محمد کما ینبغی الصلوۃ علیہ
شب جمعہ دراخیر رجب
دو صد و چار سن تھا ہجری کا
دو و چار پچاس سال کیا
نوش وہ شربت
دار فانی سے انتقال کیا
اور قرافی میں ... بعد عصر
اس کی تدفین
وات تھی اس کی
رضی اللہ عنہ
گلشن ... جیسا

در مناقب امام المحدثین رئیس المحققین زبدۂ زمرۂ صدیقین شیخ اجل امام اکمل امام احمد بن محمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ دریں گلشن ہفت خیابان است، خیابان اول در نام نسب و تاریخ ولادت و رحلت آنحضرت رح

مجتہد چاروں امام ہمام | رونق افروز ملت اسلام
رازدان حدیث پیغمبرؐ | مہر اوج شریعت انور
در یکتائے بحر ورع و تقا | گوہر بے نظیر صدق و صفا
قدوۂ اتقیائے عالیجاہ | زبدۂ اصفیائے حق آگاہ
وارث علم احمد مرسلؐ | شیخ آفاق احمد حنبلؒ
رضی اللہ عنہ طاب ثراہ | جعل الجنتہ لہ مثواہ
یوں امام زماں جمال الدین | اپنی تہذیب میں لکھا ہے یقین
نام اس باصفا کا احمد ہے | پدر کا نام جمال محمد ہے
اس کے والد کا نام ہے حنبلؒ | ہے وہ ابن ہلال ای اکمل
باپ اس کا اسد ہے شیبانی | تھا مروزی وہ پہلے ای گیانی
بعد بغداد میں رہا آکر | یہ نسب ہے صحیح اور اشہر
اور سمجھ اس امام کی کنیت | ابو عبداللہ ہے ای باعزت
اپنی مادر کے تھا شکم میں وہ جب | آئے بغداد کو مرو سے تب
متولد ہوا وہ در بغداد | اک جہاں اس سے ہو گئی دلشاد
جب وہ مہر بلند ہوا روشن | یکصد و شصت چار والا تھا سن
پھر اسی شہر میں کیا رحلت | جمعہ کا روز تھا وہ با عزت

بارہویں تھی ربیع الاول کی
دو صد و چہل و اک تھا سن ہجری
ہوا باب حرب میں مدفون جا کی
مقبرہ ایک مشتہر ہے وہاں
ذات وہ عمدۂ زماں ودیں
سال میلاد اوست صاحب دیں
سال ترحیل آں خدا آگاہ
شد رقم صاحب جنان الہ

خیابان دوم
در اخذ علم آں علم ہدا از اکابر محدثین و علماء و فقہاء
اسامی اساتذۂ کرام و شیوخ
عدیث آں قدوۂ انام
ذکر تہذیب میں ہے یوں مجمل
کہ اوائل میں احمد حنبل رح

طلب علم کے لئے بے میں — گیا کوفہ و بصرہ و حرمیں
اور گیا ہے سوئے جزیرۂ شام — اور سوئے یمن بجملہ تمام
کئے علما سے مستفید ہوا — اور روایت حدیث کی بھی کیا
اوستاداں ہیں اسکے یہ اخیار — اور شیوخ حدیث بے تکرار
اک براہیم ابن خالد جان — کہتے ہے صنعانی جس کو ای ذیشان
اور براہیم ابن سعد دوم — جس کو کہتے ہیں زہری جانو تم
ابن شماس نتر ابراہیم — تھا سمرقندی جو ای باتکریم
اور داؤد ابن مہراں ہے — اور ابن سعید ریحاں ہی
اور سفیاں بن عیینہ بھی — اس کا ہے ایک اوستاذ کی
اور صنعا میں وہ امام ہدا — عبدرزاق سے حدیث سنا
از براہیم بن حکم بہ عدن — اور بہت عالموں سے بھی بہ یمن
اس کو اخبار کی سماعت ہے — اوران سے کیا روایت ہے
شافعی رح سے روایت اخبار — بھی کیا ہے وہ زبدۂ ابرار
شافعی کے وہ خاص یاروں سے — ہے تلامیذ و دوستداروں سے
کرتا تھا شافعی کا بس اکرام — اور مصاحب تھا اسکا صبح و شام
اس کی صحبت کیا تھا وہ لازم — تاکہ وہ مصر کا ہوا عازم

گلدستہ

در بیان بعض یاراں وشاگرداں آنجناب کہ ازوے روایت حدیث کردہ اند

اور بہت سے محدثین کبار — حافظان حدیث اور آثار
چوں بخاری امام شیخ جلیل — جو محمد ہے ابن اسمٰعیل
ابن حجاج مسلم مشہور — جو تھا ساکن بہ نیشاپور
ترمذی نسائی فنی — ابو داؤد امام سجستانی
ابو داؤد بھی — اور عبداللہ جو تھا اسکا پسر
اور سوا ان کے عالماں بھی بسر — نقل اس سے حدیث کرتے ہیں
متکلم اسناد اس کی دھرتے ہیں

خیابان سوم

در مدح و ثنائے آں امام ہمام

ہر کسے ہیں علمای کرام — مرتبت ہیں اس کے تر زباں بود
وقت شیخ عظام تر زباں بود
اسطرح بولتا ہے عبداللہ — یعنی ابن مبارک اسی آگہ
سبھا تھا میں بہ نزد اسمٰعیل — چوتھا ابن علیہ فرد جلیل

عبد رزاق اور وکیع سمجھا
اور قتیبہ بن ولید سے بھی ملا
اور بہت سا لوگ ان کے سوا
مثل احمد کے نہیں دیکھا
فقہ اور زہد و ورع و فہم علوم
مثل احمد تھا کسے معلوم

گل

نقل بوبکر یوں کیا ہے ٹھیک
ایکدن بوعبید کے نزدیک
مسئلہ دین کا میں اک بولا
مجھ سے کوئی پوچھا تو یہ کس سے سنا
میں کہا اس سے یہ سنا ہوں یقین
کوئی بڑا جس سے مشرقین میں نہیں
ابن حنبل ہی کی فرمودہ تحقیق
سن کیا بوعبید بھی تصدیق

گل

بیٹھا احمد بھی تھا وہاں آکر
تب غضبناک ہو کے اسمٰعیل
جہاں بیٹھا ہو احمد حنبل
لوگ ہنسنے لگے ہیں کچھ سنکر
یوں کہا ان کو زجر سے بے قیل
وہاں ہنستے ہو تم ادب سے نکل

گل

اور اسی سے ہے نقل اے اکرم
گذرا اک روز نزد اسمٰعیل
یہی ہر شخص اس کو کہتا تھا
جب تھی احمد کی عمر تیس سے کم
اٹھے مجلس میں کر کے سب تبجیل
یہاں تشریف لایئے خالی جا

گل

اور اسحٰق راہویہ کا پسر
کہ یہ کبھی سنا ہوں میں یہ کلام
نقل کرتا ہے یوں وہ نیک سیر
کہ ہی احمد یقیں ہمارا امام

گل

یوں کہا حرملہ بن یحییٰ
آیا بغداد سے نکل کر میں
افقہ و اورع ازہد و اکمل
میں سنا شافعی یہ کہتا تھا
نہیں چھوڑا وہاں کسیکے تئیں
اعلم و اتقے ز احمد حنبل

گل

ابوبکر مروزی یوں بولا
مسئلہ اس سے کوئی آ پوچھا
کہ ہمارا امام شیخ اجل
کیا اس مسئلے میں یوں ارشاد
بولا یحییٰ بغیر احمد میں
دیکھا سفیان بن عیینہ کو
پاس ابوثور کے میں بیٹھا تھا
یوں ابوثور اسکو فرمایا
ابوعبداللہ احمد حنبل
مسئلہ بولتا تھا وہ رکھ یاد
جامع کل خیر دیکھا نہیں
اور سمرہ بن ربیعہ کو

اور کہتا ہے احمد ابن سعید — دارمی سے جو مشتہر ہے رشید
کوئی جوانکو نہ دیکھا میں زنہار — کہ ہوا حفظ حدیث کا بسیار
غیر ذات امام دیں احمد — رَوَّح اللہ روح الامجد
اور علماے دیں میں آیا رہ — اس کی مسند ہے مشتہر بسیار
اور احادیث مصطفیٰ معدود — اسمیں ہیں سی ہزار سے افزود
وہ کتاب شریف ای دلبر — ہے بہت سے کتب کی جامع تر
ہفتصد و نیم لک حدیثوں سے — بلکہ زاید اسیے اس سے بھی اس نے
چن احادیث اسمیں جمع کیا — ہے وہ مجموعہ اس کے مد نظر

گل

ابو زرعہ کہا ای نیک آئین — کہ نہیں دیکھے میرے چشم کہیں
بالیقین مثل احمد حنبل — پوچھے کیا علم بیچ ای اکمل
بولا در علم و زہد و فقہ اتم — اور سب نیکیوں میں ای اکرم

گل

اور ادریس ابن عبد کریم — اسطرح بولتا ہے سن ای ہمدم
کہ بہت عالموں کو میں دیکھا — مثل ہیثم و مصعب و یحییٰ
اور سوا ان کے اہل علم کثیر — اہل فقہ و حدیث باتوقیر
ابن حنبل کی کرتے تھے تکریم — کرتے اسکو سلام بالتقدیم
ابی حاتم کا بولتا ہے پسر — میں سنا ہوں زبدۂ خود اکثر
ابن حنبل سے جو رکھے الفت — جانیو اسکو صاحب سنت
نوح ابن حبیب فرد شہیر — نقل کرتا ہے اسطرح ای خبیر
سن ہجری تھا یکصد و نود — آٹھ سال اسپہ زاید ای امجد

اسکے دل میں بسی حنیف اندر
احمد حنبل محبت سے
بیٹھا تھا جب بنا ربیکار ہے
بیٹھا تھا جب حدیث آکر کے
جمع اہل حدیث کی تعلیم
انکو فقہ و حدیث دو بوجہ عمیم
سکیا خوب ہی سے وہ ابن علا
اور مینا سبک میں و لشان تیا تھا
فتویٰ لوگوں کے تئیں وہ دیا
ابو اسحق ایشیخ فرد وحید
نقل کرتا ہے یوں زابن سعید
احمد حنبل
کہ اگر عصر ائمہ اکمل
پاتے ایسے ائمہ ای مالک
یعنی اوزاعی ثوری ای مالک
لیث ابن سعید ای سالک
آئمۂ مقلد ہر وہ
ہوتا ہر سمجھ مقر وہ
سب میں ہوتا سبھ

۱۱۲

خیابان چہارم
در زہد و قناعت و ورع و تقوی اس بزرگ دین کے

نقل ہے از محمد ابن سعید
ترمذی تھا جبکہ تھے میں ای رشید
تھا خراسان میں اک مجھ پر ہم
اسکے بیچا بوں نہر لیے کہا
اک بضاعت خرید کر یکبار
میں بہ نیت کیا بدل ای یار
نفع اس سے جو ہے تیر ے تئیں
ابن حنبل کو دیونگا وہ میں
نفع اسکے تھے دس ہزار درم
لے گیا اس کے پاس میں درہم
کہا نیت سے میں اسی لاگا
میں کہا وہ مجھے جزاک اللہ

پوچھے وہ کیا کرے ہے شال تو — تابعیں میں امام احمد کو
کہا ہاں او یوں کہا بہ ثور — دیکھ اس باتیں تو کر ٹک غور
کہ ہے ثوری تا ہے افقہ و اکمل — احمد ابن محمد حنبل

گلدستہ

شیخ عطار قدوۂ رہبر — قدس اللہ سرہ الانور
یوں لکھا ہے کہ احمد حنبل — اہل سنت کا شیخ ہے اکمل
اور اہل حدیث کا تھا امام — ورع و تقوی میں تھا بلند مقام
نہ ریاضت میں تھا کوئی اسکا نظیر — تھی کرامت میں اسکو شان کبیر
اور وہ صاحب فراست تھا — نزد حق مستجاب دعوت تھا
اسکے انصاف سے سبھی اقوام — تھے بدل اس کے قایل اکرام
ابو داؤد بولتا ہے یقیں — ساتھ احمد کے بیٹھنا ای امیں
مجلس آخرت ہے بے وسواس — ذکر دنیا نہیں تھا ان کے پاس
اور سدا وہ کلام تشبیہ سے — تھا تبرا کمال تنزیہ سے
نقل ہے ایک روز اسکا پسر — ذکر کرتا تھا یہ حدیث مگر

خَمَّرْتُ طِينَةَ آدَمَ اَرْبَعِينَ صَبَاحًا

کہتے ہیں ہاتھ اپنا وہ فاخر — تب کیا آستین سے باہر
یوں کہا وہ امام اس کو تب — کہ ید اللہ تو کہیگا جب
کر اشارہ نہ ہاتھ سے زنہار — احتیاط اسمیں کیجیے بسیار
اور کہتے ہیں وہ امام ہمام — تھا ملاقی بہ اولیای کرام
مثل ذوالنون شیخ مصری سے — بشر حافی سے شیخ بصری سے
بشر معروف قطب دوراں سے — اور کئے اولیا ذیشان سے

ہے مجھے وسعت و غنائی الحال
رد کیا اور نہیں لیا وہ مال

گل

اور اسحٰق ابن موسیٰ سے
مامون یکبارہ مال بھیجا تھا
کر یہ اہل حدیث پر قسمت
احمد حنبل اس سے کر انکار

نقل اسطرح آئی ہے سنئے
پاس میرے بھی یہ پیام کہا
کیا قسمت لئے دے با عزت
آپ اس سے نہ کچھ لیا زنہار

گل

بولا حماد از برائے حسن
زر خالص کے ایک لک دینار
تھیلیاں تین اس سے ای مہتر
بھیجا ہے نزد اس امام ہمام
کر اجابت یہ ہے زمال حلال
وہ کہا اب مجھے نہ حاجت ہے
اور لکھا ہے امام غزالی
شیخ سری نے شرح کبار
اور بھیجا پیام ای رہبر
بالیقین آفت اجابت سے
اس لئے رد کیا ہوں وہ بولا

ابن عبد العزیز ای مومن
آئے میراث مصر سے یکبارہ
الف دینار تھے ہر اک اندہ
اور ظاہر کیا ہے یہ پیغام
خرچ کیجے اسے بہ اہل و عیال
جو ہے مجھ پاس وہ کفایت ہے
روح اللہ روحہ العالی
بھیجا احمد کے پاس کچھ اکبار
کر قبول اس کو اور ردمت کر
آفت رد ہے سخت تر سنئے
ہے کہ پاس قوت اک مہ کا

گل

شیخ عطار عارف اکمل
گرچہ بغداد میں تھا ای دلشاد

یوں لکھا ہے کہ احمد حنبل رح
پر نہ کھاتا تھا غلۂ بغداد

زیب تھمان
اور کتنا تھا یہ ما وقف عیال
سر پہ تھا پیچ وہ بھجوا
غازیوں سے گو ہے بیگو آتا
ہیں پیوں پیل سے
اور آتا و ہاں سے ناں
اور آس کے چھپا کے زباں
اور اس کا تھا وہ امام زماں
سکھو تھا اک اسکی
ناہر عالم پر تھا
کہتے ہیں آہمیر قضات ہیں
اصفہاں کی نقش برس جو
تھا مسلط وہ اک صاحب تم
دیکھو کہتا ہے تہمیشہ وہ صاحب
اور بیتا تھا رات بسوق تم
اور زیادہ کھجور دو ساعت
نہیں سوتا تھا شب کو بارات
اور بنایا تھا اک مکان بے در
اور نہ دیوار سے کو رکھا اس پر

احمد حنبل کے یہ ۱۱۸۷ میں انتقال ہوئے

بیٹھتا اسمیں وہ تمامی رات — آتے پاس اسکے سب ذوی الحاجات
اذن کی بھی نتھی کسے حاجت — تھی یہی ایک سال تک عادت
بعد اک سال کے وہ بحر صفا — کردیا ہے رضا سے ترک قضا
گھر میں احمد کے الغرض یکروز — ایک روٹی پکائے ای فیروز
پاس احمد کے لا رکھے وہ جب — پوچھا کیا ہے حقیقت اسکی تب
بولے آٹا ترا ہی ہے ای خبیر — گھر سے صالح کے پر لئے ہیں خمیر
بولا تا ایک سال ہو راضی — صالح تھا اصفہان کا قاضی
ہو جو روٹی میں اسکے گھر کی خمیر — میں نہ کھاؤنگا وہ بغیر نکیر
پوچھے پھر کیا کریں یہ روٹی ہم — تب دیا یوں جواب وہ اکرم
کہ اگر کوئی آ کریگا سوال — پہلے اسکو کہو حقیقت حال
کہ ہے احمد کے گھر کی یہ روٹی — پن ملی ہے خمیر صالح کی
گر وہ سائل قبول اسکو کرے — دیجو روٹی یہ بولکر پہلے
اتفاقاً ہیں گذرے دن چالیس — کوئی سائل نہ آیا ہے ای نفیس
بعد ازاں اک کنیز احمد کی — ڈالی دجلہ میں وہ لیجا روٹی
جب ہوا اس خبر سے وہ آگاہ — کہتے ہیں جب تلک رہا زندہ
مچھلی اس کی نہ کھائی وہ امام — رضی اللہ عنہ بالاکرام

نقل

اور سفیان بن عیینہ پاس — پھر سمع حدیث خیر الناس
آتا جاتا تھا وہ خرد آگاہ — نہیں آیا ہے ایک دن ناگاہ
اپنے شاگرد ایک کو سفیان — گیا اس پاس پھر خبر رواں
دے کسی کو لباس وہ اپنا — اپنے گھر میں برہنہ بیٹھا تھا

دیکھ یہ حال اسکا وہ ای یار
بولا ہے پاس میرے کئی دینار
سے اطراف مرسیہ کے وہ بھیجے
اپنی حاجت میں صرف یہ کیجے
بولا اک شخص سے کبھی مقبول
کچھ کتابت یہاں کیا ہو قبول
مجھکو اجرت ملی اسکی جب
ایک کپڑا خرید بولا تب
اور بنا ڈالا اک قمیص و ازار
نہیں مجھکو ضرور یہ دینار

نقل

نقل ہے اور کہیں تھے دو خواہر
ایک مزحی تھی اور جمیلہ دگر
پوچھا احمد سے کون عاقل تر
بولے مزحی ہے با قدر شہر

بولا اس سے کہو مرا پیغام ‏— کیا اس سے نکاح پس وہ امام
تذکرہ میں ہے اولیا کے لکھا ‏— ابن حنبلؒ کے پاس کوئی جا
کرتا تھا بابِ فقہ بیچ سوال ‏— دیتا اسکا جواب وہ فی الحال
گر حقایق میں پوچھے کوئی اگر ‏— کرتا تحویل بشر حافی پر
کیا توکل ہے پوچھے وہ بولا ‏— رزق میں ہوویں معتمد بخدا
اور محبت ہے کیا اسے پوچھے ‏— تب وہ فرمایا اسطرح انسے
کہ بشر جب تلک ہے جیتا ‏— میں نہ انکا جواب بولونگا
پوچھے پھر زہد کیا ہے ای رہبر ‏— بولا ہے زہد تین قسموں پر
قسم اول ہے زہد زہد عوام ‏— جانئے ہے وہ زہد ترک حرام
اور زہد خواص با اجلال ‏— ہے زیادت کا چھوڑنا ز حلال
عارفونکا ہے زہد وہ سمجھو ‏— حق سے جو کچھ پھیر چھوڑ دیں اسکو

گل

اور کہتا ہی وہ امام حسیار ‏— میں جماعت کے ساتھ اکبار
آئے حمام میں ہو ننگے سب ‏— نہ برہنہ ہوا مگر میں تب
یہ حدیث شریف رکھ بنظر ‏— بالیقین میں کیا عمل اکسیر

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَدْخُلُ الْحَمَّامَ إِلَّا بِمِئْزَرٍ

اور اسی شب میں خواب میں دیکھا ‏— ایک قائل مجھے کہا ایسا
تجکو ہووے بشارت داور ‏— کہ عمل جو کیا تو سنت پر
حق تجھے اس لئے ہی بخشدیا ‏— اور تجھے خلق کا امام کیا
پوچھا میں کون ہے تو کہ ای خلیل ‏— بولا میرے لیے وہ ہوں میں جبرئیل

خیابان ۱۴ ۔ بیچ ذکر
ورع و عبادت و زہد
و ریاضات و کرامات
بعض مناقب مستجاب الدعوات
اس امام مستجاب کیا ہی رقم
ابن خلکان نے یوں کیا ہی رقم
اپنی تاریخ بیچ ای اکرم
بیٹا احمد کا جو تھا عبداللہ
اس طرح بولتا ہی ای آگاہ
کہ مرا باپ صاحب اجلال
تھا معمر قریب ستی ای سال
وہ باین عمر ڈیڑھ سو رکعت
پڑھتا تھا روز و شب ای با عزت
اور ہر دن تلاوت قرآن
کرتا تھا ایک ختم باعرفان

گل

بولا احمد کی درو عنو تعظیم
میں کیا ایک بار بالتکریم
اس لئے میری بخشش ہے یہ تخشاب
دشمنان خدا کا کر تو ادب

حکایت

اور دمیری اسی کتاب اندر
لکھا ہے یہ حکایت خوشتر
والدہ اک جوان کی تھی بیمار
بولی اپنے پسر کو وہ ناچار
کہ اگر تو مری رضا چاہے
پاس جا تو امام احمد کے
عرض کر اس سے کہ کرے وہ دعا
تاکہ برکت سے اس کے پاوں شفا
تنگ آئی ہوں اس مصیبت سے
آئنا السیمی مرض کی زحمت سے

اور دمیری حیواۃ حیوان میں
کہ سنا خبر احمد حنبل رح
ماوراء النہر میں رہتا ہے
کر سفر اس سے جا ملا ہے امام
احمد اس شیخ کو سلام کیا
تھا کھلانے میں سگ کے وہ مشغول
جب فراغت ہوئی آ حاصل
اور بولا کہ یہ مجھے ہے گماں
کہ میں کتے طرف رہا راغب
میں کہا ہاں یہ دلمیں میں پایا
کہ حدیث ایک ابو زیاد مجھے
ابو ہریرہ سے وہ سنا یہ خبر

یوں لکھا اس امام کی شاکر
ایک فرد جلیل شیخ اجل
تین احادیث یاد رکھتا ہے
وہ کھلاتا تھا ایک سگ کو طعام
شیخ سنکر اسے جواب دیا
دیکھ احمد ہوا یہ دلمیں ملول
ابن حنبل طرف ہوا مائل
آیا خطرہ یہ تیرے دلمیں ہاں
نہوا ملتفت ترے جانب
تب وہ شیخ جلیل فرمایا
بولا اور وہ سنا تھا اعرج سے
وہ سنا از جناب پیغمبر

مَنْ قَطَعَ رَجَاءَ مَنِ ارْتَجَاهُ قَطَعَ اللهُ مِنْهُ رَجَاءَهُ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَمَا يَلِجُ الْجَنَّةَ

اور کتے نہیں یہاں آیا پر
قصد میرا کیا وہ سگ نے شدید
نہیں اس سگ کو جائے ہی دیگر
میں نہ چاہا کہ کاٹوں آس امید

حکایت

کہتے ہیں ایک روز وہ رہبر
وضو کرتا تھا ایک شخص دگر
دیکھکر اس امام کو باادب
جیسا ہوا اس کو خوا کہاں دیکھے
وضو کرتا تھا بیٹھ دجلے پر
بر کنار اس امام کے اوپر
نیچے آ دوسری جا یہ بیٹھا تب
تو چھپے حق کیا کیا ہے نیر لیے

وہ جواں اپنی ماں سے یہ سنکر — جاکے پہنچا ہے اس امام کی گھر
ٹھوکا ہے اسکے گھر کے در کو جب — پوچھا اندر سے کون ہے وہ تب
بولا محتاج ہوں میں ای رہبر — کھول دروازہ تب وہ کھولا در
اور بولا بہ مدتِ بسیار — میری مادر ہے سخت تر بیمار
مجکو خدمت میں تیرے بھیجی ہے — اور دعا وہ تیرے سے چہتی ہے
سنتے ہی یہ نشاں کراہت کے — ہوے ظاہر جبیں پہ ہیں اسکے
کیونکہ چہپاتا تھا وہ سدا یہ بات — لوگ اپنے نہ جانیں کچھ حالات
الغرض اس جواں کیتیں بولا — جا تو اب اپنے گھر وہ پھر کے گیا
بعد ازاں غسل کرکے وہ بہ نیاز — ہوا مشغول در دعاء نماز
وہ جواں جاکے جبکہ پہنچا گھر — جلد اٹھا اس کی ماں سے کھولی در
اس کی یمن دعا سے جلد خدا — صحت کاملہ اسے بخشا

گلدستہ

اور اسی میں لکھا ہے وہ امجد — کہ کہا یوں امام دین احمد
ایک جنگل میں گم کیا تھا راہ — اس سفر میں نہیں تھا کوئی ہمراہ
وہاں اعرابی ایک مجھ سے ملا — اس سے راہ کونسی ہے میں پوچھا
بات سنتے ہی یہ وہ رونے لگا — میں یہ سمجھا کہ ہوگا یہ بھوکا
نان جو میرے پاس تب اک تھا — جلد میں اس کو اسکے آگے رکھا
سخت برہم ہوا ہے وہ امجد — اور مجکو کہا کہ اے احمد
کیا تو اب کرکے قصد بیت اللہ — نہیں راضی ہے اسپہ ای آگاہ
کہ خدا راہ تجھ کو بتلا دے — کس لیے پوچھتا ہے دسروں سے
اس سبب سے ہی گم کیا ہے راہ — مجکو کہتا ہے حق سے ہی تو چاہ
بس یہ سنتے ہی آتش غیرت — سلگی ہے دل میں میرے با سرعت

میں کہا تب ای خالق متعال
بندگاں تیرے ایسے صاحب حال
حال چھپاتے ہیں خلق سے پنہاں
ایسے جنگل میں رہتے ہیں پاشاں
تب کہا وہ بزرگ رای احمد
[illegible] یوں بید
کیا تو ہی گمان کرتا ہے
ایسے بندے ہیں حق تعالیٰ کے
گر کریں گر سوال وہ حق سے
زر کریں [illegible] کو کرد زر
آسمان و زمیں [illegible] داور
تو ہی کرد [illegible] یقیں
[illegible] آسمان و زمیں
سب بنیں [illegible]
نظر الصق [illegible] دیکھا جب
خشت [illegible] ہوا تب
جلد [illegible]
ازاں [illegible] پایا ای
[illegible] آواز

کہ ای احمد حذر بہت کیجے
اور محفوظ قلب کو رکھیے
کہ یہ بندہ مرا اگر مجھ سے
بالیقیں بات یہ کہیو جا کے
کہ زمیں سے سما سما بزمیں
ہاروں البتہ مار دیگا یقیں

نقل

تذکرہ میں ہے اولیا کی لکھا
اس کے گھر سے جو نکلا تھا کچرا
اس کو فرمایا وہ امام ہمام
نہیں ہے اب جواز میرے تئیں
راستہ مومنو نکا سن ای یار
بند کرنا تجھے نہیں جائز
اور اسی تذکرہ میں ہے یہ بات
ایک شاگرد کو کیا ہے عطا
اور دیکھا ہے صبح کو وہ شتاب
پوچھا پانی نہیں ہوا کچھ یہ کم
بولا ہوتا وضو سے تو ہمراز
ورنہ تعلیم علم کس خاطر

ایک شاگرد امام احمد کا
گھر سے لا شاہ راہ میں ڈالا
کہ کیا کیوں تو آہ ایسا کام
کرنا تعلیم علم تیرے تئیں
ایک ناخن کے گرچہ ہو مقدار
کام ایسا نہ کر کبھی ہرگز
ایک شب وہ امام نیک صفات
کوزہ پر آب ایک پانی کا
کہ تھا ویسا ہی کوزہ وہ پر آب
کہا وہ کیا کروں میں ای اکرم
اور کرتا ادا نماز و نیاز
علم بہر عمل ہے ای ماہر

نقل

اور اسی تذکرہ میں ہے یہ رقم
اک پیالہ بہ نزد دکاندار
پھر چھڑانے گیا ہے اس کو جب
اور کہا کونسا ہے تیرا لے

وہ امام زمن ستودہ شیم
گروی رکھا تھا ایکبار ای یار
دو پیالے رکھا وہ لا کر تب
کہ پہچانت نہیں ہے سب مجھے

دیکھے پیالے امام پر بھی آہ
مشتبہ ہوتے ہیں سب ناگاہ
پس وہ مرد دو پیالے چھوڑ دیا
اور زنہار ایک بھی نہ لیا

نقل

اور مزنی یہ نقل ہے لایا
کہ مجھے شافعی نے یہ فرمایا
نزد ہارون میں گیا ہوں جب
ظاہر اس سے کیا تھا یہ مطلب
ایک حاکم ضرور ہے یمن
مجھ سے ہارون نے کہا یہ سخن
کہ جلیسوں سے تیرے بہر خدا
کر پسند اس کو بھی میں بھیجوں گا
گھر کو آیا میں جب وہاں سے نکل
دیکھا بیٹھا ہے احمد حنبل

اس سے ظاہر کیا حقیقت حال — اور بولا ای مرد فرخ فال

کہ قضائے یمن کے خاطر میں — اب کیا اختیار تیرے تئیں

چل خلیفے کے پاس سامرے — تا مسلط کرے قضا پہ تجھے

دیا مجکو جواب وہ دانا — کہ ترے پاس یہ مرا آنا

ہے اسی واسطے تو کر معلوم — کہ کروں اقتباس نور علوم

اور رہتا ہے آہ اب تو مجھے — کہ گرفتار اس قضا میں کرے

شافعی بولا میں یہ سن گفتار — شرمسار اس سے ہو گیا بسیار

خیابان ششم

در بیان آفات فراوان و بلیات بے پایان کہ بسبب عدم اقرار قدوۂ اخیار بخلق قرآن از احکام جفا کار و اہل اعتزال بدشعار بر سر وے آمد

نقل کرتے ہیں جب ہوا ہارون — حاکم اسکا پسر ہوا ماموں

سر اٹھائے ہیں سارے معتزلہ — پائے ماموں کے پاس عزت و جاہ

اہل سنت پہ غلبہ کر آخر — اپنے مذہب کو کر دئے ظاہر

لیا ماموں عقیدۂ باطل — خلق قرآں کا ہوا قائل

کہتے ہیں غیر احمد حنبل رح — کوئی بغداد میں نتھا اکمل

چاہے یہ اہل اعتزال تمام — کہ موافق ہوا اپنے ساتھ امام

ماموں ترغیب سے انہیں کے وہیں — ہے بلایا وہ باصفا کے تئیں

ان کی ترغیب سے ہی حکم کیا — کریں حاضر یہاں پہ اسکو لا

احمد اس بات سے ہوا آگاہ — اس کے شر سے ایا خدا کی پناہ

اور کیا عرض اسطرح اللہ سے — ایک ایسا سبب تو کر دے اب

کہ نہ دیکھے کبھی مجھے ماموں — اور نہ ماموں کو بھی میں دیکھوں

اور اسی وقت وہ امام زمان — اور تنہا خارج از بغداد

جانب سر کے تھا سو رو بقبلہ جب — اور ماموں نے اس کو کیا طلب

کہ ماموں کے پاس اسکو طلب — بسم اللہ

تب کہا وہ امام نہیں ہے الہ — اب توکل کیا ہے بھلا

پس بلا شک اس نے پہنچا تھا — ابھی بغداد کو نہ پہنچا تھا

جلد ماموں گیا ہے از دنیا — یہ اسے وہ اسے نہیں دیکھا

وہ خلافت کا ہوا معتصم استقرار — پائے نگ زد

رکھے احمد کو قید میں آ کے — قید

دو برس تک رہا ہے

گلدستۂ شرفیہ

بولتا ہے ربیع یوں ای یار
جب سے مصر سے روانہ ہوا
ایک مکتوب شافعی رح لکھا
اور فرمایا یوں کہ احمد کو
مصر سے جب گیا ہوں میں بغداد
صبح کی وہ نماز پڑہتا تھا
جب کہ فارغ ہوا وہ نیک اسلوب
پھر کہا شافعی رح امام ہمام
جب پڑھا اس کو احمد حنبل رح
میں کیا عرض اس سے ای اکرم
بولا ایسا لکھا ہے مجکو اب
کیا ارشاد احمد مرسل ع
کہ پیمبر ع تجھے کہا ہے سلام
کہ یقیں عنقریب ای احمد
امتحاں ہے یقیں وہ تیرے ساتھ
دیوینگے رنج وہ تیرے صحاب کو
تو نہ ہرگز قبول کر یہ بات
حشر میں تیرے علم کو داور
میں کہا واقعے کو یہ سنکر
تو یہ پایا ہے نعمت عظمی

شافعی قدوۂ اولی الابصار
میں بھی تھا ہمرہ رکاب اسکا
نامہ وہ ہات میں سے میرے دیا
یہ رقیمہ لیجا کے پہنچا تو
گیا احمد کے پاس ہو دلشاد
میں بھی ساتھ اس کے وہ نماز پڑھا
میں دیا اس کے ہاتھ وہ مکتوب
یہ رقیمہ تجھے دیا ای امام
ہو گیا اشکبار ای اکمل
کہ وہ اس خط میں کیا گیا ہے رقم
کہ یہاں خواب میں مرا اک شب
کہ تو یہ لکھ بہ احمد حنبل
اور بعد سلام ہے آیہ پیام
تجھ پہ آویگی اک بلائے اشد
صبر کر تو بہت دراں آفات
کہ تو مخلوق بول قرآں کو
بلکہ کر لے قبول وہ آفات
ہاں کریگا بلند اور برتر
کہ بشارت ہو تجھکو ای رہبر
یہ بشارت سنکہ دولت کبریٰ

پھر ان کو تب تجا ایک پھٹا
جلد تر وہ نکال مجکو دیا
اور اس خط کا لکھ دیا سب جواب
مصر کو میں سوار وانہ شتاب
اور لیجا شافعی رح کو پہنچایا
شافعی رح دیکھ مجکو فرمایا
کیا دیا تجھ کو احمد حنبل رح
میں کہا یہ قمیص ای اکمل
شافعی بولا مجکو وہ سنکر
وہ قمیص اب تو آب میں تر کر
اسکا پانی نچوڑ مجکو دے
تا رہوں میں شریک سا تہ کرم کے

نقل

بیہقی نے فرمایا
سنا سلمہ سے میں کہ اسنے کہا

عصر میں معتصم کے یو سو میں / بیٹھا تھا میں امام احمد پاس

پوچھا اک شخص آ کے ای اکمل / ہے یہاں کون احمد حنبل

رہے خاموش ہم یہ سنکے تمام / بولا احمد کہ میں ہوں رہا نام

کہہ مرے سے ہی کیا تری حاجت / وہ کہا ای امام با حرمت

قطع کر میں پہ چہار سو فرسنگ / بحر و بر کرکے طی بہ نیک آہنگ

تیری خدمت میں جلد آیا ہوں / اور سعادت کا نقد پایا ہوں

ایک شب جمعہ کی تہی میں سویا / اور دیکھا بعالم رؤیا

پوچھا اک شخص آ کے میرے تئیں / کیا تو احمد کو جانتا ہے یقیں

میں کہا جانتا نہیں اسکو / سوے بغداد وہ کہا جا تو

جب ملیگا تو اس سے کہہ یہ پیام / کہ تجھے خضر اب کہا ہے سلام

اور بولا ہے وہ کہ رب ودود / اور ملایک تر یسے ہیں خوشنود

اس سبب سے کہ تو ہوا صابر / واسطے حقّ لے محض ای فاخر

جب سنا اس سے یہ کلام امام / پڑھا یہ فقرہ ای نکو انجام

مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

پوچھا ہے اور کچھ تجھے حاجت / کہا اور کچھ نہیں ای با عزت

محافظ کہنے یہ بات آیا تھا / بول اس طرح وہ چلا ہی گیا

گل

ابن ملقان نے ای تو وہ شیم / اپنی تاریخ میں کیا ہے رقم

کہ کیا نقل ایک اعرابی / میں ہوا زائر مزار نبی

اور سویا مسجد سرور / دیکھا اس شب کو واقعہ اندر

کہ بلا کر سے یا آؤں کو حبیب
کوئی جگایا ہی اور اٹھایا مجھے
اور بیٹھا کے کیا ہے ہاتھ مرا
اور وضو [illegible] وارا
تنہ دیوار پر دیا ادب ہوا
تب سنا ہوں میں ان سے ایسا بات
صوت سالار انبیا شہ یاب
سے ہوا اس طرح مجھے ارشاد
جا تو اب جلد جانب بغداد
ابن حنبل سے ملکے کہہ ایسا
کہ ہوں نہیں قاصد تو لکھا
اب وہ کہہ دیا ہے تیرے پاس مجھے
اور بولا ہے وہ سلام تجھے
اور کہا اک بلا ہے تیری تئیں
مبتلا خلق کر لیگا اب ای امیر
امتحان ہے وہ ایک محنت ہیں
بیچ ہی بیشک ابن آفت ہیں

جب

جب یہہ پہنچی بشارت نبویؐ قلب احمد کا ہو گیا ہی قوی

گل

راوی کہتا ہے معتصم باللہ جب خلیفہ ہوا ہی اور گمراہ

ابو داؤد کا پسر احمد کہ وہ معتزلی ہوگیا تھا اشد

یہہ بہ ازبیش تب ہوا قاضی کر بہت معتصم سے ہمرازی

ابن حنبل کیتیں بلانے پر آہ اسکو بہت ستانے پر

معتصم کو بہت ہی پھسلایا اسکو دام فریب میں لایا

الغرض معتصم کے فرمان سے ابن حنبل کو لائے زندان سے

جو دیا تھا خبر وہ اعرابی جب بحکم محمدؐ عربی

بعد پچیس روز ای ماہر حادثہ آہ یہہ ہوا ظاہر

احمد ابن فرح کہا ہی جان کہ جب آیا ہے وہ امام زمان

پاس تھا معتصم کے میں اسوقت کرسی زر پہ وہ کیا تھا نشست

بولا کرتا ہی زعم جو بدنام کہ کرے جارحہ سے حق ہی کلام

لاؤ ویسے کو پاس میرے اب گئے احمد کو اسکے آگے تب

پہنا تھا اک قمیص تب وہ نیکسا اوڑھا تھا طیلسان ازرق ایک

یاد نہیں اسکے چار تھی زنجیر پوچھا دیکھ اسکو معتصم ای میر

کیا ہے کہہ توہی احمد حنبل میں ہوں ہاں بولا وہ امام اجل

پھر کہا کیا تو بولتا ہے سدا غیر مخلوق ہے کلام خدا

بولا ہاں ہے یہی مرا مقصود منہ بدا کہا الیہ یعود

پوچھا کیا ہے سند یہہ دعوے پہ بولا قرآن و قول پیغمبرؐ

پوچھا گیا کی حدیث مصطفےٰ کو
بولا احمد کہ یہ حدیث لی
عبد رزاق سے روایت کی ہی
از معمر اسے سماعت ہی
وہ سُنا ہے زبان سی زہری کے
اور زہری سنا ہی سالم سے
باپ سے اپنے ہے سنا سالم
پدر اسکا ز حضرت خاتم
خاتم الانبیا کہا یہہ خبر
ہے یہی وہ حدیث پیغمبر
ان اللہ تعالیٰ کلّم
موسیٰ علیہ السلام بمائۃ
الف کلمۃ وعشرین
الف کلمۃ وثلثمائۃ الف
کلمۃ وثلثۃ عشر کلمۃ
وکان الکلام من اللہ

تعالیٰ والاستماع من موسیٰ علیہ السلام فقال موسیٰ ای ربّ انت تکلمنی ام غیرک قال اللہ یا موسیٰ انا اکلمک لا رسول بینی و بینک

معتصم سنکے یہ کہا اسکو | کہ نبی پر کیا ہے بہتاں تو
ابن حنبل نے کہا معاذ اللہ | کون تہمت کرے گا یہ گمراہ
جانے یارب اگر اسے تہمت | کیا تو کہتا ہے اندریں آیت

لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ

معتصم بولا اپنے علما سے | کیجو تم مناظرہ اس سے
کہے اسکو اب تو قتل ہی کر | خون ہے اسکا ہمارے گردن پہ
راوی کہتا ہے تین دن آیا | کئے اس سے مناظرہ بسیار
ہوا انپر امام ہی غالب | ہو گئے سب وہ خاسر و خائب
معتصم حکم یوں کیا ہے تب | کہ کریں ضرب اس امام کو اب
آ دو ہاتھ اسکے تب باندھے | تازیانے سے مارنے کو لگے
بولتے تھے وہ گنج عرفاں کو | کہ تو مخلوق بول قرآں کو
بولتا تھا وہ میں نہ بولونگا | لب پہ بد حرف سے نہ کھولونگا
کا ہے یہ اسکے صبر کرتا تھا | حق کا پاس کلام وہ رکھتا تھا
یافعی بولتا ہے در طبقات | مارے جو اس امام کو ہیہات
دو صد و بیسواں تھا سن ہجری | عشرۂ ثالثہ تھا در رمضان
شافعی اسکے آگے سترہ سال | نوش فرما ہوا ہے جام وصال

گل

از زمانی ابن مہدی شد قریشی
ہے کتاب العلل میں ابن صلاح مروی
[illegible] اسکو جب اشتہار
ضرب لگتے تھے ہوا بند ازار
ناگہاں کھل گیا ہی بند ازار
وہ ہلا یا مبارک اپنی لب
ہاتھ دو غیب سے ہیں آئی تب
اور باندھ دی اسکا بند ازار
اس کرامت سے ہو گئے حیران
سب پہ ہیبت اور خوف [illegible]
اسکو پھر بھیجا در زندان
معتصم [illegible]
[illegible] دن [illegible]
چھوڑ زندان [illegible]
کیا ہے نصیر [illegible]

تمّت

اور بولا کہ ای ابا جعفر
پھر تو اس قول کا دوبارہ کر
پھر میں اس قول کی کیا تکرار
ماشاء اللہ ہر کما دو بار

غنچہ

اور بخاری کہا ہے یہ اخوند
ابن حنبل کو آہ مار کے جب
امام سے بصرہ کے شہر میں یکجا
میں سنا ابو الولید کہتا تھا
کہ کبھو حادثہ پڑا ایسا
آل یعقوب میں اگر ہوتا
تو ڈلنے کا ہوتا افسانہ
ہوسے تمام خویش و بیگانہ

گل

شیخ عطار عارف اکرم — یوں کیا تذکرہ میں اپنے رقم
ابن حنبل کو جبکہ زنداں سے — لے چلے ہیں طرف خلیفے کے
ایکدر بان اسی خلیفے کا — پیش آ اس امام سے یہ کہا
کہ تو رکھ استوار اپنا دل — بھی ہو صبر و شکیب میں کامل
آہ دزدی کیا تھا میں یکبار — مجکو مارے ہیں چوب ایکہزار
نہیں اقرار میں کیا ہرگز — اور کیا صبر سب ہوئے عاجز
تھا میں حالانکہ محض باطل پہ — دیا آخر خلاص وہ داور
تو تو ہے حقپہ ای امام بحق — رنج پر صبر ہے تجھے الیق
یہہ کلام اس امام کو ہو مکیں — اسکے دلکو وہیں دیا تسکیں

گل

ابو جعفر کہا ہے یوں ای خبیر — ابن حنبل کو آہ کرکے اسیر
حکم ماموں سے لائے ہیں جس حال — میں یہ سنکر گیا ہوں استقبال
پہلے رد فرات پہ گذرا — اور سراپا میں اسکے تیں دیکھا
میں کہا ای امام فرخ پے — اب تو ماموں کے پاس جاتا ہے
مومنوں کا تو مقتدا ہے اب — کرتے ہیں اقتدا وہ تیرا سب
گر تو قرآں کو بولے اب مخلوق — بولینگے یونہی اسکو سب مخلوق
اور اگر اس سے تو کرے انکار — رکھے انکار اس سے ہر دیندار
گر خلیفہ نہ مارے تیری تئیں — آخر اک روز تو مریگا یقیں
موت ہرگز کسے نہ چھوڑیگی — رشتۂ عمر اسکا توڑیگی
ابن حنبل یہہ سن ہوا گریاں — ماشاء اللہ سے ہوا گویاں

اور محمدؐ جو تھا علی کا پسر — وہ علی تھا شعیب کا دلبر
ذکر کرتا ہے وہ کہ میں نے سنا — اپنے والد سے یوں وہ کہتا تھا
کہ بلا شبہ احمد حنبل — ہے مقرر وہ شخص جسنے اشل
حق ہیں جسکے یقیں سو لھذا — یہہ حدیث صحیح فرمایا

كَانَ فِي أُمَّتِي مَا كَانَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ
حَتَّى إِنَّ الْمِنْشَارَ لَيُوضَعُ عَلَى فِرَاقِ رَأْسِهِ
مَا يَصْرِفُهُ ذَالِكَ عَنْ دِينِهِ

کام پر ایسے وہ امام ہمام — گر نخرہ تا قیام با اکرام
تا بروز شمار سرو جہار — ہمکو ہوتا بڑا ہی ننگ و عار

غنچہ

اور ابو بکر سہروردی نے — نقل کی اسطرح سے ہی سنیے
روبرو معتصم کے شیاطین — مارے تھے اس امام کو جو لعین
دیکھا اعضا میں ایک کے ان سے — برص سے ریزہ ریزہ ہو کر گرے

گل

اور لکھا ہے ہلال ابن علا — کہ اس امت پہ بالیقیں مولا
چند اماموں سے رکھا ہے احسان — ان سے ہی ہیں یہہ جاہ عالیشان
ان سے ہے ایک احمد حنبل — رہا ثابت جو رنج میں اول
گر نہ رہتا وہ ثابت و صابر — لوگ ہوتے تھے ضال اور کافر
دوسرا شافعی ہے مطلبی — کہ لکھا فقہ از حدیث نبیؐ

ابو عبد اللہ شیرازی علیہ
ز حدیث رسول رب انام
یکی ... عجب تقریر
لکھا قرآن ... خطا میں خلق
ورنہ ... شبہ
جو تھا یحیی ہے ابن معین ا
... کیا زجر
کذب کی نفی وہ ...

خیابان ہفتم

در مناقب عجیبہ و واقعات
غریبہ ... بعد ارتحال آن
ذوی الاجلال علمائے
نامدار و مشائخ کبار
دیدہ اند و بہ علو منصب
رسیدہ اند
احمد ابن محمد ذیشان
... حسن ...
بسطرح ... لکھتا ہے
کہ

کہ میں احمد کو خواب میں دیکھا
کہ خدا کیا کیا ہے تیرے سے
بخشش مجھ کو دیا ہے رب صمد
کہ میرے واسطے تو کھایا مار
کہا روئیت سے ہو مرے خوشتر

اور پوا(؟) اس امام سے پوچھا
تب وہ ہنسنے لگا ہے میرے سے
اور فرمایا مجھ کو اے احمد
میں کہا ہاں اے خالق داور
میں کیا ہوں مباح تجھکو نظر

گل

ابن مجمع کہا ہے سن اے فرد
سو وہ قرز دین میں ہوا مقتول
اور جس شب میں احمد حنبل
بھائی مقتول کا وہ میرے پاس
کہا میں شبکو خواب دیکھا ایک
آیا ہے ایک اسپ پہ ہو سوار
میں تعجب سے بولا اے مقبول
پھر تو کسطرح زندگی پایا
وہ کہا اہل آسمان کو سب
کہ جنازے پہ ابن حنبل کے
جاتیو آسمان سے بر زمین
راوی کہتا ہے جبکہ میں یہ سنا
بعد آئی خبر کہ اس ہی رات

میرے ہمسایگوں سے تھا ایک مرد
اسکو بخشے خدا بجاہ رسول
گیا عقبی کو اس جہاں سے نکل
صبحدم آیا دوڑتا پھر اس
کہ برادر مرا بصورت نیک
ہے نہایت وہ خوش رفتار
بھائی جان تو تو ہو گیا مقتول
اور یہہ عالم میں کسطرح آیا
اور شہیدوں کو حکم بخشا رب
نعش پہ اس امام اعظم کے
بھائیجان میں اے بھائی [illegible]
جلد تاریخ اسکی لکھ کے رکھا
ابن حنبل رح کیا جہان سے وفات

گل

ابن تجبار جو تھا بزرگ بڑا
بولا جبکہ امام فوت ہوا

126

وہ کہا اک شخص نے ہمیں یعنی
کہ بر الکبر پہ ہر ایک قندیل
ہیں منور بہت وہ جو تھا ہے
پوچھا میں کیا سبب ہے اس کا
کیا ہی نادر ایک ہے یہ نور
آیا ہے از برائے اہل قبور
یعنی بسوی امام کے صواب
اور ہمارے سے اٹھایا گیا عذاب

گل

اور محمد پسر جو حرب کا تھا
کہا کہ شب میں خواب میں دیکھا
کہ جو اول ہے احمد حنبل رح
میں کیا عرض اے امام اجل
[illegible]
تب کہا مجھکو وہ امام اجل

[illegible]

ہوئے داخل جو کوئی در جنت
میں کہا کیا تو یہی خدا
اور رکھا کرم سے وہ وادر
در و یاقوت کی بہ زینت و زین
پاؤں نہیں پہرنے دیا ہے مجھے
اور بولا ای احمد حنبل
کہ تو قرآن کو بستر دعیاں

اسکی رفتار ہے یہ بافرحت
وہ کہا ہی خدا! ہے مجھے بخشا
اک کرامت کا تاج میرے سر
تھے مرصع جو خوب تر نعلین
اور مغفور وہ کیا ہے مجھے
یہہ کرامت ہی تجھکو اسکے بدل
غیر مخلوق ہے، کہا ہر آں

گل

اور کہتا ہی حبش نیک انصاب
اور کیا عرض یا رسول اللہ
بولا سرور کہ پیچھے اب میرے
آیا ایسے میں ناگہاں موسی
بولا احمد یہ آشکار و نہاں
آزمایا گیا بصدق و یقیں

دیکھا اک شب نبی کو میں خواب
کیا ہے احمد کا حال کر آگہہ
موسی آتا ہے پوچھ تو اس سے
حال احمد کا اس سے میں پوچھا
فرحت و رنج میں بھی ہر اک آں
ہوا داخل بجمع صد یقیں

گل

شیخ عطار عارف اکمل
اپنے زخموں کے ہی سبب سے بجا
جبکہ پہنچا وفات کے نزدیک
ہاتھ سے اپنے یک اشارہ کیا
تب کیا عرض اس سے اسکا پسر
بولا دقت خطر ہے یہہ دریا

یوں لکھا ہے کہ احمد حنبل
جو تھے موصل بدرجۂ شہدا
حالت نزع میں وہ اپنے ٹھیک
اور لا بعد منہ سے اپنے کہا
کیا ہی یہہ قول تم اکبہا ای پدر
نہیں فرصت ہے مجھے دینے تیرا جواب

یہاں شیطان کہکر پدر نا پاک
ڈالتا ہے ہی اپنے سر پہ خاک
اور یوں بولتا ہے وہ مجبور
کہ میرے سے نجات پایا تو
کہا لا بعد اسلیے میں جاں
ابھی تک دم ہی باقی سر ایماں
اور دو تو خطر میں ہی سر جائے
نہیں ایمن ہوں نہیں تیرے شر سے

گل

اور ابھی تک ہوں میں ای اکرم
شیخ عطار اوس کیا ہے رقم
کہ جنازہ امام احمد سے
جب اٹھائے وہ شیخ امجد کا
تو پرندوں کے سر کی فوج بہ فوج
آکر وہ یا جو نکہ موج بہ موج

اور

ہو سابقون اسکی دو دعا
کہی تمام شد اسکے دیکھ نت ہوا
اور بعد وفات اسکو عیاں
لاش اٹھی ہزار ہیں یہاں
اور کہی لکھا ہے جواب انذر
نفرہ ارشاد یہ کیا سرور
نجی الناجون وھلک
الھالکون
میں کیا عرض یا حبیب اللہ
ناجیاں کون ہیں وہ کر آگہ
بولا سرور ہے احمد حنبل
اور اصحاب اسکی ہیں اہل

اور وہ سب ہوائیں جمع ہوئے — ایک دوسرے پروں کو جمع کئے
سایہ انداز ہو نعش امام — نوحہ کرتے لگے ہیں سایہ تمام

گل

با صفا احمد ابن ابی خالد — اسطرح بولتا ہے ای ماجد
کہ نعش امام ای فاخر — جمعہ کے روز ہیں ہو حاضر
تھا محمد جو ابن عبد اللہ — وہ امامت کیا ہے ای آگاہ
جب جنازہ کی پڑھ چکے ہیں نماز — بولا کیجے شمار اور انداز
شخص کتنے کئے نماز ادا — تب کئے ہیں حساب ان سبکا
مرد اسّی ہزار تھے ای یار — اور تھے عورتیں بھی شصت ہزار
کرتے ہیں اور یوں قلمرانی — کہ مجوس و یہود و نصرانی
روز ترحیل آں امام ہمام — ہو گئے ہیں مشرف اسلام
جب ان اشخاص کا کئے ہیں شمار — ہوئے محسوب سب وہ بست ہزار
چار ملت کے لوگ ہو پر غم — کئے ہیں اس امام کا ماتم
اہل اسلام اول ای مسعود — اور نصارا مجوس اور یہود
کہتے ہیں معتصم بھی دیکھ یہ حال — پھر گیا اعتزال سے فی الحال
جتنے تھے اہل اعتزال آخر — کر دیا ان کو شہر سے باہر
اہل سنت کا بستر اکرام — ہے لگا کرنے بیچ صبح و شام
پوچھے اک شخص سے کہ ای اکمل — کیوں نہ مذہب اکر تھے سب اہل ملل
بولا احمد نے تم سنی سب دعا — وہ دعا یہ ہمیشہ کرتا تھا
یا الٰہی جسے نہیں ایمان — اسکو اپنے کرم سے دے ایمان
دولت ایمان کی دیا ہے جسے — پھر وہ دولت نہ اس سے لے اپنے

گلدستہ
اور علی

اور علی بن موفق اسے دلدار
دیکھا اک شب بہ عالم رویا
اور محشور ہیں خلایق سب
کہ علی بن موفق ہیگا کہاں
تو نہ ڈر وا اور رو بہشت جو تھے وہ
رو دئیے جب حساب کے آفات
بعد ازاں کردگار از رحمت
دیکھا جنت میں ایک مرکز میں
ایک ملک بیٹھا اس کے سوئے یمیں
اور ملک دوسرا بسوئے یسار
کم نہوتا ہے وہ طعام و آب
اور نہیں اس ملک کو رنج و تعب
دیکھا اک شخص کو کہ سوئے خدا
اور ایک شخص کو بھی میں دیکھا
دار جنت کے اندروں در باب
ان اللہ میں پڑھا ہوں تب
تب کہا میں جو حالتیں دیکھا
پس ملک سے کہا ہے وہ دانا
میں نے بولا نہیں انکے فرح پئے
بھوک اور پیاس میں بہت تھوڑا
اسلئے وو ملک کے تئیں داور

بولا حج کو گیا تھا میں اکبار
کہ قیامت ہے آئی اب گویا
اک منادی ندا کیا یہ تب
ناگہاں دو فرشتے آئے وہاں
بحضور خدا مجھے لے گئے
یہ گماں تھا مجھے نہ ہوگی نجات
کردیا مجھکو داخل جنت
کہ اسے منظرے پہ بٹھائے ہیں
ہے کھلاتا طعام اس کو وہیں
بیٹھ پانی پلاتا ہے ای یار
اور نہوتا وہ سیر اور سیراب
دیکھ یہ میں گیا ہوں آگے تب
دیکھتا ہے ہیں چشم اسکے وا
کہ وہ اجلا لباس ہے پہنا
آوے جاوے وہ مثل اہل جنوں
پوچھا مجکو فرشتہ کیا ہے سبب
دیکھ نے آیت یہ اس لئے میں پڑھا
شخص اول ہے کون تو جانا
وہ کہا تب یہ بشر حافی ہے
اور اس حال میں ہی حق سے ملا
کردیا ہے موکل اب اسپر

وہ کھلاتے ہیں اسکو آب و طعام
نہ وہ آب و طعام ہوتو تمام
اور سیری نہ اسکو ہو زنہار
نہ ملک اسکو ہو رنج اور آزار
یوں ہی گذریگا تا بقدر خدا
یہ ہے اسپر ہمیشہ فضل خدا
پوچھا کیا دو ہے جسکو تو جانا
میں کہا اسکو بھی یہ پہچانا
بولا معروف ہی وہ عارف حق
وہ کبھی حق کی بندگی مطلق
خوف دوزخ سے شوق جنت سے
نہیں ہرگز کیا یہ نیت سے
محض از بہر رویت مولیٰ
بندگی وہ کیا ہے صبح و مسا
اس لئے ہے وہ مشغول دیدار
رہے ایسا ہی تا بروز شمار

بعد پوچھا کہ شخص ثالث کو — بول کیا مجھ سے پوچھتا ہے تو
میں کہا نہیں کہا ہے تب وہ اجل — ہے بلاشبہ احمد حنبل
جو دخول و خروج کی کثرت — اس کی دیکھا بروضۂ جنت
اہل سنت کو وہ سمجھتا ہے — انکو جنت میں بھی لیجاتا ہے
ذکر اطہر یہ اہل سنت کا — اور انکے دخول جنت کا
جبکہ پہنچا یہاں بعون کریم — ہوئی نسخہ کی صورت تتمیم

در اختتام این رسالۂ فرح فرجام و مناجات بدرگاہ رب العالم

للہ الحمد یہ رسالۂ خوب — اہل حق کے قلوب کا مرغوب
شکر حق یہ رسالۂ نیک انجام — آئینہ دار ذکر چہار امام
شکر للہ یہ روضۂ ریاں — کہ ہیں گل جس کے تازہ و خنداں
شکر حق یہ حدیقۂ انور — جس کے شاخ و شجر ہیں تازہ و تر
شکر للہ یہ نامۂ روشن — اہل سنت کا جو ہے من موہن
شکر للہ اب یہ گلشن چار — ختم کا لائے آب و رنگ بہار
یکہزار و دو صد سن ہجری — اور اعداد و شش تھے زائد بھی
شب جمعہ تھی اور مہ رمضاں — لیلۃ القدر تھی وہ ای ذیشاں
اس کے ابیات جملہ تین ہزار — اور اک سو پہ تین ہیں بشمار
میں نے ہے چاروں امام کا احوال — بے تعصب لکھا ہوں با اجمال
جو کتب میں صحیح پایا ہوں — نظم میں صاف اسکو لایا ہوں
اور تعصب سے بعضے نے تحقیق — رطب و یابس کئے ہیں جو تنسیق
تاکہ اپنے امام کی تفضیل — ہووے دیگر سے امام پہ تقلیل
اور ائمہ مناظرہ جو کئے — محض تنقیح حق سخن کیلئے

کہ نہیں تھا وہ بحث نفسانی — انکا علم و عمل تھا حقانی
انکا وہ وجہ بحث پہچان — بعض ان کے حسد سے کرکے گماں
کر گئے ہیں کتب میں اپنے رقم — نہ کیا شرم آہ ان کا قلم
جس طرح بحث شافعی کی بات — بو حنیفہ کے صاحبین کے ساتھ
محض وہ امتحان تھا باہم — نہ تھا کچھ اور وجہ ای اکرم
ایسے بے اصل باتیں ہیں جو — لائق اعتماد نہیں ہے او
پر تعصب جو باتیں ویسے — جیسے بعضیں روایتیں ایسے
ہیں پتا نہیں جیسی کے ایام — نہیں اک بات تھا نہیں وہ حسن خلق

سب ائمہ سے حسن ظن رکھ تو
شیخ عارف امام شعرانی
اپنے میزان میں بوجہ لطیف
دیکھ با غور کر اسے مفہوم
یا الٰہی بہ یمن شرع رسولؐ
جو ائمہ ہوئے شریعت کے
انسے دے حسن اعتقاد ہمیں
اہل سنت میں ہی رکھ ہمکو تمام
ہمکو عامل کتاب و سنت پر
ہم کو اعدائے دیں پہ رکھ منصور
کر شہادت پہ تو ہماری ممات
اور زیر لوائے پیغمبر
ساتھ کر اسکے داخل جنت
بھیجیے ہم سے اب صلوٰۃ و سلام
اور چاروں امام پر بے حد

دور اپنے سے کر تعصب کو
رازدان فیوض ربانی
خوب لایا ہے یہ بیان شریف
تا ائمہ کا ہو ادب معلوم
اس رسالہ کو کیجئے مقبول
جو اکابر ہوئے طریقت کے
انکی دے پیروی کا ذائقہ ہمیں
اہل بدعت سے دور رکھ بدوام
رکھ ہمیشہ سلف کی سیر پر
اور رکھ انہوں کو سب مقہور
قبر اور حشر میں نہ دے آفات
ہمکو محشور اپنے فضل سے کر
دے سدا اپنی نعمت رویت
بہ محمدؐ و آل و صحب کرام
اور محبوب برتر از بے حد

رَوَّحَ اللّٰهُ رُوحَهُمْ اَبَدًا
جَعَلَ الْجَنَّةَ لَهُمْ مَثْوٰى

تمت

تاریخ تصنیف

از نتائج افکار مدقق علوم عقلی و نقلی مولانا مولوی

حسب انتقاد بعض صحیح
جہت بنا سبب فضیلت
خلف الرشید حضرت مصنف رح

اِنَّ هٰذَا الْكِتَابَ صَنَّفَهُ
سَيِّدِيْ مُتَحَلِّيْ بِطَلِبَةِ الْمُتَعَالِ
فِيْ تِبْيَانِ الْاَئِمَّةِ الْاَرْبَعِ
رَوَّحَ اللّٰهُ رُوْحَهُمْ مَنَازِلَ
لَائِحٌ كَالشَّمْسِ فِيْهِ وَكُلُّهُمْ
كَانَ اِلٰى تِلْكَ الْاَحْوَالِ
عَنْهُ فِي الْكَوْنِ مِثْلُهُ شَيْءٌ
بَلْ عَدِيْمُ النَّظِيْرِ وَالْاَمْثَالِ
فِي الشَّمَائِلِ ... مَا ...
وَصْفُهُ شَائِعٌ بَيْنَ ...
مَنْ يُرِدْ ...

فَلْیَرْجِعْ اِلَیْهِ بِالْاِحْفَالِ

بِسَوَادِ الْعُیُوْنِ یَکْتُبُهٗ	کُلُّ مَنْ صَادِقُ الرُّمُوْزِ دَنَا
مِثْلُ مَا فِیْهِ مُنْتَقًا نَظْمًا	لَیْسَ یَاْتِی الزَّمَانِ حَتّٰی الْیَمَا

فَبِلَا رِیْبَةٍ یُقَالُ لَهٗ،
رَوْضَةٌ مَاءُ نَهْرِهَا سَلْسَالٌ
۱۲۷۱ ھ

ایضاً

گل باغ دیں مولوی عبدالحی	جناب معلی فضائل پناه
زہی گلستاں بیاراسته	برنگ مناقب بفضل اله
چه فردوس اعلی چه جنات عدن	برشک اندر آمد چو کردش نگاه
بمستی درآئی ز بوی گلش	بسیرش چو پرداختی گاه گاه
چوں رضوان جنت نگه کرد گفت	زہی بیخزاں گلستاں واه واه ۱۲۷۱ ھ

منتخب تذکرة المحدثین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد خدا و نعت رسول	تذکرہ عالمی نگاہ سے مقبول
فقہا اور محدثین کرام	صوفیہ اور محدثین عظام

اور مجلس اہل کمال
یعنی ارباب نظر و استدلال
اور اہل مواعظ و تذکیر
علم دیں کے مصنفین کثیر
حافظان حدیث مصطفوی
حاملان شریعت نبوی
ستون دین کے ارکین ہیں
شرع و ملت کے سب اساطین ہیں
ان کے ہر طبقہ سے ای [illegible]
جو ہوئے عالمان ربانی
ورثة الانبیا ہیں اور اخیار
پائے میراث انبیا اخیار
انبیا نائبان خدا کے ہیں
نائبان یہ بھی انبیا کے ہیں
واسطے سے انہوں کے رب حمید
دین اسلام کو دیا تائید

حضرت مولانا مولوی شاہ عبدالحی صاحب واعظ [illegible] کی تالیف کتاب تذکرة المحدثین [illegible] منتخب تذکرة المحدثین چار گلشن [illegible] ۱۲

زینت ان سے لیا ہے دین متیں
انکی ہے تیغ زباں کرے جو کام
اور جو نہیں ہے قلم اور انکا
نیزۂ آہنی سے بھی آپار
کہ اقامت دلیل و برہانکی
انکی جو خامۂ زباں سے ہوئی
انکے ارشاد اور ہدایت سے
لائے ایماں بے عدد کفار
بادشاہاں مطیع ان کے ہوئے
یوں سلاطیں کو زیر فرماں لے
اور ایسے کئے ہیں تصنیفات
کوئی ایسا ہوا ہے ان سے تفسیر
ہوگئے بہزار جلد کلاں
کوئی ایسا ہوا ہے عالی جاہ
ہوئے انیس ۱۹ اسکے جلد ضخیم
اسکا جیلان وطن اصلی ہے
کوئی ایسا ہوا بلند نصاب
جلد کوئی کتاب کے ہفتاد ۷۰
ہیں وے مبسوط جامعین و سیر
انکو لکھا وہ پیشوائے زمن
جو ہے شاگرد فرد اکرم کا

اسنے محکم ہوئی ہے شرع میں
تیغ بران نکر سکے وہ کام
کرے ہنگامہ بر صف اعدا
کام ویسا ہو سکے زنہار
اور تردید کفر و طغیاں کی
کہاں وہ تیغ اور سناں سے ہوئی
انکی تکمیل اور کرامت سے
ہوئے کامل کبھی ناقصان بسیار
عجز نے کئے اپنے سر خمیدہ کئے
کئے برپا دین کے جھنڈے
جسکے باقی ہیں حشر تک برکات
کہ وہ قرآن کی جب لکھا تفسیر
ابن شاہین تھے وہ گرامی شان
کہ لکھا جب وہ شرح بسم اللہ
نام اسکا رکھا ہی کہف رقیم
نام عبدالکریم جیلی ہے
کہ وہ ایسے لکھا ہی پانچ کتاب
اور کیسے ہیں جلد تا ہشتاد
اور زیادات ای کو مختصر
ہے امام محمد ابن حسن رح
بوحنیفہ امام اعظم رح کا

ہوا کوئی ایسا عالی نسب
صاحب کشف و صاحب عرفاں
کہ نکالا وہ مسئلے و دلائل سب
سورۂ فاتحہ سے با اور اک سب
و الیاس ہے سے اعراب ہیں
فضیلت مشغولی کہتے ہیں از فہم
جسکو ... شمار اوی
سنن میں بیشمار اوی
کہ کتاب ... سوار اوی
اس کے اس ... سر کرام
غرض ایسے ہی فاضلان کرام
ہیں پیشوا ملت اسلام
ہیں رکن ... مجتہدین
خاص ... چار ارکان دین
دین احمد کے چار ... سے
جیسے ... کتاب و سنت سے
چار ... بعید ...
چار نہریں ... بہشت کی
چار صلحا ... سے بلبل
چار باغ ... بلبل

لطائف المنن ۱۲

ابو حنیفہ

ذکر کی سب علمائے عالیشان
مورد رحمت انکا ذکر ہے جاں
ذکر میں انکے از عنایت رب
دیکھ لکھتا ہوں یہ رسالہ اب
خاص بعضے محدثین کا حال
حال و قال انکا اور علم و کمال
جو کہ امت میں ہیں شہیر جناب
جنکا ثانی نہ تھے نام و نشاں
تا جو ہیں مبتدی انکے آئیں
طالبان علوم دین متیں
بالضرورت پڑھا کریں انکو
رات اور دن سنا کریں انکو
تا زیادہ ہو انکو شوق علوم
اور حاصل ہو انکو ذوق علوم
جنکا مژدہ کہ سنے علم کے نام
کیسے کیسے مشقتیں وافر

بو حنیفہؒ و مالکِؒ اکمل — شافعیؒ اور احمد حنبلؒ
ہوئے ایسے یہ چار عالیشاں — ساری امت پہ جنکا ہے احساں
سب کمالات باطن و ظاہر — جمع تھے جنکی ذات میں فاخر
تھے ظہور و بطون کے جامع — ان سے انوار فضل تھے لامع
اہل ظاہر و اہل باطن سب — تھے یقیں جن کے تابع مذہب
کیا فقیہ و محدث و صوفی — اور متکلم و مفسر بھی
بلکہ اقطاب و اولیائے کرام — ہوئے مذہب میں جنکے باکرام
الغرض سب یہ اہل علم و کمال — علمأ صوفیہ ذوی الاجلال
سب کے سب ہادیاں ہیں امت کے — اور مظاہر ہیں سب ہدایت کے
گرچہ ہر اک کی اک جدا ہے طریق — لیک مرجع ہے سبکا اک تحقیق
یعنے وہ قرب معرفت حق کی — اور خوشنودی رب مطلق کی
قول اور فعل اور عبادت میں — عادت و خلق اور ارشاد میں
پیروی کا نبیؐ کے لیکے شرف — پہنچنا درگہ خدا کی طرف
کرنا حاصل نجات کا ساماں — یہی مقصد ہے سبکا سر و عیاں
اہل فقہ و حدیث اور تفسیر — اور متکلمین با توقیر
صوفیہ سارے اہل کشف و شہود — انکا سب اصل ہے یہی مقصود
اک ہے دین محمدیؐ سبکا — ہر طرق اور مذاہب انکے جدا
بس یقیں ہر طریق و مذہب — نکلے دین محمدی سے یہی سب
بس وہ سارے محمدی ہیں بجا — دین ہے اسکے مہتدی ہیں جوان
اک جس کی تو راہ لیویگا — اصل مقصود کو نہ کھو دیگا
جبکہ ہیں وہ خواص خیر امم — نائبان رسولؐ عرب و عجم

بلکہ گھر بار اپنا چھوڑے ہیں
اور کئے ہیں جو وے سفر بسیار
کم سنی میں ہی اپنے وے بے قیل
اور اس علم کے ہی دولت سے
کہ کوئی خلق کا امام ہوا
کوئی بیٹھا بہ کرسئی تذکیر
اور کوئی بیٹھ کر بصدر قضا
بیٹھے کوئی بہ مسند افتا
اور ہوا کوئی استاد کبیر
ایک عالم کئے ہیں اسپہ ہجوم
اور کوئی از جماعت علماء
کیا خواص و عوام پیر و جواں
اس کے اتباع کو نہیں ہے شمار
اور ہوا کوئی عارف باللہ
صاحب علم و فہم و کشف و کمال
موشگافی ہے جسکو عرفاں میں
اس کے ارشاد اور ہدایت سے
طالباں خدا الوف و لکوک
جو ہیں اس رہ کے منزل و مقام
ان بزرگوں سے کوئی ایسا تھا
ہوا غوث و قطب کوئی زاہد

رشتہ حب وطن کا توڑے ہیں
جو کہ پھرے ہیں بہت سے شہر و دیار
کس قدر علم کی کئے تحصیل
پائے کیسے بلند تر درجے
مرجع کل خاص و عام ہوا
فیض اسکا ہوا ہے عالمگیر
لب کہ فرماں روائے خلق ہوا
کیا جاری جہاں میں ہے فتویٰ
جس کی آفاق میں ہوئی تشہیر
پڑھے ہیں انواع کے ہیں سارے علوم
رتبہ اجتہاد کو پہنچا
تابع مذہب اس کے ہیں سب یہاں
پیر ہیں ان سے بلاد اور امصار
ہادی و مرشد خدا آگہ
صاحب حال و قال با اجلال
اور رموز شہود و وجد انہیں
تربیت اور فیض صحبت سے
کر رہے ہیں رہ خدا کا سلوک
کر رہے ہیں وہ طے انہوں کو تمام
پایا رتبہ نفیس ولایت کا
اور کوئی ہوا ہے قطب مدار

فیض حق اُس کے اسطرح سے ہی سبھی
یقیں جیسا انکو
ہے بہت انتہا سے علم سے برکات
الغرض ہے جب سے ہیں یہ ثمرات
اور حسن عمل صفا حالات
عالموں کی ہے یہ سب
اور ان کے ترقی درجات
دیکھیں اور غور و فکر سے منصف بھی
علم اور عالموں کی قدر کریں
عالموں کو خدا نے عزت و شان
جو دیا ہے وہ خسرو انکو کہاں
بادشاہاں سبھی آ کے انکے ہیں
پاتے ہیں عزت و شرف کا استفادہ
عالموں کی ہے یہ جاہ و عزت و شان
اور ایسے وقار کا اس پاس
اسکا کیسا ہے یہ سبھی دنیا میں
سمجھیں بہتر ہے اس سے عقبیٰ میں

بس مقدر ہو جو وہی پاؤگے
جو مقدر نہو نہ ہاتھ آوے
گرچہ دنیا کبھی ہاتھ آوے
لیک آخر کو ساتھ نہ آویگی
مال و دولت متاع فانی ہے
نہ کبھی اس کو جاودانی ہے
مال اک دن تمہیں چھوڑ جاویگی
یا تمہیں ساتھ وہ لیجاویگی
علم بیشک ہے نعمت باقی
ساتھ آخر کی دولت باقی
نعمت علم ہے بڑی نعمت
اس کو پہنچے نہ دولت و حشمت
جنکا احوال میں کر لیا تحریر
دیکھ کر اس سے ہو تو عبرت گیر
پیروی انکی کر بعلم و عمل
ہاتھ آویگا نیک اسکا پھل

خون اطہر جو ہے شہیدونکا
تو لے جاوینگے جبکہ یہ ہر دو
علما محشر میں جب آوینگے
ہو الوف و الکوک انکا شمار
انکی اس روز ایسی عزت و شان
ساتھ حضرت کے خلد میں ادنیٰ
کہ نہایت ہے طول جسکا بیان
حق کا دیدار سب سے ہے بہتر
دین کے جو ہیں عالم و عامل
الغرض علم و عالمونکی جاہ
اس سے ہینگے مراد وے علماء
خشیت حق ہوا و نکو شام و پگاہ
پس تو اب علم دین کا طالب ہے
علم کسب معاش میں ہشیار
طمع دنیا کے واسطے حاشا
غم دنیا مخور کہ بیہودہ است
کہیں شیطاں جو ہے عدو تیرا
کہ تو راہ حرص و طمع پڑیگا
طمع کا یہ خیال خام ہے جان
کیا نہیں دیکھتا تو اے ہشیار
ہر کس فکر معاش میں حیراں

اور سیاہی لکھی عالمونکی بجا
عالموں کی سیاہی بھاری ہے
ساتھ ہوں انکے تابعان انکے
پیچھے حضرت کے سب رہیں بوقار
دیکھ کر خلق ہووینگے حیراں
اور وہاں ایسی نعمتیں پاویں
اس کی تفصیل ہوسکے نہ بیاں
کہ ملے خاصگونکو شام و سحر
وے یقیں خاصگونمیں ہیں داخل
دیکھ ثابت ہے کیسی عند اللہ
عالم دیں نہ عالم دنیا
پیرو سنت رسول اللہ
اس کی تحصیل کا ہی راغب ہے
عمر ضایع نہ ابھی کر زنہار
پڑھ نہ زنہار علم دنیا کا
ہیچکس در جہاں نیاسودہ است
دیکھ تجھکو فریب دیویگا
غیر اسلام میاں کا علم پڑھے
یہ بھی تحصیل انکا ایک دام ہے جان
لوگ ایسے ہیں جا بجا بسیار
سیم و زر کی تلاش میں حیراں

انکا احوال پڑھنے سننے سے
ہووے تحصیل علم کی ترغیب
تذکرہ جو ہے اولیاؑ کا اے یار
صاف ہندی میں ترجمہ اس کا
جسکو پڑھنے سے اور سننے سے
اور ترغیب ہو عبادت کی
علماؑ کے یہ تذکرے سے بھی
اولیاؑ کا وہ تذکرہ ہے سبھی
تذکرہ وہ تو عارفیں کا ہے
پس سعادت کے ہیں یہ دو گلزار
سیر انکا تو پس سدا کیجے
کہ صلاح و سعادتِ دارین
یا الہٰی تری عنایت سے
رکھ یہ ہر دو چمن کو تازہ تر
دیکھے ہر امر میں مجھے اخلاص
اسکو اپنے کرم سے کر مقبول
خاتمہ کر مرا شہادت پر
اب یہاں سے کرو شروع اے مرے نانا

پھول ایسے چمن کے چننے سے
پس ہے یہ بات تجربے کے قریب
جسکا جامع ہے شیخ دین عطار
دیکھ نظم سلیس ہے جنے لکھا
دل میں خوف خدا بہت آوے
زہد و تقوے کی اور ریاضت کی
رغبت علم اور عمل ہو بڑی
علماؑ کا ہے تذکرہ یہ بھی
تذکرہ یہ محدثیں کا ہے
فیض کے دو چمن ہیں تازہ بہار
فیض کے ان سے گل لیا کیجے
ہووے حاصل سمجھتے ہی میں
اور تیرے نبی کی حرمت سے
رکھیو رکھ فیض بخش تا محشر
جمع کرنے میں اس کتاب کے خاص
اطف ہے دے مرا تو ہر مامول
بہ محمد و آلہ الاطہر
ذکر کبرائے صالحیں آغاز

ذکر ان محدثین زمانۂ خیر القرون کا جو علم حدیث میں اعلےٰ درجہ کو
پہنچے مجتہد مسلم الاجتہاد تھے اور درجۂ اجتہاد مطلق کو پہنچے
تذکرۂ امام اعظم کہ اوّل و اکمل ائمہ محدثین مجتہدین است

محرفقہ و حدیث خیر انام
صاحب اجتہاد و ذوالاکرام
فرد اکرم سراج خیر امم
معتمد او محقق اعظم
بو حنیفہ امام اعظم ہے
جسکا نعمان نام اکرم ہے
در علوم و کمال و عقل و ذکا
در عبادات و خلق و ورع و تقا
سب کمالات میں یگانہ تھا
اشہر و اوحدِ زمانہ تھا
نادر روزگار ہے دلپسند
نہیں ایسا نفیس جیتی فرزند
یعنے بعد اس کے پھر کسی نے ایسا
غیر دوسرا نہیں ہوا پیدا
پس وہی افضل الائمہ ہے
اول و اکمل الائمہ ہے

ابطی

ہیں بلاشبہ خوشہ چیں اس کے
مستفید اسکے علم سے ہیں تمام
بلکہ فضل وکمال پر بضرور
پہونچی یاروں امام عالیشان
جو ہوئے انکے بعد اہل کمال
اور جو انکی فضیلتیں ہیں کثیر
کچھ مناقب میں انکے ہیں دریاب
دیکھ اسکو اگر ہے تو خواہاں
گذرے جب سن سال اسی جب
صد و پنجاہ جب گئے از ہجرت

ہو ائمہ کہ اسکے بعد ہوئے
او ثناخواں ہیں اسکے با اکرام
متفق اس کے ہیں یقیں جمہور
عصر میں اپنے بے نظیر تھے جا
فیض گیر ایسے ہیں نیکو منوال
ہیں جو خارج ز حیطۂ تحریر
چار گلشن لکھا ہوں ایک کتاب
یہاں کرتا ہوں مختصر تبیاں
ہوا پیدا ابو حنیفہ تب
تب وہ بغداد میں کیا رحلت

کہتے ہیں کہ پچاس ہزار آدمی آپ کے جنازے کی نماز میں حاضر تھے۔ امامت نماز کی حسن بن عمارہ کیا۔ اور منصور خلیفہ آپ کی قبر پر نماز پڑھا اور باقی لوگ بیس روز تک آپ کی قبر پر نماز ادا کرتے تھے ۱۲ منہ

کیا ہے نعمان از تابعین کرام
اسمیں ہے اختلاف پر ہے فصیح
گرچہ بعض اس امام کو ہے آیا
لیکن اکثر ہیں متفق بصواب
اور یاروں نے اس امام کے ہاں
کہ صحابہ کی اک جماعت سے
اور روایت حدیث کی بھی لیتیں
ہے جو مسند ابو حنیفہ کی

پایا ہے از تبع تابعین ہمام
تابعین سے ہے وہ بقول صحیح
تابعین سے نہیں گئے ہیں شمار
عصر میں اس کے چند تھے اصحاب
کیا ثابت بغیر شبہ وگمان
کی ملاقات ابو حنیفہ نے
ان صحابہ سے وہ کیا اے امیں
اسمیں ہیں جو حدیث بھی مروی

کہ سنا ہے جو ان صحابہ سے
ابو حنیفہ امام اعظم نے
مسانید چند پچاس تک ہیں
ابو حنیفہ جو ان سے ہے راوی
ہوا معلوم اس کی ہیں وہ
ہاں بلا شک ز تابعین کرام
اور ز قدمائے تابعین عظام
ہے امام ابو حنیفہ ملا
در فتاوی و اجتہاد آ یار
کیا ان سے مناظرے بسیار
ہمیں اور انہیں بعض باتوں میں
اختلاف اور اتفاق رہا
گئے اہل حدیث و فقہا سے
اس کے شاگرد اور یار تھے

جیسے امام ابو یوسف و امام محمد و زفر و عبد اللہ بن مبارک و فضیل بن عیاض و داؤد طائی وغیرہم جو چالیس آدمی ایک شاگرد درجہ اجتہاد کو پہنچے تھے ۱۲

اور ماوراء النہر و روم میں سب
دوسرے ملکوں میں مختلط ہے سبھی
علما اور اولیائے کثیر
ہند میں بھی اسیکا مذہب
وہ بھی اور دوسرے مذاہب بھی
ہوے مذہب میں اسیکے باتشہیر

مسانید امام اعظم رح

لکھا اسطرح صاحب بستان
کہ موطا امام مالک کی
نہیں اس کے سوا کتاب کوئی
مسندیں دوسرے ائمہ کے
ان اماموں نے خود ہی آذیشان
بلکہ بعد ان کے عالمان دوسرے
رکھے یوں نام اسکا و ذیشان
لیک مسند امام اعظم کی
کیا تالیف اسکی خوارزمی
جبکہ ہجرت سے ششصد و ہفتاد
تب وہ مسند کو ہے رواج دیا
اور مسانید بو حنیفہ رح کے
ہیں وہ چودا عدد تلک آے ہمام
اپنی مسند میں انکو سب لایا
بو حنیفہ کے جو ہیں مرویات
اور آگے بھی اسیکے جانو تم
جمع یونہی کئے تھے اے امجد
شاہ عبد العزیز قطب زماں
جو کتاب ایک معتبر ہے بڑی
خاص کوئی امام سے ہمگی
اب جو مشہور خلق میں ہیں گے
جمع انکو نہیں کئے ہیں جہاں
ہیں روایات انکے جمع کئے
کہ یہ مسند امام کی ہے فلاں
اب جو مشہور خلق میں ہیگی
بو المؤید محمد نامی
اور تھے چار سال اسے زیادہ
دیوے اسکو جزائے خیر خدا
آگے اس کے لکھے تھے جو دوسرے
بلکہ سولہ عدد تلک ہیں تمام
بلکہ اسطرح سے ہی زعم کیا
نہیں چھوڑا ہوں اسمیں ایسے کوئی بات
مسند اس امام کے مردم
لیک مشہور اب ہیں دو مسند

پہلی مسند وہی ہے جسکو ابو محمد جو ہے بن یعقوب
حارثی نے جو ہیں وہ حافظ حدیث ہیں بڑا عالم
بڑی کوشش سے اسکو جمع کیا
اور وہ مسند ہے دوسری کہ جسے
شیخ دین حافظ حدیث ہیں
بن محمد ہے جسکو جمع کیا
تینوں مسند یہ بن خسرو ہیں بھی

احوال امام مالک رح

دوسرا اوہ امام مالک ہے
علم سیکھا مالک سے والد امجد
ہیں انس اسکا والد امجد
اور مالک ہے جانو اسکا جد
اسکے اجداد میں سے ابو عامر
تھا نبی کا صحابی فاخر

سن

سن تھا نود پہ جا تو تب سر جب ہوا پیدا امام مالک تب

مدت حمل اسکے تھے دو سال بعض سہ سال بھی لکھے خوشحال

اپنی لڑکائی سے کبھی تھا وہ سدا طلب علم میں حریص بڑا

ابتدا میں وہ بہت ہوا تھا جب ایک گھر کے سوا نہ تھا کچھ تب

سایہ وہ اپنے گھر کا تڑوا آتا اسکو بیچا کے خرچ میں لاتا

تھوڑے عرصہ کے بعد ازاں مولا اسپہ دروازہ فضل کا کھولا

لگے ہونے بہت فتوح عظیم ہدیہ آنے لگا بہت زر و سیم

اور لڑکائی میں بہی اسکو خدا حافظہ بھی بڑا کیا ہے عطا

جب ہوئی عمر اس کی سترہ سال تب بالطاف قادر متعال

بیٹھکر وہ مسجد میں بتعلیم درس دینے لگا بلطف عمیم

ایکدن تب زعمدہ عورات ناگہاں در مدینہ پائی ممات

غسل میت کو دینے والی جو تھی آنکر اس کو غسل دینے لگی

جب پڑا دست شرمگاہ پہ ہات حق میں اس کے کہی ہاں یہ بد بات

کیا زناکار شرمگہ یہ تھی آہ یہ بات اس نے کہتے ہی

وہیں چپکا رہا ہے اسکا ہاتھ لپٹ کر اس کے شرمگاہ کے ساتھ

گرچہ چھڑوانا چاہا ہیں بسیار لیک چھوٹا نہیں ہے وہ زنہار

آخر کار مضطرب جب ہوئے علما کی طرف رجوع کیئے

اس بات پر لگا یہ ہاتھ کا اسپہ حد قذف کریں اجرا

قرہ ہشتاد اسکو سب مارے وہیں ہاتھ اسکا چھٹ گیا اس سے

تب ہوا شہرت امام مالک کا سچا خلق میں ہوا ہے بڑی

اور اس بات کا شہرت ہر سمت کی خلق کے دلمیں ہو گئی جاگیر

پاک زن پر حرام کا بہتان
سخت ہے اپنی معصیت بیجان
شرع میں اسپہ اوسا حد قذف
گرچہ دنیا میں پاوے حد قذف
آخرت میں یہ حد کیب جاوی
اسپہ از خشم حضرت باری
یہ بڑا سخت زشت ہے نہ کیا
اس سے حق تو مونکو دے پناہ
ایک مسجود ایک ملک لطیف
جو کہ تھا ازا کا بڑا صحیح
تھا مدینے میں مالک کا
مالک اسکا نہ تھا
اور مسجد نبوی
کہتے ہیں وہاں
اس مظلم تھا
عمر فاروق بیٹھے تھے جہاں
اور

اور سر حد میں بھی مدینے کے
اور حرم کی جہاں تنگ ہے جا
کرنے حاجت مدام اپنی قضا
عز و اکرام وہ مدینے کا
اور مجلس امام مالک کی
سب کے سب رہتے با ادب ممتاز
اور حدیث شریف کرنے بیان
غسل کرتا تھا تب وہ باتقدیس
عطر پوشاک کو لگاتا تھا
بکمال خشوع و عز و وقار
ایک مسند مکلل و بستر
پس وہ مسند پہ رکھ کے وہ تشریف
اور کرتے تلک حدیث پاک بیاں
اور کمال ادب سے وہ حاشا
اور حدیث رسول کی تعظیم
دیکھ اس کے عجائب حالات
اور بلاشبہ وہ امام ہمام
کسی وقت میں اسے اصلا
کھاتا پیتا تھا اسکا خلوت میں
باوجود اس وقار و تمکیں کے
اہل و اولاد و خادموں کے ساتھ

نہوا ہے سوار وہ گاہے
نہیں بول و براز اسمیں کیا
بس وہ باہر حرم کے جاتا تھا
اور ادب اسقدر بجا لاتا
غایت ہیبت و وقار کی تھی
کوئی کرتا نہ تھا بلند آواز
ہوتا جب مستعد وہ عالیشان
بعد ازاں پہنتا لباس نفیس
اپنے حجرے سے باہر آتا تھا
بکمال سکون و چین و قرار
ڈالتے اس کے واسطے لاکر
کرتا تھا قرأت حدیث شریف
عود حجرے میں کرتے تھے سوزاں
کبھی زانو نہیں بدلتا تھا
کرتا تھا اسقدر سدا وہ فہیم
پڑتے حیرت میں سب ہی پاک صفات
ایسا تھا ذوالوقار با اکرام
کھاتے پیتے میں کوئی نہیں دیکھا
آشکارا نہیں تھا جلوت میں
باوجود اس شعار و آئین کے
حسن اخلاق سے ہی کھاتا تھا

اور کہتے ہیں وہ امام ہمام | پہنتا خوش لباس ہی بدوام
شہر مشہور ایک ہے اعدن | شہر واقع ہے وہ مملکت یمن
کپڑے اس شہر کے نہایت شان | بیش قیمت نفیس تھے بسیار
اور خراسان و مصر کے کپڑے | قسم اعلیٰ سے جو کہ ہوتے تھے
پہنا کرتا تھا وہ صفا مظہر | اسکا پوشاک تھا سپید اکثر
اکثر اوقات وہ صباح و مسا | عطر پوشاک کو لگاتا تھا
ذکر کرتا تھا پھر حدیث نبیؐ | اس سے تعظیم اسکی تھی مرعی
اور بھی کہتا تھا وہ جلیل الذات | کہ نہ رکھتا ہو دوست ہیں یہ بات
کہ خدا دیوے از رہ منت | کسی بندے کو نعمت و ثروت
اور اس نعمت خدا کا اثر | نہو اظہار حق کے بندے پر
کیونکہ کتمانِ نعمت منان | ہووے کفران نعمت آ ذیشان

فائدہ

سلف صالحین کا حال ہے یہاں | اندریں باب مختلف ہے پہچان
پہنتے تھے کوئی نفیس لباس | اور آدون کوئی بلا وسواس
انکے ہیں دو طریق بھی تھے نیک | ان سے ہر ایک کی نیک نیت دیک
پہنتے تھے جو فاخرہ پوشاک | تھی یہی انکی بس کہ نیت پاک
کریں اظہار نعمت مولا | تا ادا ہووے شکر نعمت کا
اور جو کوئی لباس کم قیمت | پہنتے تھے یہ انکی تھی نیت
کرتو ضلع کا اپنے ہووے شعار | اور شہرت نہ اپنی ہو زنہار
پس ہر ایک ان سے ہی مصیب ہے جاں | اجر ہر ایک کو نصیب ہے جہاں
بسط سے اس بیانکی تفصیل | اور ہر ایک طایفے کی دلیل

درکتاب فوائد فردوسی
میں نے لکھا ہوں دیکھا ہے کہ حال
الغرض وہ امام عالیشان
علم میں تھا یگانۂ دوران
بولتا ہے حدیث ایک ہزار
میں لکھا ہے جو بات ہی کئی بار
بسکہ اوقات خاص اللہ کا
سارے مصروف علم ہی میں تھے
اور اکثر انکا ہو عمل
اسکا تھا گر دو تھے بہت فقہا
سے آزاد مجلس فتح کیا میں
دکن ملت فقہا و مجتہدیں
اور بہت سے مجتہدین بکمال
انکی تفصیل جیسی ہے طومار
اور بیلا شبہ اسکی شاگردی
اک نشان فخر و افتخار کی تھی
اس

اس زمانیکے اولیا ذیشاں / تر زباں اسکی مدح میں ہیں جہاں

اور جب اس امام نے آ شریف / کی موطا کی ابتدا تصنیف

علمائے مدینہ بھی اکثر / طرز پر اس امام کے خوشتر

لگے کرنیکو خود بھی تالیفات / لوگ مالک سے تب کہے یہ بات

کرے کیوں ایسے امر میں محنت / دوسرونکو بھی جسمیں ہے شرکت

دیکھا نسخوں کو سب وہ منگواکر / کہا اسطرح پھر وہ نیک سیر

کہ ہے نزدیک جان لیویں گے / کونسا تھا عمل خدا کے لئے

پس کتب سے انہوں کے ایذیشاں / نہیں پیدا کسی کا نام و نشاں

ہاں وسارے کتب میں ہے اک نیک / ابن ابی ذیب کی موطا ایک

اور موطا امام مالک کی / دیکھ مخدوم ہے جہاں میں سبھی

اسکی صحت میں کہتے ہیں آزکی / کہ وہ ام ہے بخاری کتاب مسلم کی

علمائے کبار کی بصواب / مایۂ اجتہاد ہے وہ کتاب

اور مقرر قبولیت کی نشاں / ہووے ہر قدر حسن نیت جاں

اور موطا امام مالک سے / جانو بے شبہ وقت میں اسکے

سند اس سے کئے ہیں جو اخیار / ہے قریب ہزار انکا شمار

اہل فقہ و حدیث اور امرا / صوفیہ نامدار اور خلفا

بر طریق تبرک اے راشد / کئے اس باصفا سے اسکی سند

حکایت

کہے ابن خلف کہا اے یار / کہ تھا مالک کے پاس میں یکبار

پوچھا ایک شخص آکے آذیشاں / کیا ہے مخلوق یا نہیں قرآں

کہا مالک یہ سن کے ایمردم / ہے یہ زندیق اسکو مارو تم

اور کرنے لگا نظر بہ زمیں
عرق اسکی جبین پر آیا

دیر تک فکر میں رہا حزیں
بعد ازاں اسطرح سے فرمایا

الاستواء معلوم والکیف مجہول والایمان به واجب والسوال عنه بدعة ۔

ترجمہ یعنے لفظ استوا جو حق تعالی قرآن میں فرمایا وہ معلوم ہے اور کیفیت اسکی نامعلوم ایمان اسپر واجب سوال اس سے بدعت ہے ۱۲

پس کیا حکم مالک فاخر
کیونکہ وہ بدمذہب تھا اور گمراہ
حلیۃ الاولیا میں آیا اکرم
سہل ابن مزاحم ماجد
بولتا ہے کہ میں بعالم خواب
اور کیا عرض یا رسول خدا
دین کے گمراہ ہو رہیں گا سبب
کہ پیچ تحقیق اسکی کس سے ہم
[illegible] مشکل ہو
اور [illegible] کتاب الحیا
بولتا ہے کہ تو لیتے ہیں اسباب
[illegible] مسجد میں [illegible] شاہ جہاں
اوپر آلات [illegible] ذوالاکرام
اور حضرت کے روبرو اجہال
[illegible]

اسکو مجلس سے اب کرو باہر
پوچھا یہ بات جو معاذ اللہ
اصفہانی نے یوں کیا ہے رقم
مرو میں تھا وہ جو بڑا عابد
دیکھا اک روز مصطفی کا جناب
آپ کا گھر پاک جب گذرا
ہمکو خاطر میں شبہ و شک آئے
سکے ارشاد تب وہ شاہ امم
مالک ابن انس سے جا پوچھو
ابو عبد اللہ اک بزرگ جو تھا
پایا میں روایت سے ابرار
اور ہیں الطرف آپ کے لوگاں
روبرو آپ کے کیا ہے قیام
مشک تھوڑا دھرا ہوا تھا وہاں
اہل باصفا کو دیتے تھے

[illegible]

یعنے وارث ہے میرے علم کا او — یہی اس کی مراد ہے سمجھو

رحلت

وہ امام ہمام جب اک بار — مرض موت سے ہوا بیمار

لوگ خدمت میں اسکے آتے تھے — اور وصایا اس اس سے جاتے تھے

علمائے دوسرے بھی شہروں کے — تب ملاقات کو جو آئے تھے

یہ خبر سن وداع کے خاطر — ہوئے اس کے جناب میں حاضر

شیخ یحییٰ جو تھا ابن یحییٰ — ایک شاگرد اس معظم کا

بولتا ہے کہ میں حساب کیا — اندلس تک تھے سب علمائے

لگے کرنے وداع جب واہ — ان بزرگوں کے میں بھی تھا ہمراہ

جا کے ہم سب یہ پیش گاہ امام — لگے کرنے ادب سے اس کو سلام

اور تب بات ہم یہ چپتے تھے — تا ہمیں دیکھ کچھ او فرمائے

کھول آنکھیں وہ لیں ہمیں دیکھا — اور یہ فقرہ زبان پر لایا

الحمد للہ الذي هو اضحك وابكى وامات واحيا

پھر کہا اب قضا ہے پہنچی آ — اور نزدیک ہے لقائے خدا

بات یہ سن کے ہم قریب ہوئے — اور اسطرح سے ہیں عرض کئے

کیا ہے کہ حال تیرے باطن کا — کہا خوشحال ہوں میں شکر خدا

اب ہے حاصل مجھے کرو معلوم — صحبت اولیائے اہل علوم

اور پیغمبروں کی نزد خدا — ان سے بہتر نہیں کوئی حاشا

اور استاد سے بھی ہوں خوشحال — کہ یقیں میرے عمر کے مہ و سال

فضل سے حق کے علم پڑھنے میں — ہوئے مصروف اور پڑھانے میں

اور اب دیکھتا ہوں غیر قصور — بالیقیں اپنی سعی کو مشکور

۱۲۵ غزل

کیونکہ بیشک ہے کار خیر عمل

فرض ہے ہر پیر جوکہ سب پر اس سے

سنت پیغمبر کا ہے

جوکہ مسنون ہمیشہ

از زبان شریف پیغمبر

سب وہ پہنچے ہمیں بغیر خطر

اور اجر و ثواب بھی اسکا

اور ہے بھی پیغمبر خدا نے کہا

علم حج جہاد و حج و نماز

اور ان کے ثواب کا انداز

غیر علم حدیث پیغمبر

نہیں ممکن ہے آگہی اک بار

پس یہ علم حدیث ہی کی

گویا میراث ہے نبوت کی

جو ہیں دوسرے علوم عقلیات

ادبیات اور ریاضیات

نہ

دین کا اک مقتدی میں کچھ بھی
کرے اک مشورت مرے پیچھے کوئی
اور میں غور فکر کر کے شتاب
اس کو بتلاؤں راہ حق و صواب
تا کہ ہو اس کے دین کی اصلاح
پاوے دارین میں وہ فوز و فلاح
رابطہ راست اسکا ہووے بھی
حق تعالیٰ سے اور اس کے نبی
بات یہ کبریا سی اے دلبر
ہے یقیں سو جہاد سے برتر
کہا یحییٰ نے امام مالکؒ کا
تھا یہی آخری کلام بجا

احوال امام شافعیؒ

تیسرا وارث علوم نبی
شافعیؒ ہے امام مطلبی
...
کہ

نہ علاقہ رکھیں نبوت سے
بخلاف ان علوم کے در باب
انبیاؑ کے بیاں سوا اے یار
پس یہ علم شریف کے بدوام
اک کرامت بھی اک ثواب عجیب
انبیاؑ کے یقیں کرامت کا
کنہ اس کا یقیں سوا حق کے
پھر کہا یہ حدیث اب سنئے
اب تلک اس حدیث اقدس کی
کہا مجھ سے ربیعۂ اکرم
گر کسی سے نماز میں ہو خطا
اور پوچھے مرے سے آ وہ سلیم
یعنے اس کے فرائض و مسنون
اور نشاں دوں ثواب سے اس کے
کہ مجھے دیوے ساری یہ دنیا
اور قسم ہے خدائے واحد کی
یا روایت میں کوئی حدیث ہو
فکر میں اس کے سمجھی نہ آوے خواب
پوچھوں پس جا کے کوئی عالم سے
اہم بہتر ہے پاس میرے یہ ہاں
اور کہا میں سنا ز ابن شہاب

ہیں وے خارج نبیؐ کی دعوت سے
یعنے علم ثواب و علم عقاب
وے نہ حاصل کسیکو ہوں زنہار
جو ہیں خدام واجب الاکرام
فضل سے ہے خدا کے انکو نصیب
ہے سفینہ ثواب کا بھی بجا
نہیں زنہار کوئی بیاں سکے
نقل کرتا ہوں میں ربیعہ سے
نہ روایت کیا تھا میں نے کبھی
حق تعالیٰ کی ذات کی ہے قسم
اور نجانے کہ کیوں کرے وہ ادا
اور کرو ہمیں نماز کی تعلیم
اور آداب اس کے بتلاؤں
تو یہ بہتر ہے اس سے پاس ہر
صرف کر دوں اسے براہ خدا
علم کے مسئلہ میں شبہ کوئی
گذرے خاطر میں میرے لوگو
اور رہوں تا صباح زیب و تاب
اور وہ شب مرے سے رفع شبہ کری
حج مقبول ایک سو سے بجا ہے
کہتا تھا بار ہا وہ نیک لقب

کہ محمد ہے نام پاک اس کا
سن ہجری تھا یکصد و پنجاہ
عالم حمل میں ہے ماں اسکی
مشتری سا ستارۂ رخشاں
مصر میں جا پڑا ہے وہیں سے بتھی
اور بہ خواہش خدائے کریم
عمر دو سال اس کی تھی کہ ادسے
عمر تھی سات سال اس کی جب
عمر دس سالگی میں حفظ ہوی
اور اسوقت مسلم خالد
شافعیؒ اس سے علم فقہ پڑہا
اپنے قبل بلوغ وہ یکتا
اس کے منہ میں لعاب پاک اپنا
بارک اللہ اس کو فرمائے
حفظ و علم حدیث بھی اس کا
اور ہوا جب وہ پانزدہ سالہ
پس مدینہ گیا بلا و ہوا اس
وہ کہا جب میں اس کے پاس گیا
ایک ساعت تلک وہ دیکھ سیر
حق تعالی نے اپنی رحمت سے
پوچھا مجھ سے کیا ہے تیرا نام

ابو عبد اللہ کنیت و الا
ہوا پیدا منا میں وہ آگاہ
کہتے ہیں خواب اسطرح دیکھی
باہر اس کے شکم سے ہو کے عیاں
روشنی اس کی ہر بلد میں گئی
حال طفلی میں وہ ہوا ہے یتیم
جدّ و مادر بہ مکہ لے آئے
ختم قرآن وہ کیا ہے تب
سب مؤطا امام مالکؒ کی
چوتھا مکے کا مفتی جید
ہوا فی الوقت فقہ میں یکتا
خواب میں پایا مصطفےٰؐ کا لقا
ڈالے حضرت وہ اسکو چوس لیا
نہ خطا اس سے پھر ہوی کاہے
اسی ہنگام سے ہی پڑھنے لگا
اذن فتوے اسے دئے علما
رہا جا کر امام مالک پاس
جبکہ مالک مرا کلام سنا
خوب تکبیر طرف کیا ہے نظر
اک فراست بڑی دیا تھا او
میں محمد کہا ہے میرا نام

تب کہا مجکو وہ کہ خوش و خرم
در خدا سے بشیر بہت بہت
سر زور ہے بیش سر کمتر
امت احمدی میں اب بس
عظیم الشان ہے انسان
مجکو دو لوگ کہا یہ بہت ہیں
پس رہا ہیں اسی کی صحبت میں
ایک بار فیض بہت قبل
علم جو اسکے پاس تھا بے تحصیل
فضل سے حق کی تحصیل سب کی
پس سفر کی جب اس نے رخصت لی
اس نے تب مجکو یہ وصیت کی
رکھو اس کو دل میں تب تک تمیم
نور ڈالا ہے رب لطف عمیم
اس کو مت ظلمت گنہ سے بجھا
پس وہ ہے آپ کو گنہ سے بچا
پس ہے ہاں شافعی ذو الاجلال
غل شغل علم و فضل و کمال

بعد

نظر کیا اسی شب امام شافعی کو خواب میں
دیکھا پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا
فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو کرسی پر
بٹھلایا اور موتی مجھ پر نثار کیا
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۱۲

احوال امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ

اور پچھتا ہے وہ امام اجل
احمد ابن محمد حنبل رح
ابو عبد اللہ کنیت والا
پہنچے عدنان کو نسب اسکا
ایک سو ساٹھ پر چار برس
جبکہ گذرے ز ہجرت اور تب
متولد ہوا وہ در بغداد
پایا بغداد اس سے فخر زیاد
پایا

ہوا حفظ حدیث میں یکتا
بعلوم کتاب اور سنت
درجۂ اجتہاد کو پہنچا
پس گیا شافعی رح سوئے بغداد
علما واں کے اسپہ جمع ہوئے
اور کتاب قدیم اپنی وہیں
بعد مکہ طرف گیا اسے یار
پس گیا سوئے مصر وہ مقبول
اور کتاب جدید کی تصنیف
کتب اس کے اصول دیں میں ہاں
اور مقرر فروع میں رکھ یاد
اور کہا ہے محمد ابن حسن
جو ہے اوسط ابو حنیفہ رح کی
یک شب و روز میں وہ حفظ کیا
کہتے ہیں شافعی رح کے پاک اوقات
فیض بخش علوم تھا بہ نہار
اور فضائل ہیں اس کے رکھیئے یاد
جمعہ کا دن سلخ رجب کی تھی
مصر میں شافعی رح نے رحلت کی
زائرین اس سے پاتے ہیں برکت

اور بعلم حدیث بے ہمتا
ہو گیا تھا یہاں تلک سبقت
مجتہد مستقل ہوا وہ بجا
اور رہا دس برس وہاں دلشاد
اور اس سے حدیث و فقہ لیئے
کیا تصنیف وہ نکو آئیں
اور بغداد آیا دوسرے بار
ہوا نشر علوم میں مشغول
مصر میں ہی کیا بطرز لطیف
ہینگے چودہ مجلد اسکے ولیکن
وے عدد میں ہیں الکسو سے زیاد
مدح میں شافعی رح کے اے مومناں
شافعی رح مستعار محض سے ہی
حافظہ اسکا تھا قوی البنیاد
اسطرح صرف ہوتے تھے دن رات
ذکر اور فکر میں تھا شب بیدار
بنے نیرہ کتاب سے بھی زیاد
دو صد و چار دہ سن ہجری
عمر چون برس کی تھی اسکی
حق تعالیٰ کی اسپہ ہو رحمت

ح ربیع بن سلیمان نے کہا کہ میں امام شافعی کے جنازے سے فارغ ہو کر لوٹ آیا تو ہلال شعبان کا ۱۲

پایا بغداد میں ہی نشو و نما
اور وہاں کے شیوخ سے تحصیر
کرچکا وہ امام فرخ پے کیے
گیا حرمین اور یمن وہ ہمام
علماء سے وہاں کے وہ مقبول
یاد تھے اس کو اسقدر اخبار
یعنی دس لاکھ تک ہیں در تعداد
ابن ہارون اور سفیان سے
ہے وہ راوی حدیث نبوی کا
مثل شیخین اور ابو داؤد
اور بہت سے ائمہ والا
اس کی مسند ہے خلق میں مشہور
عصر میں اس کے وہ کتاب اسکی
کہ زیادہ یقیں ز تیس ہزار
اور کہا ہفصد و پچاس ہزار
میں نے سب ان سے انتخاب کیا
کہتے ہیں اس کی مجلس پرنور
ان میں زنہار ذکر دنیا کا
او نہ کیا تھا وہ اختیار ای یار
اسکے ستر برس وہ صبر کیا
ورع اور احتیاط اور تقوی

اور وہیں اکتساب علم کیا
جب سماع حدیث پیغمبر
جلد اپنے وطن سے نکلا ہے
کوفہ اور بصرہ اور جزیرۂ و شام
کیا حاصل بہت حدیث رسول
کہ عدد جنکا ہے ہزار ہزار
جو حدیث اس امام کو تھے یاد
شافعی اور شیوخ ذیشاں سے
اس سے راوی بہت ہیں علماء
ابو زرعہ امام فیض آمود
بہت اس کی کیئے ہیں مدح و ثنا
مستند عالم و نکی ہے پر نور
جانیو سب کتب میں عمدہ تھی
جمع اسمیں کیا حدیث اسے یار
جو کہ حاضر حدیث تھے بے شمار
جانیو جمع یہ کتاب کیا
مجلس آخرت تھی غیر قصور
جانیو تم کبھی نہ آتا تھا
فقر کو ہی مدام لیل و نہار
اور کسی سے نہ کوئی چیز لیا
اور توکل بھی صبر و استغنا

جو دیا تھا اوسے کرم سے خدا
نہو اسکا بیاں قلم سے ادا
شیوخ بس عجیب و غریب
کرچکا یاں بس لیک اک ادیب
آگے بیاں میں بیاں نہیں تطویل
ختم کرو اسکے حالات قلیل
ہے نسخہ مختصر سبب
یہ لیو امام سے حالات
میں یہ چار و امام سے لسطے
تمشن میں لایا آسنا پیر
چار ہی تھا وو
سن ہجری تھا دو سو اکتالیس
کیا رحلت وہ معدن تقدیس
جمعہ کا روز تھا وہ وقت ضحی
عصر کے بعد اسکا دفن ہوا
اسکی بغداد ہی میں ہے مرقد
روح اللہ روحہ الامجد
الغرض یہ چار امام ہمام
محدثین کرام
ہوئے ایسے
ورجہ

درجۂ اجتہاد کو پہنچے — مجتہد مستقل و مطلق تھے
درجۂ اجتہاد مطلق سے — نہیں اعلا ہے درجہ کوئی سنئے
بعد ان کے نہ کوئی ہوا ایسا — کوئی محدث نہ درجہ یہ پایا
کہ ہیں یہ چہار صاحب مذہب — ہینگے برحق مذاہب انکے سب
ہوئے یہ چار در زمانِ سلف — نہ سلف کی بزرگی پاوے خلف
کہ ہے خیر القرون سلف کا زماں — وے حدیث اسکو خیریت کا نشاں
جعل الجنۃ لہم مثوا — رضی اللہ عنہم ابدا

احوال امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مقتدائے محدثین عظام — سر اہل حدیث خیر انام
نادوال فیوض باری سے — شیخ و علامۂ بخاری ہے
اس سبب سے اسے بخاری کہیں — کہ وہ پیدا ہوا بخارا میں
عصر کے وقت روز جمعہ کا تھا — گذرے شوال سے تھے دن سولا
ہجرت مصطفےٰ سے آ خوشحال — صد و نود اپر تھا چوتھا سال
حق تعالےٰ کے فضل سے ایجاں — ہوا پیدا بخارئی ذیشاں
اور لفظ بخاری بالتوقیر — دیکھئے اس قدر لیا تشہیر
کہ مؤلف کا اور کتاب کا نام — یہی ٹھہرا ہے در خواص و عوام
اور محمد ہی نام خاص اسکا — ابو عبد اللہ کنیت والا
اس کے والد کا نام اسمٰعیل — اور براہیم نام جد اے خلیل
اسکا فر جد مغیرۂ جعفی — وہ مجوسی تھا پیچھے ای بھائی
ہاتھ پر پس یمان جعفی کے — وہ مشرف ہوا ہے ایمان سے
تب یمان والی بخارا تھا — اور تھا معمول اس زمانے کا

اور ایمان ہو یا لاتا جسکے ہاتھ پر اسکو منسوب اس شخص کی کرتے تھے پس مغیرہ کو اسی لئے ہی جعفی کہتے تھے لوگ ای ذیشان اور بخاری محدثوں کا تھا بلاشبہ مقتدا و امام علما اسکی کرتے تھے تعظیم اور کرتے تھے اس کی توقیر وہ جو صحیح الحدیث مسلم تھا جانو شاگرد تھا بخاری کا جب بخاری کے پاس وہ آتا ادب اسکا بہت بجا لاتا بولتا اذن اب مجھے دیجئے تاکہ دوں بوسہ پاؤں کو تیرے اور اسطرح ترمذی نے لکھا کہ نہ مانند اسکے میں نے دیکھا
حق

حق نے بخشا ہو جس سے زینت و زین
کہا ابن خزیمہ اسے مسعود
در علوم حدیث پیغمبر
نہیں ظاہر ہوا بخاری سے
اور بعضوں نے اسکی شا میں کہا
ایک آیت تھی ہاں بروئے زمیں
اور لکھے ہیں اسکی ہی شا میں
اور فہم کتاب و سنت میں
اور در وقت نظر اسے امیں
اور تمیز اصل فرع میں بھی
عصر میں اپنے بے نظیر تھا وہ
والد ماجد اسکا اسمٰعیل
تھا جو ابن مبارک والا
جو تھے یاراں امام مالک کے
مستجاب الدعا تھا وہ ذیشان
کہ بخاری بحال لڑکائی
جو اطبا تھے اس زمانے کے
اس کی مادر نے تب توجہ لا
خواب میں دیکھی اپنے ابراہیم
کہے تیرے پسر کی بینائی
وہ تیرے کثرت دعا کی سبب

امت مصطفیٰ کو سب بے مین
کہ کہیں زیر آسمان کبود
کوئی داناتر اور حافظ تر
اس نے پایا یہ فضل باری سے
حق تعالےٰ کے آیتوں سے بجا
وہ بخاری کی ذات پاک یقیں
کہ حدیثوں کے حفظ والقا میں
ذہن کی حدت اور جودت میں
قوت اجتہاد میں بھی یقیں
اور تقویٰ میں زہد و ورع میں بھی
سب کمالات میں شہیر تھا وہ
تھا معظم ز راویان جلیل
فیض صحبت یہ اسکی پایا تھا
تھا یہ راوی حدیث کا ان سے
اور بخاری کی والدہ بھی بحال
جبکہ کھویا تھا اپنی بینائی
پسر اس سے لاعلاج ہوئے
در گہ حق میں دل سے کی تھی دعا
آئے ہیں وہ خلیل رب کریم
حق تعالیٰ نے پھر عنایت کی
کثرت درد اور بکا کے سبب

پس بخاری کی جب صحیح نبوی اٹھا
حق نے فضل و کرم سے بنا تھا
عمر دس سال بیچ وہ ۱۰ اکبر
ہوا حفظ حدیث کا تہم ستم
عمر سولہ برس میں وہ اپنے
حفظ کتب بن المبارک کے
اور کتب وکیع کے بھی تمام
حفظ وہ ... اور انکا سب
جب کہ زائل اجتہاد و سب
پس وہ واقف ہوا سب ان کا
پس گیا پھر حج بیت اللہ
اپنے ماں اور بھائی کے ہمراہ
عمر اسکی ہوئی اٹھارہ سال
تب وہ از فضل حق سنبھال
کیا تصنیف السب نفیس کتاب
در قضایائے صحابہ و تابعین

کہ بخاری کہا بعالم خواب
میں نے دیکھا رسول مستطاب
آپکے روبرو کھڑا تھا میں
اور پنکھا ہلا رہا تھا میں
دور کرتا تھا مکھیوں کو تب
خواب سے جاگ میں اٹھا تو جب
اک معبر سے جا کیا تقریر
سنکے اس نے کہا ہے یہ تعبیر
کذب حضرت سے تو کریگا دور
یعنے اخبار کاذبہ بضرور
کرےگا آئینہ جدا جن کے
تو صحیح و قوی حدیثوں سے
پس بتالیف اس کتاب شریف
امر اس خواب کا ہی تھا ای حنیف
اسکی تالیف پس شروع کی
جن احادیث جمع کرنے لگا

بعد ازاں در مدینۂ انور
کیا تالیف اک کتاب کبیر
اور لکھا تھا وہ رفیع جناب
اور صحیح بخاری بھی اسے شریف
جو حدیثیں صحیح جمع کیا
کہ صحیح بخاری ہے وہ کتاب
یوں کہے ہیں محققین فہیم
سب کتب سے صحیح تر بصواب
اسکی تصنیف کا سبب ہے یار
کہ جو تھا ابن راہویہ ذیشان
اسکی مجلس کے بیچ آ فاخر
کہا یاروں نے آپ جو ای الیق
مختصر اک کتاب فیض نصاب
اور حدیثیں صحیح پر ہے مگر
تا بلاد غزنہ بغیر خطر
پس بخاری کے دل سے اٹھا ہے
اور چھے لک حدیث ہیں سو اس
انتخاب ان سے تب شروع کیا
اور حدیثیں صحیح تر لیسے
خوف تطویل سے مگر نہ لکھا
اس کی تالیف کا سبب دوم

جا کے نزد مزار پیغمبر
جو ہے تاریخ میں کبیر و شہیر
چاندنی شب کے درمیاں و کتاب
کیا تحقیق ہے وہیں تالیف
اولا وہ یقین بخاری تھا
سب کتب ہے صحیح تر دریاب
کہ زبعد کتاب رب کریم
ہے صحیح بخاری لب لباب
یہ لکھے ہیں محققین کبار
شیخ اسحق جسکا نام ہے جان
تھا بخاری بھی ایک آن حاضر
کہ اگر کوئی صاحب توفیق
کرے تالیف اب اسمیں شتاب
گر کرے اکتفا ہے کیا بہتر
عاملاں سب عمل کریں اسپر
پس اسیوقت بات یہ آئی
تب تھیں موجود جو کہ اس کے پاس
جن بہت ہی صحیح لکھنے لگا
گرچہ ان کے سوا بھی حاضر تھی
لاجرم اکتفا کسی پہ کیا
اور یہ بھی لکھے ہیں جانو تم

بخاری کی [illegible] سات ہزار [illegible] ۱۲

اسکی

اسکی تصنیف وہ نحو عنواں
اور تحریرِ حدیث سے لئے
آکے پھر در مقام ابراہیم
اور کوئی حدیث بھی نہ لکھا
تھا یہ لکھا مسوّدہ اس کا
منبر و روضۂ شریف کے بیچ
تب بھی لکھنے کو ہر حدیث یقیں
اور حدیثیں بکشف یا رویا
اذن وہ جس حدیث پر پاتا
ہوا معلوم اس سے وہ فاخر
اللہ اللہ وہ کتاب ہمام
کی ہے پس اسکی نسبت اشرف
یوں کہا بویزید پاک شعار
بین رکن و مقام ابراہیم
کہے مجھکو تو کیوں نہیں دیتا
کیا حضرت سے میں نے عرض جناب
کئے ارشاد سیدِ اکوان
جسکی تالیف ہے کیا بے قیل
یعنے وہ نسخۂ بخاری ہے
کہیں حضرت جب اسکو اپنی کتاب
اور برائت پر آمد نجات

کیا ہے مسجد الحرام میں جاں
غسل کرتا تھا آب زمزم سے
پڑھتا تھا اک دوگانہ وہ فہیم
جب تلک وہ نہ استخارہ کیا
اور بعد اس کے جب مدینہ گیا
کیا اسکا مبیضہ بے مین بیچ
پڑھتا دو رکعتیں وہ ہر یک آئیں
شاہ عالم یہ عرض کرتا تھا
کہتے ہیں وہ حدیث لکھتا تھا
تھا ز ارباب باطن و ظاہر
ہے بلا شبہ السبی با اکرام
سرور انبیا نے اپنے طرف
کہ میں کعبے میں سویا تھا اک بار
پایا ہوں رویت رسول کریم
درس میری کتاب اقدس کا
کونسی آپ کی ہے خاص کتاب
کہ وہ میری کتاب ہے پہچان
جو محمد ہے ابن اسمٰعیل
بسکہ مقبول رب باری ہے
رتبہ کیا اسکا ہوویگا دریاب
اور دفع حوادث و آفات

[illegible] مقبولیت ہے اسباب
اسکا ہے منتخب یہ احباب
کہتے ہیں اسکا [illegible] جو تھا
کہ حدیث جہاں دین میں کیا
نقل استاد سے اپنے
نام اسکا جو تھا اصیل الدین
اسطرح وہ خبر دیا بیقین
کہ قدمات سنت میں اپنے
[illegible] واسطے [illegible]
اور دو بار تک یہی پڑھا
اکیسو بیس بار [illegible] والا
وہ صحیح بخاری سے باب
حق تعالیٰ کے فضل سے روا ہو دیا
بس وہ حاجت جب یہ بات
شہرہ کو پہونچی [illegible]
حل [illegible] لکھے ہیں اسکو لقا
بس عجب [illegible]
اور جس [illegible] وہ کتاب
حرق و غرق [illegible]
سنی [illegible]

اور بخاری تھا مالدار بڑا
کہ وہ میراث پدر پایا تھا
اور جوا مرد با سخاوت تھا
متقی صاحب مروت تھا
سب کمالات میں وہ پاک انداز
اپنے اہل زماں سے تھا ممتاز
وہ مساکین اور فقرا پر
صدقہ کرتا تھا اپنا مال اکثر
جو بھی علم حدیث کے طالب
رہتا ان کے طرف بہت راغب
ان سے اکثر سلوک کرتا تھا
لطف و اشفاق اپنے دھرتا تھا
اور قلیل الغذا تھا وہ بدوام
کھاتا تھا ایک یا کہ دو بادام
اور چالیس سال تک زنہار
نہیں سالن کیا وہ نوش ای یار
سخت

سخت ایسی بلا سے شام و پگاہ
اور بخاری امام قدس شعار
جو کہ ہوا اس کتاب کا قاری
کی ہے اس نے دعائے خیر بچھان
اور بزرگوں سے ایک پاک نصاب
کی بخاری رہِ ادب سے عیاں
جس جگہ سے قدم اٹھا دے نبی
یعنی در تبع سنت اکرم
پس سماع حدیث کے خاطر
جیسے بے شبہ خود بخاری نے
کر لی استفادۂ اخیار
اور بصرہ کو چار بار گیا
اور گیا جو کوفہ و بغداد
راویوں سے حدیث با اسناد
سب کے گر راویوں کا ہے تعداد
ہر حدیث ان سے جو سنا ہوں نہیں
اور وے راویاں پاک شعار
اور بخاری رح سے ایک خلق کثیر
جیسے مسلم ہے ترمذی ہے جان
اور ان کے سوا بہت اخیار
کہ بلا واسطہ حدیث سنی

حق تعالے رکھیگا اسکو نگاہ
مستجاب الدعا تھا جب اے یار
حق میں اس کے بدر گہ باری
یادے اکثر قبولیت کی شان
دیکھا اسطرح سے بعالم خواب
پیچھے پیچھے ہے مصطفے کی رواں
وہیں رکھے قدم بخاری بھی
رہے حضرت کے وہ قدم بقدم
کیا سفر بلاد وہ فاخسر
یوں خبر دی ہے حال سے اپنی
میں گیا شام و مصر کو دو بار
اور شش سال در حجاز رہا
میں سو وہ کتنے بار نہیں ہے یاد
میں نے سن کر جو کر لیا ہوں یاد
جانیو اکثر اور ہشتاد
بے کم و بیش وہ لکھا ہوں میں
سب کے سب تھے محدثین کبار
بھی ہیں راوی حدیث کے ای میر
اور ابن خزیمہ عالیشان
کہ ہے نو ہزار جنکا شمار
وے بخاری سے ہی سنے ہیں سبھی

سخت بیمار آہ جب وہ ہوا
چھوڑ دینے سے دائما سکن
لوگ جب جد و کد کئے ہیں آ
بضرورت وہ شوربہ تھوڑا
ایکدن تھا نماز میں آ بار
باوجود اسکے وہ نکو انداز
قصہ کوتاہ اس نے یکمدت
اور پھرا ہے بہت سے شہر و دیار
اور انکی ملازمت میں رہا
پس بخارا طرف کیا رجعت
تب بخارا کے لوگ با اجلال
ایک فرسنگ تک بھی اسکیلئے
جائے آراستہ بھی کروائے
سیم و زر اور درہم و دینار
پس بخارا میں لایا جب تشریف
فیض پاتے تھے اس سے خلق کثیر
تب کئے حاسدان زشت سیر
جو کہ تھا حاکم بخارا تب
کیجیے حکم یہ بخاری پر
اور صحیح بخاری لے آوے
وہیں حاکم نے اسکو بلوایا

تب اطبا نے دیکھ اسکو کہا
آئی بیماری خشک ہوکے بدن
تب وہ شربت سے اختیار کیا
ساتھ روٹی کے نوش فرماتا
مار از نبور نیش ستر ابار
نہیں ہرگز کیا ہے قطع نماز
طلب علم میں ہے کی محنت
اور ملا اہل علم سے بسیار
اور ان سے بہت حدیث سنا
اسکی آمد کی جب ہوئی شہرت
ایک فرسنگ آئے استقبال
جابجا ہیں نصب کئے خیمے
شامیانے وے فرش بچھوائے
کئے طبقوں سے لا کے اسپہ نثار
معتقد اسکے تھے وضیع و شریف
کیا خواص و عوام امیر و فقیر
آہ باندھے حسد میں اسکے کمر
ورغلائے ادسے یہ ملکر سب
کہ ہمیشہ وہ آئے تیرے گھر
پڑھ کے مجلس میں تیرے سنوا دے
تب بخاری نے یہ جواب دیا

علم کو ہیں بنا نہ لوں دلیل
اسکو ہم ہیں نہ اسمع لیجاویں
تو سبق ہم اسکے سوئے آگہ
اسکی حاجت اسے ہے غرض
آوے مسجد کو یا کہ سب خبر پر
اس روایت سے ہے اسطرح پر
کہ بہیجا ایسا پیام اسکے حضور
مجلس خاص ایک شہر اوں
میری اولاد اور ہمیں ہی پڑھاویں
دخل اسمیں نہ غیر کا ہووے
تو صحیح بخاری سنوا دے
تب بخاری نے یہ جواب دیا
کہ حدیث ہے علم پاک حضرت سے
سب مسلمان کیا خواص و عوام
اسکے سننے سے مستحق ہیں تمام
اسکو مخصوص بعض سے خاطر
جانتے ہیں نہ ہر کسو کی آخر

ہم نے

وقف فتنے کا ہو گیا اکثر
مادۂ فتنہ ہو دیں طرف منجر
اس خطر سے بہت ملول ہوا
پس تہجد میں یہ کیا ہے دعا
یا الٰہی میں دیکھتا ہوں یقیں
باوجود اس کشادگی کے زمیں
مجھ پہ سب تنگ آ گئی ہے
دلکو میرے یقیں اٹھالی ہے
پس ز روئے زمیں اٹھا مجھکو
اور اپنے طرف بلا مجھکو
کیا مقبول حق نے اسکی دعا
وہیں دنیا سے وہ وفات کیا
شب شنبہ تھی غرۂ شوال
گذرے تھے دوسو اور چھپن سال
شیخ والا خطیب بغدادی
عبدواحد سے نقل کی ایسی

سنکے حاکم یہ ہوگیا برہم
کہ بخاری وطن سے باز آوے
تب بخاریؒ نے بددعا یہ کیا
جو کئے میرے حق میں اہل جفا
یہ دعا اسکی مستجاب ہوئی
اک مہینہ ابھی نہ گذرا تھا
اور ہوا تھا یہ حکم سخت اسیر
اسکو ذلت سے شہر گشت کریں
یہ اہانت یہ ذلت وخواری
بعد اسکو رکھے ہیں قید میں لا
اور دوسرے ہوئے تھے جو بدخواہ
ان سے ہر ایک ایک سخت بلا
نقل ہے جب بخاریؒ والا
تب سمرقند میں گئی یہ خبر
اسکی خدمت میں اک رقیمہ لکھے
تب سمرقند کے طرف وہ چلا
نام فرتنگ تھا وہ قریہ کا
اسی قریہ میں یہ سنا تحقیق
اپنے رکھنے میں اور نہ رکھنے میں
وہ توقف کیا اسی خاطر
ایکشب وہ بہت ہی فکر میں تھے

اور یہ حکم کردیا ہے بہم
شہر سے جلد تر نکل جاوے
کہا ای پروردگار ارض وسما
جلد اس کی سزا سے پہنچا
دشمناں کو سزا شتاب ہوی
ہوا معزول پس وہ اہل جفا
مادۂ خر پہ اس کو بٹھلاکر
اور علانیہ یہ ندا کردیں
ہے سزاے اس زشت کرداری
اور آخر وہ قید میں ہی موا
کیا ان سب کو بھی خدا نے تباہ؟
اس جہاں میں اٹھا جہاں سے اٹھا
جب بخارا کے شہر سے نکلا
لوگ اس جا کے سبھی ملکر
بڑی خواہش سے اسکو بلوائے
ایک قریہ میں جا کے جب پہنچا
وہ سمرقند کے قریب ہی تھا
کہ سمرقند میں بھی ہیں دو فریق
ہیں وہ آپس میں اختلاف درپے
دیکھو تا امر سے وہ کیا ظاہر
کہ ہے لوگوں میں اختلاف پڑا

کہ

که نظر میں کیا یہ عالم خواب
اور صحابہ کی اک جماعت بھی
میں نے دیکھا کہ سید ابرار
میں نے جا کر کیا سلام شتاب
میں کیا عرض تب اے شاہ جہاں
کہ ہے اسکا ہوں منتظر بے قیل
راوی کہتا ہے میں ہوا بیدار
کہ امام بخاری نے والا
تھا وہی وقت و روز رحلت کا
نقل ہے دفن جب کئے اس کو
ایک مدت تلک وہ خوشبو ہی
جو زیارت کو لوگ آتے تھے
اس سبب سے ہی اس کے نزد مزار
مشتہر محترم ہے وہ جگہ
برکتیں اس سے پاتے ہیں عالم
اس کے مذہب کے باکمال ہے خبر
ہے وہ طبقات شافعیہ سے
پس وہ ہے منتسب الی المذہب
کیونکہ مذہب کے جو ہیں منتسبین
جو محدث ہیں اور مجتہدین

حضرت شاہ انبیا کا جناب
آئی تھی ہمرہ رکاب نبی
منتظر تھے کسی کے تب اے یار
دئے اپنے کرم سے اسکا جواب
کہ توقف کا کیا سبب ہے یہاں
جو محمد ہے ابن اسمٰعیل
تھوڑے عرصہ میں ہی سنا اے یار
دار فانی سے انتقال کیا
کہ جو وہ خواب میں نے دیکھا تھا
آتی تھی اسکی قبر سے خوشبو
اسکی تربت سے بس مہکتی تھی
کہ تبرک اس سے لیجاتے تھے
پڑ گیا ہے کہتے ہیں بڑا اک غار
اور ہے خلق کی زیارتگہ
رحمۃ اللہ روحہ الاکرم
کی ہے علما نے اس طرح تحریر
کہا بعضوں نے مجتہد بھی او
مجتہد بھی ہو کچھ نہیں ہے عجب
ہوا ہے انمیں بھی بعض مجتہدین
سب پہ ہے رحمت خدا آمین

احوال امام مسلم رح

پیشوا وہ امام مسلم ہے
فیض بخشش انام ہے اسکا اے بھائی
نام مسلم ہے اسکی
ہاں ابو الحسین ہے اسکی
کنیت ہوا ہے وہ فرخ پے
ابن حجاج ہے وہ
ابن مسلم قشیری ہے
وہ بن مسلم ہے نسبت اک شرف
اور قشیری ہے یہ طرف
منقبت ہے بنی میں تھا جسے
اک قبیلہ عرب ہے اسے
ہو انسے تھے بنی قشیر سو
وطن مشہور
مسلم کا ہے نیشا پور
اور آبا کا اس عظیم الشان
ایک شہر ہے کلاں ملک میں جو
وہ خراسان ہے دو صد و چار میں
سن ہجری تھا دو صد و شش
کہے بعضے تھا دو صد و
[illegible]

[illegible]

نسائی حادیث کے کتب تمام
اور اسطرح سے کہا وہ ہمام
کہ کتاب صحیح مسلم سے
کوئی کتاب آسماں کے نیچے
جو اصح صحیح ہووے نہیں
وہی سب سے صحیح تر ہے یقیں
اور اس کے سوا کبھی اسعید
اور بیاں اس کے مصنفات مفید
شیخ ابو زرعہ رازی مسلم
اور شیخ اجل ابو حاتم
کہے مسلم محدثین کا تمام
ہے بلاشبہ مقتدا و امام
اور ابو بکر و ترمذی اکابر
ابو حاتم بھی اور کئے اخبار
شیخ مسلم سے باوجہ قوی
ہیں حدیث رسول کی روای
اور

فخر اسلام و مسلمیں مسلم ۔ ہوا پیدا افتخار دیں مسلم
جبکہ سن شعور کو پہنچا ۔ علم پڑھنے میں وہ کمر باندھا
طلب علم میں ہی اے ہشیار ۔ وہ پھرا ہے بہت سے شہر و دیار
مصر و شام و عراق اور حجاز ۔ اور ایسے ہی ملک دور و دراز
اور اکثر ثقات سے وہ ملا ۔ اور حدیثیں صحیح ان سے سنا
آیا بغداد کی طرف کئے بار ۔ اس سے راوی ہیں بس وہاں کے خیار
علم و فضل و کمال میں ہو لا ۔ اسکو بخشا ہے ایسی شان علا
کہ ہوا از ائمۂ اسلام ۔ اور حفاظ ملت اسلام
اور یہ علم حدیث تحقیقات ۔ عجب اسکی ہیں تیتیں دئے ہیں بات
فرق کرتے ہیں در صحیح و سقیم ۔ اسکو سب عالموں نے تھی تقدیم
بلکہ اس فن میں وہ یگانہ تھا ۔ قدوۂ کمل زمانہ تھا
جب بخاری بشہر نیشاپور ۔ آ اقامت کیا ہے فائض نور
مسلم اس کے حضور آتا تھا ۔ اور اس سے فیوض پاتا تھا
اور احادیث وہ گرامی ذات ۔ جو سنا تھا ز راویان ثقات
وے احادیث سب ز روئے شمار ۔ تھیں بلاشبہ تین لاکھ ای یار
ان سے سب انتخاب کر اے انیس ۔ اس نے لکھی ہے وہ کتاب نفیس
یعنی ہے وہ صحیح مسلم جان ۔ بے نظیر و مثیل ہے اے ذیشان
ایسی خوبی سے اسکی ہا تالیف ۔ اسمیں اسنے رکھا رموز لطیف
حسن ترتیب ہی اسے ایسی ۔ کہ نہیں کوئی کتاب میں ویسی
جو ہیں علم حدیث کے ماہر ۔ انپہ یہ امر خوب ہے ظاہر
اس لئے شیخ بو علی نے فصیح ۔ دیا اس کی کتاب کو ترجیح

اور تھا متقی بڑا مسلم — اور محتاط با صفا مسلم
جو ہیں اس کے عجائب حالات — سوا نہیں حالتوں سے یہ بات
کہ یقیں اپنی عمر بیچ کبھی — نہ کسی کی بھی اس نے غیبت کی
اور نہ مارا ہے وہ کسیکو بھی — اور کسی کو نہ اس نے گالی دی
ایسے اوصاف پاک وہ مولا — لطف سے اپنے اسکو بخشا تھا
دو صد و شصت و ایک تھا سن جب — بست و پنجم تھی وہ زمانہ رجب
شام یکشنبہ اس نے نقل کیا — اور دوشنبہ کے روز دفن ہوا
پس ہوئی عمر اس کی پچپن سال — خوش رہے اس سے قادر متعال
ابو حاتم محدث والا — شیخ مسلم کو خواب میں دیکھا
پوچھا کیا حال ہے تو وہ کہا — حق نے جنت مباح مجھ پہ کیا
پس یقیں جس جگہ میں چھپا ہوں — دار جنت کے بیچ رہتا ہوں
اور جو تھا ابو علی زاغونی — جب یہ دنیا سے اس نے رحلت کی
کوئی دیکھ اس کو خواب میں پوچھا — کس عمل سے تو رستگار ہوا
کہا یہ جزو جو ہے تیرے ہات — اس کی برکت سے میں نے پائی نجات
جزو تھا وہ صحیح مسلم کا — دیکھیے اس کتاب کا رتبہ
کہا تھا مذہب امام مسلم کا — لکھے اسما ہیں یوں علماء
ہے وہ طبقات شافعیہ سے — منتسب شافعیؒ طرف ہیں کئے
مجتہد بھی تھا کوئی درجہ کا — یا نہیں۔ یہ نہیں نظر آیا
ہم طریقہ تھا پر بخاری کا — درجہ اس کے قریب رکھتا تھا
روح اللہ روحہ ابدا — جعل الجنۃ لہ مثوا

احوال امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ

۲۷۵ ابو مسعود

وہ سلیمان محقق ابوداؤد
کنیت جسکی ہے وہ کہ ترمذی سے بیش
ابن اشعث ہے وہ ابن اسحق بجا
ابن اسحق بن بشیر وہ ابن عمر
ابن شداد ہی وہ ازدی ہے
ابن عمران ازدی سجستانی
اسکو لکھے ہیں جو سجستانی
بالیقین وہ غلط ہے ایسا ہی
ہاں یقیں وہ صفا سجستانی ہی وہ مشہور
سجستان ایک ملک ہے مشہور
وہ لگا ہے بلاد سند سے جا
ہے وہ سند و ہرات کے درمیان
متصل ہے قندہار کے یار
سند کے ہے قریب ملک قندہار
اور وہیں شہر چشت بھی ہے گا
تھے بزرگان چشتیہ جس جا

نسبت

نسبت سیستاں کو عریاں
ہجرت شاہ دیں سے جانو تم
ابوداؤدؒ تب ہوا پیدا
طلب علم میں کمر باندھا
کہ حجاز و عراق و مصر اور شام
پڑھا علم حدیث شوق سے وہ
اور صلاح و عبادت و تقویٰ
آستیں اک کشادہ رکھتا تھا
لوگ پوچھے ہیں جب سبب اسکا
آستیں اک کشادہ رکھتا ہوں
دوسری اسقدر ضرور نہیں
اوستاد اسکا احمد حنبلؒ
اور سماع و روایت اخبار
او رراوی ہیں اس سے ای بخاریؒ
بلکہ راوی ہے اس سے شیخ اجل
اور تھا موسیٰ جو یک بزرگ بڑا
ابوداؤد سے ہوا پیدا
اور برائے بہشت در تعقبی
اور کتاب سنن بوجہ لطیف
ابن حنبلؒ کو لاکے دکھلایا
وقت تالیف اس کے یوسوا ان

کبھی کہتے ہیں سنجری بہ بیاں
سال دوسو یہ جبکہ تھا دوم
اور جب وہ شعور کو پہنچا
اسی خاطر بہت سے ملک پھرا
اور خراسان اور جزیرہ تمام
کیا حفظ حدیث ذوق سے وہ
اور رکھتا تھا احتیاط بڑا
دوسری آستیں تنگ سدا
تو انہیں اسطرح وہ فرماتا
تاکہ اجزا کتب کے اسمیں رکھوں
بلکہ اسراف ہے زیادہ یقیں
اور ہے شیخ طیالسی اکمل
ہے بہت عالموں سے اسکو آیا
ترمذی ایک دوسرا نسائی
اسکا استاد احمد حنبلؒ
وقت میں اس کے حق میں اس نے کہا
از برائے حدیث ذر دنیا
دلیوے اسکو جزائے خیر خدا
ابوداؤد جب کیا تالیف
دیکھ کر وہ پسند فرمایا
پنج لک تھے حدیث اس کے پاس

انتخاب اس سے کر وہ فرد زمن
دیا ترتیب اپنی کتاب سنن
چار ہزار آٹھ سو حدیث شریف
جمع ... اسمیں یعنی کیا وہ عفیف
جو حدیث صحیح یا ہو حسن
وہی اسمیں لکھا وہ نیکو فن
اور ایسا لکھا وہ عالی شان
کہ جو ہیں اس کتاب کے دیباں
آٹھ سے اور چار ہزار حدیث
ان سے عاقل کو بس ہے چار حدیث
ان سے پہلی حدیث ہے اے فرخ فال
ہے بلاشبہ انما الاعمال
انما الاعمال بالنیات
یعنے اعمال نیتوں کے ہی ساتھ
اجر پاوے مطابق نیات

الخ

اک عمل ہے ہوں نیتیں جتنی — نیک تر اجر بھی ملیں اتنی
دیکھ اکثر محدثین کبار — اس حدیث شریف سے ہی آیا ر
کیئے اپنے کتاب کو آغاز — فیض کا در کیئے اسی سے باز
اور اسکو رکھے پاک سیر — سب احادیث کی ہے سر دفتر
جوں بخاری ہے شیوخ اجل — یہی لایا حدیث ہے اول
وہ بخاری کی ایک شرح ہمام — جو ہے ہندی میں فیض باری نام
اس حدیث شریف کی بتفصیل — دیکھ اسمیں کیا ہے شرح طویل
اور دوسری حدیث اے بھائی — دیکھئے ہے بغیر شبہ یہی

من حسن اسلام المرء ترکہ ما لا یعنیہ

یعنی از خوبی مسلمانی — چھوڑ دینا ہے امر لا یعنی
یعنے حسن قول و فعل میں سمجھو — دنیا یا آخرت کا نفع نہ ہو
چھوڑنا وایسا کام یا ہو کلام — ہے مقرر زخوبی اسلام
اور تیسری حدیث ای ذیشان — ان حدیثوں سے بس یہی ہے بیاں

لا یومن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ

تم سے ایماں نہیں کوئی لایا — جب تک اسکا نہ حال ہو ایسا
کہ یقیں اپنے واسطے جو چیز — چاہتا ہے بشبہ اور رکھے عزیز
بھائی مومن کے واسطے اپنے — بس اسی چیز کو وہ دوست رکھے
جیسی چاہتا ہے اپنی تو عزت — ہر مسلماں کی کیجئے حرمت
جیسے اپنا ضرر نہ چاہیگا — کسی مومن کو مت ضرر پہنچا
اور چوتھی حدیث پیغمبر — ہے یہی رکھ مدام پیش نظر

الحلال بین والحرام بین وبینہما مشتبہات فمن

۱۶۱
اتقی المشتبہات استبرأ لدینہ وعرضہ
یعنی ہے حلال ہے ظاہر
اور ہے ظاہر حرام ہی
اور ہیں ان دونوں میں شبہات
درمیاں ان دونوں کے احتیاط کرے
جو بچا ان سے بس وہی
بس بچا ہے پاک دین اپنا
اور رکھا پاک بس آبرو اپنی
شاہ عبد العزیز عالیشان
پیشوائے محدثین زماں
یہاں لکھتا ہے اس طرح ایک
بوستان محدثین میں دیکھ
ابو داؤد ترکہا بس جو ہے مقصود
یہ حدیث شریف ہے اس شرع کے
کلیہ قاعدہ ہے
اور احکام دین و ملت
معرفت

یعنی بعد بخاری و مسلم
وہ معظم ہے سب پہ مسلم
ابوداؤد کے ہی وقت میں جان
اک محدث بڑا تھا جو ذیشان
نام اسکا تھا شیخ ابراہیم
دیکھ اسکی سنن کیا ہے فہیم
ابوداؤد کے لئے مولا
نرم اسطرح سے حدیث کیا
نرم لوہا کیا تھا جو نکہ وہ دو
بہر اعجاز حضرت داؤد
ابوطاہر سرآمدِ اخیار
جو کہ تھا حافظِ حدیث ای یار
اس سخن کو بہت پسند کیا
عربی اسکو نظم میں لایا
اور وہ شیخ دیں ابوطاہر
از حسن بن محمد فاخر
نقل

معرفت انکی جب کہ آوی بات
بعد ان کے جو ہینگے جزئیات
جاننے کیلئے ای نیک نہاد
یہ مبارک جو ہیں حدیث چہار
کیونکہ تصحیح طاعت ای عاقل
بسکہ ان کی قبولیت کا مدار
اور سدا اپنی عمر کے اوقات
ہووے حاصل یہ بات لیل و نہار
اور رعایت حقوق مومن کی
اور اہل معاملہ کی تمام
اور رفع شکوک بھی سمجھو
ہووے جو تھی حدیث سے حاصل
پس بلاشبہ یہ چہار حدیث
عاقل ہوشیار کے حق میں
شاہ عبدالعزیز عالیشان
قول اسکا ہوا یہاں آخر
ابوبکر جلال با اجلال
کہ احادیث کی مہارت میں
وقت میں اپنے سب سے اقدم تھا
اور خطابی یہ کیا ہے کلام
علم دیں میں ہے وہ کتاب ایسی

ہووے معلوم سارے مشہورات
انکی تفصیل شرح و بسط کی بات
نہیں چنداں ہے حاجت استاد
ان سے معلوم کر سکے ہشیار
ہووے پہلی حدیث سے حاصل
نیک نیت یہ ہے ای نیک شعار
جو بچاتا ہے لغو سے دنرات
یقیں دوسری حدیث سے آی یار
خویش واحباب دوستونکی سبھی
آدے تیسری حدیث سے اہتمام
علما کے ہوا اختلاف سے جو
بات دے احتیاط آئے کامل
ہینگے گویا چہار ہزار حدیث
پیر واستاد کا وہ حکم رکھیں
پیشوائے محدثین زماں
دیکھ بستاں میں اس کے ای ماہر
شاں میں اس کے یہ کیا ہے مقال
زہد اور ورع اور بصارت میں
خلق کا پیشوائے اکرم تھا
ابوداؤد کی کتاب ہمام
کہ نہ کوئی کتاب ہے ویسی

نقل لایا کہ اس نے فرمایا
حضرت شاہ انبیا کا لقا
کہ تمسک سنن کی جو چاہے
اور بولا ہے ابن اعرابی
اصل اسلام ہے کتاب اللہ
ابوداؤد کی سنن ہے جان
اور کہے ہیں کسی کے پاس اگر
اصل قرآن با صواب سوا
نہیں حاجت کسی کتاب کی ہو
ابوداؤد کے سوا سے ہمام
مستقل کوئی نہیں کتاب لکھا
اس نے جب یہ کتاب کی تصنیف
شیفتہ ہوگئے سب اس سے
نہیں کوئی مخالف اسکا ہوا
ابوداؤد کا تھا کیا مذہب
بعض کہتے ہیں شافعی تھا او
ابن خلکان نے ای ستودہ شیم
ابو اسحٰق ایشیخ پاک صفات
تھے جو یاران احمد حنبلؒ
ابوداؤد کو بھی وہ آیا ر
سن ہجری اتھا دو صد و ہفتاد

کہ میں دیکھا بعالم رؤیا
کیا ارشاد آپ نے ایسا
ابوداؤد کی سنن دیکھے
کنیت بوسعید ہے جسکی
اور اسکا ستون اے آگہ
ہر دو کافی ہیں دین میں پہچان
نہیں کوئی کتاب ہو حاضر
ابوداؤد کی کتاب سوا
اسکو کافی ہیں بس یہی ہر دو
جانیے در مجرد احکام
وہی اس فن کا فتح باب کیا
اسکو دیکھے ہیں جب وضیع و شریف
مثل قرآن نفع لینے لگے
بلکہ ہر ایک اس سے بہرہ لیا
اسمیں ہے اختلاف یہ سن آب
بعض بولے ہیں حنبلی سمجھو
اپنی تاریخ میں کیا ہے رقم
فقہا کے جو ہے لکھا طبقات
علم فقہ و حدیث میں اکمل
دیکھیے وہ کیا انہیں سے شمار
اور تھے پانچ سال اسپہ زیاد

سولہویں وہ تھی از شہر شوال
کیا رحلت وہ معدن اجلال
عمر انقیاد ویر تھے اس سال
اور مدفون ہوا وہ در بصرہ
رحمت حق نزول ہو اس پر
تا قیامت ہمیشہ شام و سحر

احوال امام ترمذی رح

ابو عیسیٰ
تھا محمد جو وہ بن عیسیٰ
ابن سورہ ہے وہ بن موسیٰ
ابو عیسیٰ ہے کنیت اسکی
اسکو کہتے ہیں ترمذی اک
ترمذ ہے ایک شہر سن اے ہمم
اور قدیم ہے ایک شہر
کہ وہ ہے سر کنارے پر
آب جیحوں کے ہے وہ شہر
ہے بلخ کی وہ نہر ہے اس
ماوراء النہر

ماوراء النہر سے بھی رکھ یاد
بس یہی نہر ہے بلخ کی امداد

اور یہ ترمذی امام ہدا
جا انکو شاگرد تھا بخاری کا

وہ اسی کے روش ہی سیکھا تھا
عصر کا اپنے وہ یگانہ تھا

اور از مسلم و ابو داؤد
انکے اشیاخ میں بھی ہیں مسعود

رکھتا ہے وہ روایت اخبار
اور بہت سے بلاد اور امصار

علم پڑھنے لئے پھرا ہی وہ
استفادہ بہت کیا ہے وہ

واسط و رے و کوفہ و بصرہ
اور خراسان اور حجاز میں جا

سالہا عمر لگیا ہے بسر
پڑھا علم حدیث پیغمبر

اور اس فن کے درمیان ہی بالیں
بس تصانیف اسکے ہیں بسیار

اور یہ جامع کبیر اسکی
ترمذی جسکو بولتے ہیں سبھی

ہے یقیں بہترین تصنیفات
اس کے عمدہ ترین تالیفات

بلکہ بعضے وجوہ سے بہتر
ہے کتب سے حدیث کے اکثر

عدم تکرار وجہ ہے پہلا
و بیان مذہب مذاہب فقہا

مذہب ہر اک امام کا خوشحال
از حدیث صحیح الاستدلال

خوب تر جا نبو کیا ہے وہ
داد اس امر کی دیا ہے وہ

اور انواع حدیث کے اے یار
در صحیح و حسن غریب و ضعیف

اور معلّل جو ہے علل کیساتھ
خوب لکھا ہے وہ گرامی ذات

اور حدیثوں کے راویوں کا نام
اور القاب و کنیت ای ہمام

اور رکئے فائدے اے فرخ فال
جو علاقہ رکھے بعلم رجال

بسکہ خوبی سے وہ لکھا ہے خیال
بس کتاب اسکی بے نظیر ہے

اور وہ حفظ میں یگانہ تھا
اوحد و اشہر زمانہ تھا

۱۶۴

ورع اور زہد اور خوف خدا
تھا وہ بہت ہی رکھتا تھا
سالہا خوف حق سے رویا ہے
تا بجائیکہ چشم کھویا ہے
اس نے وہ جامع کبیر و لطیف
وصل سے حق کے جب کیا تالیف
تھے جو ملک حجاز کے علما
پہلے ان سب کے اسکو پیش کیا
دیکھا اس کو پسند فرمائے
اور بہت اسپہ آفریں دے گئے
اور تھے جو عراق کے علما
بعد انکے بھی لا کے بتلایا
دیکھی سب نے تو خوش ہو صفر حکم
بعد لوگوں میں اسکو دی تشہیر
اور کہا جس کے گھر میں ہو وہ کتاب
گویا اس گھر میں ہے نبی کا جناب

کردہ اس سے کلام کرتا ہے ۔ فیض بخشی مدام کرتا ہے
اور کتاب شمائل نبوی ۔ بحر اوصاف پاک مصطفوی
دیکھئے ہے اسی کی تالیف ۔ ہے بلاشبہ وہ کتاب لطیف
گنج حسنات معدن برکات ۔ باعث یمن و مخزن خیرات
کہ برائے برآمد حاجات ۔ اور دفع مصائب و آفات
اسکا پڑھنا مجربات سے ہے ۔ اور عمدہ توسلات سے ہے
کرتے آئے ہیں تجربہ اسکا ۔ یقین اکثر اکابر علما
یونہی لکھا باشعة اللمعات ۔ دہلوی جو ہے شارح مشکوٰۃ
سن ہجری تھا دو صد و ہفتاد ۔ اور نوں سال ہی تھے اسپر زیاد
اور وہ سیزدہم رجب کی تھی ۔ روز دوشنبہ اسنے رحلت کی
شہر ترمذ میں اسکی ہے مرقد ۔ رَوَّحَ اللّٰہُ رُوْحَہُ الْاَمْجَد

احوال امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ

پانچواں وہ امام فرخ پئے ۔ احمد ابن علی نسائی ہے
لفظ نسائی بہمزۂ مکسور ۔ ہے بلا مد صحیح جاں مذکور
نسا اک شہر ہے خراساں میں ۔ نسبت اسکی طرف ہے وہ سن لیں
سن ہجری تھا دو صد و پندرا ۔ فضل سے حق کے وہ ہوا پیدا
وہ ہوا جبکہ پانزدہ سالہ ۔ طلب علم کیلئے نکلا
وہ قتیبہ کے پاس پہلے جا ۔ اک برس دو مہینے مکث کیا
کسب علم حدیث اسنے کیا ۔ بہت اس باصفا سے فیض لیا
پھر گیا ابن راہویہ کے پاس ۔ جا پڑھا علم دیں بلا وسواس
اور علی ابن حشرم و محمود ۔ ابن غیلان اور ابو داؤد

۱۶۵

ہیں یہ اس باصفا کے استاد
کیا اخذ روایت ان سے جا کر
ابن عبد اللہ عالم اکمل
جو کہ تھا ابن احمد حنبل
شیخ نسائی ملے ہے جا کے جب
فائدہ علم کا لیا اس سے
طالب علم میں وہ نیک شعار
وہ پھرا ہے بہت سے شہر و دیار
یہ حجاز و عراق و مصر تمام
اور خراسان اور جزیرہ و شام
ابو بکر و طحاوی طبرانی
تینوں شاگرد اس کے ہیں گیانی
بہت فہمی وہ رکھتا تھا
اس کے مداح ہیں بہت علماء
کہ وہ تھا حافظ حدیث بڑا
اور تھا از ائمہ فقہ
قدوہ

قدوۂ عصر اور امام زماں / سب کمالات میں تھا عالیشاں
شیخ حاکم کہا کہ اسکا کلام / جو ہے فقہ و حدیث میں ہے امام
زائد الوصف ہے بہت احسن / اسکی دیکھیگا جو کتاب سنن
ہاتھ دیویگی اسکو حیرانی / دیکھ کر اس کی حسن تبیانی
اور اسمیں بڑا تھا ورع و تقا / صوم داؤدی رکھتا تھا وہ سدا
تھا کثیر الجماع وہ باایں / چار زن اسکے عقد میں تھیں تعیں
پاس ہر اک کے ایک شب رہتا / اور کنیزیں بہت تھیں انکے سوا
اور لکھا بو سعید پاک شعار / دیکھ تاریخ مصر میں اے یار
ابن خلکان لکھا ہے یوں آزکی / مصر میں آ گئے جب رہا نسائی
پائے لوگ اس سے فیض اور برکات / ہوئیں مشہور اس کے تصنیفات
بعد ازاں ہے سوئے دمشق گیا / اور اس شہر میں مقیم ہوا
طول مدت سے ملک شام میں سب / تھی حکومت بنی امیہ کی جب
لوگ اس ملک کے بہت ایماں / مذہب ناصبی (خارجی) لئے تھے جہاں
اس لئے اس نے اک لکھا نسخہ / نام اسکا خصائص کبرے
مرتضیٰ کے مناقب والا / بسط سے اس کتاب میں ہے لکھا
اور وہ جامع دمشق میں لا / پڑھ کے لوگوں کو جب سنانے لگا
پڑھا تھوڑی کتاب وہ لکھواب / پوچھا ایسے میں ایک زشت نصاب
کہ مناقب معاویہ کے بھی / کیا تو لکھا ہے کچھ کہا وہ تبھی
بس نہیں کیا معاویہ کو یہ بات / کہ ہو فرد النصیب اسکو نجات
پھر مناقب کہئے اسکو کہاں / بس یہ کہتے ہی وہ انکو عنواں
جو تھے حاضر عوام اور اشرار / آہ شیعی تب اسکو دیکے قرار

جمع ہو مارنے لگے اسکو
اور لگد کوب کر دئے اسکو
ضرب ہائے خصیتین پر جو لگا
آہ وہ اس سے نیم جاں ہوا
اور مسجد سے باہر اسکو کئے
اس کے خدام گھر اٹھا لائے
بعد ازاں اسکو جب افاقہ ہوا
اپنے خدام کو یہ فرمایا
کہ سوئے مکہ شریف ابھی
لے چلو لے چلو مجھے جلدی
تا کہ رستے میں ہووے موت مری
یا کہ مرجاؤں اسکی راہ میں ہی
پس وہ لے گئے اسکی ساعت
پا یا سکے میں کے وہ رحلت
بعض کہتے ہیں وہ بہ رملہ موا
سوئے مکہ وہاں سے لائے اٹھا

درمیاں

درمیاں لا صفا و مروہ کے ۔ نعش اس باصفا کی دفن کئے
پیر کا دن صفر کی سیزدہم ۔ سن ہجری تھا سہ صد و سیوم
آہ مظلوم وہ شہید ہوا ۔ رَوَّحَ اللّٰہُ رُوحَہُ الاَصفیٰ

احوال امام ابن ماجہ رح

اور محمد امام حق آگاہ ۔ پسر زید ابن عبداللہ
ابو عبداللہ اسکی کنیت ہے ۔ ابن ماجہ ہے جسکی شہرت ہے
ماجہ اسکے والدہ کا ہی نام ۔ اور قزوینی ہے وہ شیخ ہمام
شہر مشہور ایک ہی اکرم ۔ ہے وہ قزوین در عراق و عجم
سال دو سو یہ جبکہ نواں تھا ۔ ہوا پیدا وہ تب بفضل خدا
علم پڑھنے لئے وہ جب نکلا ۔ شوق سے وہ بہت ملک پھرا
کوفہ اور بصرہ اور عراق و شام ۔ واسط و مصر و ملک رے بھی تمام
اور حجاز شریف اور بغداد ۔ اور اسلام کے بہت سے بلاد
ابن عمار اور ابن نمیر ۔ ابن منذر بھی تھا جو فرد شہیر
اور ابوبکر بن ابی شیبہ ۔ ان بزرگوں سے استفادہ کیا
سب علوم حدیث میں اشہر ۔ فضل حق سے ہوا ہے بے ہمسر
حنبلی تھا وہ قدوۂ آفاق ۔ یا کہ رکھتا تھا مذہب اسحٰق
اور ہوا ہے وہ صاحب تصنیف ۔ اسکی ہی فیض بخش ہر تالیف
ہے از انجملہ یہ سنن سنئے ۔ ایک ہے وہ صحاح ستہ سے
اسکی تالیف سے بشان عظیم ۔ جبکہ فارغ ہوا بفضل کریم
ابوزرعہ کے پاس لے آیا ۔ اور اسے وہ کتاب بتلایا
دیکھ اسکو کہا وہ پاک انصاف ۔ پہنچے لوگوں کے ہات جب یہ کتاب

کتب اس فن کی جو ہیں ترتیب سے
لوگ کا جب نہ ان سے ہے صاحب بستان
یہاں کہتا ہے صاحب بستان شیخ زمان
شاہ عبد العزیز یہ کتاب جلیل
کہ حقیقت میں یہ کتاب ہے بے عدیل
کہ کسی بات کو نہیں بنگی غیر عدیل
حسن ترتیب و اختصار آیا ہے
بے تکرار حدیث و سر
اور اس کتاب میں ہیں جیسی
بعض اس کتاب میں ویسی
نہیں کوئی کتاب سے نظم
اور ابوزرعہ اسکی صحت پر
دی گواہی ہے یہ فرمایا
کہ وہ اس طرح سے ہے
ظن غالب ہے بس مرا ایسا
کہ احادیث ایسے اکمل
اسکے اسناد میں ہیں جن میں خلل

ہم

مہتمم پاکستان وضع کے ہو … یا شدید النکارت ای کو شخ
تیس تک کبھی نہ اسمیں ہیں آئے اور … اور اسمیں کتاب ہیں بتیس
اور ہیں اس کے ضمن میں در باب … الکہزار اور یا لنسے ابواب
اور احادیث اسمیں ہے اہشیار … ہینگے جملہ سمجھہ چہار ہزار
جبکہ ہجرت سے دو صد و ستر … اور زیادہ تھے تین سال اسیر
بست و ہفتم تہی از مہ رمضان … پیر کے دن کیا ہے نقل وہ جان
روز شنبہ اسکا دفن ہوا … روحہ اللہ روحہ الاصفی

خاتمہ

جانیو یہ چھے ائمہ اخیار … جو ہوئے ہیں محدثین کبار
پیشوائے محدثین ہیں یہہ … مقتدائے محدثین ہیں یہہ
اہل سنت سب انکو ہیں مانے … دین ملت میں معتمد جانے
جامعین و مبلغین حدیث … حاملین اور حافظین حدیث
کیئے تبلیغ دے حدیث و اثر … انکا احسان ہے ساری امت پر
یہ اٹھائے مشقتیں بسیار … کئے جمع حدیث اور اخبار
قاعدے اور ایسے ٹھہرائے … سقم اور صحت حدیث کی وے
کہ احادیث کاذبہ ہوں دور … تا احادیث صادقہ ہوں ظہور

مخفی نہ رہے کہ ان چھے ائمہ محدثین میں جو اکثر مذہب شافعی اور بعض مذہب حنبلی کے طرف منسوب ہیں سو ایسے مقلد محض نہیں ہیں جیسے کوئی غیر محدث و غیر مجتہد مقلد ہووے۔ بلکہ وے منتسب و موافق ہیں اوس مذہب کے کیونکہ وے اپنی کتابوں میں وہی احادیث لائے ہیں جو مؤید ہوں اوس مذہب کے و بس۔ چنانچہ مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں

کہ صاحب الحدیث قد ینسب الی احد بذہ المذاہب لکثرۃ موافقتہ لہ کالنسائی والبیہقی ینسبان الی الشافعی ۱ھ اسی
بہر حال یہ محدثین۔ مذاہب مجتہدین کی راہ نہیں چھوڑتے ہیں ۱۲
بعد بھی ان ائمہ دین کے ہوئے کتنے محدثین بڑے
جن کے نام اور کتب حدیث کبھی ہینگے مشہور خلق میں وے سبھی
جیسے امام بیہقی دار قطنی۔۔ حاکم طبرانی ابن ابی الدنیا
ابی شیبہ۔ اور ان کے سوا بہت سے
جیسے اصحاب جوامع و مسانید
و آثار و موطآت و مستدرکات
و معاجم و غیرہا ۱۲ منہ

اور

اور محدث جو ہیں سوا ان کے | چار مذہب کے درمیاں جو ہوئے
مو شگاف اور نکتہ دانِ حدیث | اور ہوئے ہیں جو شارحانِ حدیث
کر عجائب ہیں جن کے تحقیقات | اور رموز و نکات و تدقیقات
جو بہ غواصی حدیث و اثر | لیگئے سبقت اپنے انگوٹھیر
انکا ورع و لقا و علم و کمال | اور فضائل ریاضت و اعمال
غرض ان سبکا حال آئے فرخ پئے | تذکرہ میں محدثین کے ہے
اکتفا اب یہاں ہوا ہے مگر | ذکر اہل صحاح ستہ پر
سب محدث کو لگے اور پچھلے | حق سے بیحد جزائی خیر ملے
کہ ہیں سب حامیانِ دین قویم | وارثانِ رسول رب کریم
صلوات و سلام رب انام | بر محمد و آل و صحب کرام

تمت

تمام ہوا رسالۂ منتخب تذکرۃ المحدثین ملحقہ چہار گلشن الحمد للہ علی ذالک

ولقد احسن من قال

مقتدائے کرام اہل حدیث | پیشوائے عظام اہل حدیث
حاملانِ کلام مصطفوی | افتخارِ انام اہل حدیث
جنکا سینہ ہے نور گنجینہ | مثل بدر تمام اہل حدیث
گل گلزار قدس کی بو سے | ہیں معطر مشام اہل حدیث
جامعان حدیث خیر انام | حافظان کرام اہل حدیث
کئے تبلیغ میں حدیث کے کیا | خوب ہی اہتمام اہل حدیث
وارثانِ رسول رب کریم | پائے میراث تام اہل حدیث
تھے احادیث منتشر اسکا | کئے خوب انتظام اہل حدیث

۱۳۴

ہیں وہ اصحاب معنوی نبی [illegible]

آپ پر خدمتِ حدیث شریف — جب کیے التزام اہل حدیث
ساری امت پہ انکا ہے احسان — محسن خاص و عام اہل حدیث
کون ہیں یہ محدثین کرام — اہل خیر الانام اہل حدیث
انکا لازم ہے سب کو حفظ ادب — واجب الاحترام اہل حدیث
جن کا تابع فقیہ و صوفی ہے
پیشوا و امامِ اہل حدیث

گلدستۂ دل بستہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً

امابعد مخفی نہ رہے کہ جب کتاب چہار گلشن سے ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم کے فضائل و مناقب معلوم ہو چکے اب یہاں ان حضرات مجتہدین کے مذاہب اربعہ کی حقانیت اور فہم کتاب و سنت میں انکی تبعیت و تقلید کا حکم علمائے محدثین کے اقوال سے تھوڑا یہاں بیان کیا جاتا ہے اگرچہ اس باب میں ائمہ محدثین متقدمین و متاخرین کتابیں ہی تصنیف کی ہیں لیکن یہاں تفصیل و تطویل کے لئے گنجائش نہ رہنے سے محدثین کے چند اقوال پر اکتفا کیا جاتا ہے

پہلا گل

فائدہ جلیلہ از تحفہ اثنا عشریہ رئیس المحدثین امام المفسرین مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کی تصنیف معتبر
اسی پر پانچواں کید شیعہ کا یہ ہے کہ اہل سنت و جماعت پر طعن کرتے ہیں کہ وے مذہب

ابوحنیفہؒ وشافعیؒ ومالکؒ واحمدؒ کا رکھتے ہیں نہ ائمہ اخیار کا حالانکہ ائمہ اہل بیت اتباع کرنیکے
لئے چند سببوں سے احق ہیں۔ اول یہ کہ وے بزرگان پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جگرپارے ہیں
اور حضرت کے دولتسرا میں پرورش پائے اور شریعت کے آئین و رسوم عالم طفلی سے
یاد کیے ہیں مثل مشہور ہے کہ اہل البیت ادری بما فیہ۔ دوسرا وہ کہ حدیث صحیح میں کہ نزدیک
اہل سنت کے معتبر ہے ان بزرگواروں کی تبعیت کا حکم وارد ہوا ہے کہ قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم انی تارک فیکم الثقلین ان تمسکتم بهما لن تضلوا بعدی
کتاب اللہ وعترتی اہل بیتی۔ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مثل اہل بیتی فیکم مثل سفینۃ نوح من رکبها نجی ومن تخلف عنها
غرق تیسرا وہ کہ ائمہ اہل بیت کی بزرگی اور علم و تقویٰ اور زہد و عبادت متفق علیہ سنی
وشیعہ ہر دو قائل ہیں بخلاف دوسروں کے جو بزرگان کہ بالاتفاق ایسے فضائل سے موصوف
ہوں اتباع کے واسطے اولیٰ اور الیق ہیں ان سے کہ جن کی بزرگی مختلف ہو **جواب** اس
کید کا یہ ہے کہ امام نبی کا نائب ہے اور یہی صاحب شریعت ہے نہ صاحب مذہب کیونکہ
مذہب نام اس راہ کا ہے کہ بعضے امتیوں کو فہم شریعت میں کھلے اور اپنی عقل سے چند
قاعدوں کو قرار دیں کہ دین میں موافق اس قواعد کے مسائل شرعیہ کا استنباط اس کے ماخذ
سے کریں اسی واسطے مذہب محتمل صواب و خطا کا رہتا ہے جب امام خطا سے معصوم ہے اور
حکم نبی کا رکھتا ہے مذہب کی نسبت اس کی طرف کرنی کچھ معقول نہیں اسی لئے مذہب کو
طرف خدا تعالیٰ کے یا جبرئیل کے یا طرف دوسرے فرشتوں اور پیغمبروں کے نسبت کرنی
کمال بیخردی اور نادانی ہے بلکہ فقہائے صحابہ کو کہ نزدیک اہل سنت کے ابوحنیفہ اور شافعی سے
یقیناً افضل ہیں صاحب مذہب نہیں جانتے ہیں بلکہ ان کے افعال و اقوال کو فقط ماخذ اور
دلائل احکام شمار کرتے ہیں اور انکو وسائط جانب غیب سے علم شرعی کا سمجھتے ہیں اور تبعیت
و تقلید مجتہدین کی فی الحقیقت تبعیت ائمہ اہل بیت ظاہر ہوگی ہے کیونکہ فقہائے

مجتہدین فقہ اور مذہب اور استنباط کے قواعد حضرات ائمہ اطہار سے ہی لئے ہیں اور
سلسلہ اپنے شاگردی کا انہیں بزرگوار تک پہنچاتے ہیں پس رتبہ ائمہ اخیار کا اہل سنت کے
نزدیک رتبہ پیغمبر اور صحابہ کبار کا ہے کہ انکا اتباع معتقد رکھتے ہیں لاکن مذہب کی نسبت
ان کی طرف نہیں کرتے ہیں اگر حال شیعہ کا ہم بخوبی کھولیں تو ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں بھی
تبعیت ایسے لوگوں کی بجالاتے ہیں کہ وے اپنی نسبت ائمہ کرام کے ساتھ اور اخذ
علم کا ادعا انہیں حضرات سے کرتے ہیں نہ ائمہ کا اتباع بلا واسطہ۔ ہاں اسقدر تفاوت
ہے کہ اہل سنت کے پیشوایان اصول عقاید میں ائمہ اہل بیت کے مخالف نہیں تھے اور ائمہ
کرام ان کے حق میں بشارتیں دئے ہیں بخلاف پیشوایان شیعہ کے جیسے ہشامین اور احول
طاق اور ابن اعین اور ان کے امثال کہ عقاید اصلیہ میں صریح مخالف ائمہ کے ہوئے
اور باری تعالے شانہ کی جسمیت کے قائل تھے اور ائمہ انہوں سے بیزار رہے اور انکے
عقاید کے بطلان پر گواہی دئے ہیں اور انکو دروغ گوئی اور افترا سے منسوب کئے ہیں
چنانچہ یہ تمامی مطالب اس کتاب کے باب سوم و چہارم میں شیعہ کے روایات معتبرہ سے
منقول ہونگے حقیقۃ الامر یہ ہے کہ منصب امام کا اصلاح عالم اور دور کرنا فساد کا ہے
پس جس فن میں کہ قصور پاوے اسکی تکمیل فرماوے اور جو کہ روش صواب و راستی پر ہو اس کو
بحال رکھے تا تحصیل حاصل اور ضروریات کی سستی لازم نہ آوے پس حضرات ائمہ اپنے
زمانوں میں سلوک طریقت کے مقدمات کو کہ اہم مہمات سے ہے بخوبی منتظم کئے اور مقدمہ
شریعت مطہرہ کا ذمہ یاران رشید و مصاحبان سعید کے حوالے فرمائے اور خود متوجہ
طرف عبادات اور ریاضات کے اور تربیت باطن و تلقین اذکار و اوراد کے اور تعلیم
صلوٰۃ و دعوات کے اور القائے فواید سلوک کے طالبوں پر اور حقائق و معارف کلام
اللہ اور کلام رسول سے لگانے کے طریق کے ارشاد پر مشغول رہے ہیں اور سبب سے
اختیار عزلت اور حب خلوت کے کہ لازم اس شغل شریف کا ہے طرف استنباط

اور اجتہاد کے التفات نہیں کئے۔ اسواسطے علم طریقت کے دقایق اور حقایق اور حقیقت و شریعت
کے غوامض انہیں سے بہت منقول ہیں۔ اور اہل سنت سلاسل ولایت کو انہیں کے ذوات
عالیات میں منحصر رکھتے ہیں۔ اور حدیث ثقلین بھی اسی بات پر اشارہ کرتی ہے کیونکہ
کتاب اللہ واسطے تعلیم ظاہر شریعت کے کافی اور علم لغت اور اصول کہ وضع و عقل کے
ساتھ علاقہ رکھتے ہیں امداد کو فہم شریعت کے لیس ہے کسی امام کے ارشاد کی حاجت
نہیں۔ ہاں جو محتاج تعلیم امام کے ہیں سلوک طریقت کے دقایق ہیں کہ صراحتہً کتاب
اللہ سے مفہوم نہیں ہوتے ہیں حضرات ائمہ اس اشارت کو سمجھ کر عنان عنایت کو اپنے
اسی امر ضروری کے طرف مصروف کئے۔ اور امر اول کو طریق اجمال پر التفا فرما کر
مجتہدین کے عقل و علم پر چھوڑ دئے اس لئے اجماع سے سنی و شیعہ کے کوئی ائمہ
کرام سے تالیف و تصنیف کسی کتاب کی اور تاصیل اصول اور تفریع فروع کسی علم کی
نہیں کئے تا کہ آپ پر اسکے اور فن مدون پر اسکے استغنا واقع ہو۔ بلکہ روایات مسائل
اور احکام کے ائمہ کرام کے یاروں میں منتشر تھے اور استنباط کے قواعد جزئیات میں
مخفی اور مستور رہے لابد کوئی شخص چاہے کہ دے۔ تمام روایتوں کو جمع کرے
اور قاعدوں کو تتبع کر کے جدا لکھے۔ اور اجتہاد کے رسم و آئین کی بنیاد رکھے
پس معلوم ہوا کہ جیسا کوئی مذہب کی نسبت کسی امام کے ساتھ معنا نہیں رکھتا ہے اسیطرح
اتباع امام بھی بلا واسطہ غیر مجتہد کو ممکن نہیں اسواسطے پیغمبر کی شریعت کی تبعیت میں
مقلد کو مجتہد کی وساطت ضرور و ناگزیر ہے ہر چند شیعہ اول امر یہ ائمہ کے اتباع کا
ادعا کرتے ہیں لیکن جو مسائل کہ ائمہ سے منصوص نہیں اپنے علمائے مجتہدین کو مانند
ابن عقیل اور غضایری اور سید مرتضیٰ اور شیخ شہید کو اپنے پیشوا بناتے ہیں اور ان کے
اقوال پر گو کہ ائمہ کی روایات صحیحہ کے مخالف ہوں فتوے دیتے ہیں چنانچہ باب فروع
میں بطریق نمونے کے انشاء اللہ تعالیٰ تھوڑے مسائل ان کے مذکور ہونگے جب تقلید

کسی مجتہد کی کہ اس کے بعض اقوال ان ائمہ کے بعض روایات کے مخالف بھی ہوں نزدیک شیعہ
کے جائز ہوا اور اتباع ائمہ مانع ہوا پس اہل سنت کو اتباع میں ابو حنیفہ اور شافعی
کے کیا گناہ لازم آیا بیشتر اس نسبت کہ ان کے بعض روایات ائمہ کے مخالف لاتے ہیں
فی الواقع یہ مخالفت باوصف اتفاق اصول قواعد کے مضر نہیں اور تبعیت کے دایرے
باہر نہیں لاسکتی چنانچہ صاحبین یعنے محمد بن الحسن شیبانی اور قاضی ابو یوسف شاگردان
اور تابعان ابو حنیفہ کے ہیں اور بہت جگہ مخالفت اپنے استاد کی اختیار کئے ہیں علی ہذا
القیاس تمام مذاہب میں ۔ اور ابن الاثیر جزری صاحب جامع الاصول کہ حضرت امام
علی بن موسی رضا کو مذہب امامیہ کا مجدد قرن ثالث میں کہا ہے پس مراد اس کی یہ ہے کہ
امامیہ اپنے مذہب کو ان امام تک پہنچاتے ہیں ۔ اور اسوقت میں اپنے مذہب کا ماخذ انکو
جانتے تھے چنانچہ کہتے ہیں کہ علقمہ تابعین ہیں اور عبد اللہ ابن مسعود صحابہ میں مذہب
حنفی کے بانی اور مقتدا ہیں نافع اور زہری قرن تابعین میں ۔ اور عبد اللہ ابن عمر
قرن صحابہ میں مذہب مالکی کے بانی ہیں اور ابن الاثیر کا بھی جو لکھا ہے امامیہ کا زعم اور
معتقد لکھا ہے چنانچہ ہر مذہب کے مجددوں کے نام بسبب اس مذہب والوں کے زعم
واعتقاد کے لکھا ہے نہ آنکہ فی الواقع ایسا ہو انتہی فقط

تکمیل

ان چاروں مذہبوں کے مذہب کی حقانیت وسنیت کے باب میں شیخ الہند عبد الحق محدث دہلوی
شرح سفر السعادت میں لکھتے ہیں جسکا ترجمہ یہ ہے کہ یہ چہار رکن دین وملت کے اماموں
اور پیشوایان ہیں جو احادیث اور صحابہ وسلف کے اقوال کو ضبط و ربط دئے اور تنقیح
تحقیق و توضیح بلا شبہ اور ترجیح وتاویل اور ناسخ و منسوخ کا بیان کرکے اور سعی بلیغ
اس باب میں صرف فرما کے اپنے قیاس واجتہاد سے کتاب وسنت کے احکام استنباط کئے
بیان تصریح ہوئی پائی گئی پس ہر غیر مجتہد کو ان حضرات کی تبعیت کے سوا

چارہ نہیں - پھر اسی میں لکھتے ہیں کہ مذہب حق اور راستہ منزل مقصود کو پہنچنے کا اور
خانۂ دین میں داخل ہونیکے راہیں یہی چار مذہب ہیں - اور مولانا شاہ ولی اللہ
محدث دہلوی اپنے رسالۂ عقد الجید اور رسالۂ الانصاف میں لکھتے ہیں اعلم ان فی الاخذ
ہذہ المذاہب الاربعۃ مصلحۃ عظیمۃ - الی ان قال والخروج عنہا
خروجا عن السواد الاعظم - انتہی ۱ - اس پوری عبارت کا ترجمہ یہ ہے
جاننا چاہئے کہ ان چار مذہب کے اختیار کرنے میں بڑی مصلحت ہے اور اس سے روگردانی کرنے
میں بڑی خرابی ہے - ہم بیان کرتے ہیں اس مطلب کو کئی وجوہ سے - پہلی وجہ یہ کہ شریعت
کو پہچاننے کے باب میں امت اجماع کی ہے اسبات پر کہ سلف پر اعتماد کریں یعنے تابعین
اعتماد کریں صحابہ پر اور تبع تابعین اعتماد کریں تابعین پر اور ان کے نیچے کے لوگ تبع
تابعین پر ایسا ہی ہر نیچے کا طبقہ اپنے اوپر کے طبقہ پر اعتماد کیا چاہئے کیونکہ شریعت
نہیں پہچانی جاتی مگر نقل و استنباط سے - اور نقل نہیں مستقیم ہوتی مگر اسطرح کہ لیوے
ہر طبقہ اپنے اگلوں سے ساتھ اتصال کے - اور استنباط میں یہ بات ضرور ہے کہ
اگلوں کے مذاہب کو بخوبی پہچانتے تا نہ باہر ہو ان کے اقوال سے اور خرق نہ کرے اجماع کو
اور سلف کے اقوال پر اعتماد کرنا جب متعین ہو چکا - پس ضرور ہوا کہ ہو وہ اقوال جن پر
اعتماد کیا جاتا ہے - روایت کئے گئے ساتھ اسناد صحیح کے - یا جمع کئے گئے
کتب مشہورہ میں اس طور سے کہ بیان کرے - راجح کو اس کے محتملات سے اور خاص
کرے اس کے عموم کو بعض مواضع میں - اور مقید کرے اسکے مطلق کو بعض
مواضع میں اور جمع کرے اس کے اختلافات کو اور بیان کرے اس کے
احکام کے سببوں کو - وگرنہ صحیح نہ ہوگا اس پر اعتماد - اور نہیں ہے کوئی مذہب اس
زمانۂ اخیر میں جو موصوف ہو اس صفت سے مگر یہی چار مذہب - دوسری وجہ یہ کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اتبعوا السواد الاعظم یعنے تابعداری

کیرو سواد اعظم کی۔ اور جب سب مذاہب مٹ گئے سوائے ان چار مذہب کے۔ پس ان مذاہب اربعہ کی تبعیت سواد اعظم کی تبعیت ہے۔ اور نکلنا ان چار مذہب سے نکلجانا ہے سواد اعظم سے انتہیٰ اور سواد اعظم سے باہر ہونا آخرت کی خرابی کا سبب ہے وبس ؛؛؛؛؛

تکمل

وجوب تقلید میں فرق سلف و خلف کی حق میں

جب ان حضرات مجتہدین کے چار مذہب کی حقانیت معلوم ہو چکی اب ان مذاہب معینہ کی تبعیت و تقلید کا حکم جو واجب ہے اسکا بیان یہ ہے کہ اس وجوب کا حکم مطلق نہیں بلکہ اسمیں فرق ہے سلف و خلف کا یعنے اگلوں اور پچھلوں کے لئے۔ یعنے مذاہب مدون و مشہور ہو چکے بعد پچھلے لوگوں پر مذاہب معینہ کی تبعیت و تقلید بے شک واجب ہے۔ ہاں سلف جو تشہیر و تدوین مذاہب کے آگے ہوئے ان پر واجب نہیں چنانچہ مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رسالہ انصاف میں کمال تحقیق و تدقیق سے لکھتے ہیں اعلم ان الناس کانوا فی المائۃ الاولی والثانیۃ غیر مجتمعین علی التقلید لمذہب معین بعینہ وبعد المائتین ظہر فیہم التمذہب للمجتہدین باعیانہم وقل من کان لا یعتمد علی مذہب مجتہد بعینہ وکان ہذا ھو الواجب فی ذلک الزمان الی ان قال ینبغی ان یقاس التقلید لامام بعینہ انتہیٰ ۔ اس پوری عبارت کا ترجمہ یہ ہے کہ پہلی اور دوسری صدی میں مذہب معین کی تقلید پر لوگ مجتمع نہیں تھے اور دو سو برس کے بعد یعنے جب مذاہب مدون ہو کے بخوبی ہر طرف شہرت پکڑ گئے) تب ظاہر ہوا لوگوں میں مذہب اختیار کرنا مجتہدین معین کا۔ اور مجتہد معین کے مذہب پر اعتماد نہیں کرنے والا اسوقت بہت تھوڑا کم تھا اور یہ بات یعنے مذہب معین پر رہنا اس پچھلے زمانے میں واجب تھی بالجملہ حضرات مجتہدین کا مذہب اختیار کرنا یہ ایک بھید ہے جو الہام کیا ہے اللہ تعالیٰ نے علماء کے دلوں پر۔ اور جمع کیا ان کو اسپر جانیں یا نجانیں۔ اگر تو کہیگا کیونکر

ہووے یہ بات کہ ایک چیز ایک زمانہ میں واجب نہو اور وہی دوسرے زمانہ میں واجب ٹھہرے
حالانکہ شریعت ایک ہی ہے اسکا جواب یہ کہ واجب اصلی یہ ہے کہ ہووے امت میں ایک
شخص جو جانتا ہو احکام شرعیہ کو انکے دلائل تفصیلیہ کے ساتھ جسپر اجماع کئے
اہل حق۔ اور مقدمہ واجب کا واجب ہے۔ جب واجب کیلئے راستے بہت ہوں پس
واجب ہوا حاصل کرنا ایک راستہ ان راہوں سے بغیر تعیین کرنے کے۔ اور جب متعین
ہو جاوے ایک ہی راہ تو واجب ہو گئی راہ مخصوص کیونکہ واجب کو حاصل کرنے کا راستہ
مقدمہ ہے اس واجب کا جیسے کوئی شخص مخمصہ کیحالت میں مبتلا ہوا جس سے ہلاک کا
اندیشہ ہے۔ اور دفع مخمصہ کیلئے راستے بہت سے ہیں جیسے طعام خرید کرنا۔ یا میوہ
جنگل سے چن لینا یا شکار کرنا وغیرہا تو واجب ہے کہ بلا تعیین کوئی ایک راہ اختیار
کرے یعنے بلا تعیین کوئی چیز حاصل کرکے اپنا قوت کرلے۔ اور جب وہ شخص کوئی ایسی
جگہ پر ہے کہ وہاں طعام تیار شدہ حاضر ہے تو واجب ہے اسپر کہ طعام متعین ہی
خرید کرکے اپنی حاجت روائی کرلے۔ پس ایسا ہی سلف کو اس واجب کے حاصل
کرنے کیلئے راستے بہت تھے پس ان پر واجب ہی تھا کہ ان راستوں سے بلا تعیین
کوئی ایک راستہ ہو اختیار کرلیوے پھر جب بند ہوگئے وے سب راستے مگر ایک ہی
راستہ کھلا ہے تو واجب ہو گیا حاصل کرنا اسی راہ مخصوص کا۔ اور سلف حدیث نہیں
لکھتے تھے مگر پیچھے کے زمانہ میں اسکا لکھنا واجب ہے اس لئے کہ اس زمانہ میں حدیث کی
معرفت نہیں ہوتی مگر کتب حدیث سے۔ اور سلف جب عربی زبان نہ سیکھتے تھے لغت
اور نحو میں مشغول نہ رہتے تھے۔ لیکن اس زمانہ میں لغت عربی کا جاننا واجب ہے
بسبب بعد زمان کے عرب اول سے۔ اور بھی ایسے ہی بہت سے مثالیں ہیں
اسباب میں۔ پس مجتہد معین کی تقلید کی وجوب کو بھی ایسا ہی سمجھیں انتہی

مکمل

مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ احکام شریعت کی معرفت میں عامۂ مؤمنین کو ایسی حاجت ہے جیسے بھوکے آدمی کو غذا کی۔ اور بھوکے آدمی کو غذا کیلئے جب تک طعام تیار شدہ متعین و مقرر نہو تب تک اسکو یہی واجب ہے کہ جو چیز قابل غذا ہو۔ وہ جہاں کہیں ملے بلا التعین حاصل کرلے خواہ میوہ ہو یا شکار یا اور کوئی چیز۔ اور جب طعام تیار شدہ جسمیں کچھ عیب و نقصان نہو اور وہ پوری حاجت روائی کے موافق حاصل ہو گیا۔ اور طعام بھوک تو دفع کرنے کیلئے ایسی غذا ہے مقرری اور کافی و وافی ہے کہ اسکو غذا کئے بعد پھر کسی چیز کی حاجت اصلی باقی نہیں رہتی بخلاف میوہ یا شکار وغیرہ کے کہ یہ دفع بھوک کیلئے چنداں کافی نہیں۔ اور طعام ہر قسم کی غذا کا مجموعہ بھی ہے۔ پس ایسی چیز بالتعین باآسانی تمام حاصل ہوتے ہوئے اسکو چھوڑ کے پھر بھوک دفع کرنیکے لئے میوہ یا شکار یا اور کوئی چیز تلاش کرنا صرف نادانی یا دیوانہ پن ہے یا لڑکوں کا کھیل۔ یا ایک جگہ ایسا طعام حاضر رہتے ہوئے پھر دوسری جگہ کا طعام تلاش کرنے نکلنا یہ بھی عبث و بیہودہ اور ہوا و ہوس ہے۔ ایسا عبث و بیفائدہ کام جو بلا ضرورت شرعی ہو دین میں لہو و لعب کہلاتا ہے بھوکے آدمی کو واجب و ضروری تھا کہ طعام تیار شدہ جو بالتعین حاضر ہے اسی کو غذا کرے نہ کہ اسکو چھوڑ کے اور چیز تلاش کرتا پھرے یعنی صحابہ کے زمانہ میں احادیث مختلفہ و متفرقہ ناسخ و منسوخ مؤول غیر مؤول معارض غیر معارض عام و خاص مطلق و مقید وغیرہ کے فرق کیساتھ مع احکام مستنبطہ یکجگہ جمع نہیں ہوئی تھیں عملیات کے باب میں ان چیزوں کے مجموعہ کا ایک طریقہ ایک مذہب رائج طعام تیار شدہ کیطرح متعین و مقرر ہونے نہیں پایا۔ اگر یہ کام اسوقت ہوا ہوتا تو دین کے کسی امر میں کچھ اختلاف ہی نہوتا اور مذہب بھی جداجدا نہ ہوتے اور حدیث کی کتابیں بھی اختلافی پیدا نہ ہوتیں اور حدیث کی صحت و ضعف وغیرہ میں بھی اختلاف نہ ہوتا غرض اس زمانہ میں ہر شخص پر یہی واجب تھا کہ جو جانتے والا ملے اس سے مسئلہ

زمانۂ سلف میں تقلید شخصی نہونیکی وجہ

۱ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اصل معنی و سمجھنا ... مختلف ... ہوتا ۱۲

مراد ۲ یعنی صحابہ یا تابعین تبع تابعین کے زمانے میں اگرچہ زمانہ دو سو سال تک تھا ۱۲

پوچھ لیوے جسکو جو حدیث ملی اسپر عمل کرلے اور دفع حاجت کرے جیسے بھوکے آدمی کو
جب طعام تیار شدہ نہ ملے تو اسکو یہی واجب ہے کہ کسی ایک چیز سے میوہ ہو یا شکار
جسقدر ملے اسقدر حاجت روائی کرلے۔ اس زمانے میں ایسا ہی عمل چلتا تھا جب
تابعین تبع تابعین کے زمانہ میں یعنی صدی دوم میں آیات واحادیث کے معانی ومطالب
صحابہ کے قول وفعل کی مطابقت اور ناسخ ومنسوخ۔ معارض غیر معارض۔ مؤول غیر مؤول
عموم وخصوص مطلق مقید کے فرق اور اس کے احکام کیسا ایک ایک جگہ جمع ومدون
ہوئے مذاہب اربعہ طعام تیار شدہ کے مانند قرار پائے۔ دوسری صدی بھی پوری ہوئی
پھر ہر مذہب کے فقہ کی تعلیم وتدریس جاری ہوئی اور ہر مذہب کی کتابیں اس کے اصول
وفروع اور اسناد حدیث وآثار کیسا مبوب ومفصل ہوکے تصنیف وتالیف ہونے
لگیں۔ ہر مذہب عرب وعجم میں شہرت وشیوع پکڑا۔ جو شخص جو مذہب اختیار کیا
عملیات کے ہر مسئلہ میں عبادات ہو یا معاملات وغیرہ اس مذہب سے اسکی پوری حاجت
روائی ہونے لگی۔ اور دوسرے متفرق راستے سب بند ہوگئے۔ مذاہب اربعہ کی یہی ایک
شاہراہ باقی رہی جسپر جمہور ملت چل رہی۔ پس ہر شخص اسی راہ ومذہب کو اختیار
کرنا واجب ہوچکا۔ کیونکہ احکام شرعیہ کی معرفت جو واجب ہے۔ مذاہب اس کے حاصل کرنیکا طریقہ
اور مقدمہ ٹھہرا۔ اور واجب کا مقدمہ بھی تو واجب ہی ہے۔ پس مذاہب مدون کو اختیار کرکے کسی
جب وہ عملیات کی پوری حاجت روائی کرتا ہے پھر اسکو بلا ضرورت شرعی چھوڑ کے دوسرے
طرف جانے کی ہرگز حاجت نہ رہی اور یہ امر زمانہ سلف میں واجب نہ ہونا کچھ مضائقہ نہیں[۱]
بہت سے امور دینیہ جو دین کے موقوف علیہ ہیں پچھلے زمانہ میں واجب کا حکم پیدا کئے ہیں[۲] جیسے
تصنیف کتب اور علم صرف ونحو کا پڑھنا علم دین کے مدرسہ بنا کرنا اور ایسے ہی بہت امور
ویسی۔ جیسا مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مذہب معین ومدون اختیار کرنے
اور اس کی تبعیت وتقلید واجب ہونے میں زمانہ سلف وخلف کا فرق بتلاتے

زمانہ سلف میں تقلید واجب نہ ہونے اور زمانہ خلف میں واجب ہونے کا سبب

[۱] کیونکہ اس زمانہ میں نہ وجوب کی علت موجود تھی نہ اس کی حاجت ۱۲

[۲] کیونکہ وجوب کی علت اور اسکی حاجت پیدا ہوئی ۱۲ منہ

ہیں۔ مولانا شیخ عبد الحق محدث دہلوی بھی شرح سفر السعادت میں ایسا ہی کہتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں درینجا اختلافے در روش پیشینیان و پسینیان رفتہ واین (یعنی عمل بالحدیث) طریقہ متقدمان است اما دریں روزگار این کار صورت نمی بندد جز متابعت مجتہداں کردن و دربیچ الیشان رفتن سبیلے نبود و چارۂ نے انتہی ملخصہ

گل

سلف کے سوا پچھلے زمانہ کا ہر عامی مذہب معین اختیار کرنا جو واجب ہے اس وجوب کا کیا سبب ہے معلوم کیا چاہیئے کہ یہ امر دو سبب سے واجب ہوتا ہی پہلا سبب یہ کہ عامی دو قسم کا ہوتا ہے ایک عامی بحت دوسرا عامی منتسب الی المذہب۔ عامی بحت وہ ہے کہ ابھی کوئی یک مذہب بھی اختیار نکیا جیسے نوبالغ و نومسلم وغیرہ پس اسکے لیے شک اختیار ہے کہ چار مذہب سے کوئی ایک مذہب اختیار کر لیوے۔ اور عامی منتسب الی المذہب وہ ہی جو کوئی ایک مذہب اختیار کر چکا ہو۔ یعنی حق تعالی قرآن مجید میں فرماتا ہے فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون یعنے نہیں جاننے والے جاننے والوں سے پوچھنا چاہیئے جب یہ حکم خود حقتعالی ہی کیا پس وہ واجب ہو چکا۔ اور جو شخص درجۂ اجتہاد کو نہ پہنچا گو کہ وہ کیسا ہی عالم علامہ ہو۔ مجتہد مطلق کی بہ نسبت نہیں جاننے والا عامی ہی ٹھہرا بتفاوت درجات۔ اسی واسطے ایقاظ النیام میں لکھتے ہیں کہ اس زمانے کے دستار بنداں یعنے فارغ التحصیل علما بھی عوام کے دائرہ سے خارج نہیں باعتبار علم اجتہاد کے انتہی غرض اسکو واجب ہوا کہ جاننے والے یعنے مجتہد مستقل مطلق سے پوچھے۔ کیونکہ اہل ذکر جو قرآن مجید میں وارد ہوا مطلق ہے۔ اور مطلق منصرف ہوتا ہے فرد کامل کی طرف۔ پس علم عقاید میں علما عقاید اپنے متکلمین افراد کاملہ ہیں اور علم تصوف میں صوفیہ کرام اور عملیات یعنے علم فقہ میں یہ چاروں مجتہدین مسلم الاجتہاد افراد کاملہ ہیں پس ہر فن کا مسئلہ اس فن کے اہل ذکر یعنے افراد کاملہ سے ہی پوچھنا اللہ کے حکم سے واجب ہوا اسی واسطے مولانا شاہ ولی اللہ

محدث دہلوی قول الجمیل میں سالک راہِ خدا کو جو کئی باتیں ضرور ہیں لکھتے ہیں از انجملہ یہ بھی فرماتے
ہیں کہ وہ راغب ہو سنت میں اور احادیث اور آثار صحابہ کی تتبع کرے اس شرح و بیان کے
ساتھ جو فقہائے محققین بتلائے ہیں چنانچہ کہا راغباً فی السنة متبعا لحدیث رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وآثار الصحابة طالباً لشرحها وبیانها من کلام
الفقهاء المحققین المائلین الی الحدیث عن النظر انتہیٰ ۔ غرض مجتہد کا
مذہب معین طعام تیار شدہ کے مانند رہنے اور بھوکا آدمی اپنی حاجت روائی کیلئے اسی کو اختیار
کرنا واجب رہنے کے سبب سے اور ہر فن کا مسئلہ اس فن کے کامل سے پوچھنا بھی حکم الٰہی فاسئلوا
کے موافق واجب ہونے کے سبب سے وہ عامی غیر مجتہد فقہ کے مسائل عملیہ کسی ایک مجتہد سے جو فن کا کامل
ہے پوچھا۔ یعنے ان چار اماموں کے چار مذہب سے کوئی ایک مذہب اختیار کیا تو وہ شخص عامی
منتسب الی المذہب ٹھہرا پس ایسے عامی کو واجب ہوگا کہ اس مذہب مخیر و مختار پر ٹھہرا
رہے۔ جب تک ویسی ضرورت شرعی داعی نہ ہو کسی امر میں مخالفت اس مذہب کی نکرے
مولانا شاہ ولی اللہ محدث عقد الجید میں لکھتے ہیں والراجح عند الفقهاء ان العامی
المنتسب الی المذهب له مذهبه ولا یجوز مخالفته یعنے تمامی فقہا کے نزدیک
قوی اور راجح تر یہ بات ہے کہ عامی منتسب الی المذہب کو اسکا مذہب ہے اور اسکو اسکی مخالفت
جائز نہیں انتہی ۔ اور عامی منتسب الی المذہب کو مذہب معین کی تثبیت و تقلید جو واجب ہے
اسکا دوسرا سبب یہ کہ اگرچہ کہنے کو مجتہدین کی یا انکے مذہب کی تقلید کہلاتی ہے لیکن
حقیقت میں وہ خدا اور رسول اور قرآن و حدیث کی ہی تثبیت و تقلید ہے پس وہ کیونکر
واجب نہو۔ ہر مذہب کے فقہ و حدیث کے کتابیں دیکھ لیجیئے کہ ہر مسئلہ پر ہزار ہا جگہ
قرآن سے یا حدیث سے یا آثار صحابہ سے نص صریح موجود ہے۔ نادر کسی جگہ جہاں نص
صریح نہ پائی جاوے اسی قرآن اور حدیث اور آثار سے نص اجتہادی و قیاسی لکھی ہے
غرض کسی وجہ سے بھی ہو چاروں مذہب میں کوئی مسئلہ دلیل قرآن و حدیث سے خالی نہیں ہیں

چنانچہ علما پر یہ بات پوشیدہ نہیں۔ خصوصاً مذہب حنفی کے کتب فقہ و حدیث میں دیکھ لیں
تو یہ بات بخوبی ظاہر ہوگی کہ فقہا و محدثین حنفیہ اپنی کتابوں میں ہر مسئلہ پر کتاب اللہ سے
خصوصاً احادیث و آثار سے سندیں بتلاتے ہیں جیسے مسند حماد فرزند امام اعظم مسند
حصکفی وغیرہما۔ فتح القدیر شرح ہدایہ عینی شرح ہدایہ۔ عینی شرح بخاری۔ کرمانی
شرح بخاری۔ معانی الآثار طحاوی۔ عقود الجواہر المنیفہ فی دلائل مذہب ابی حنیفہ۔ شرح
مشکات ملا علی قاری۔ شرح مشکات شیخ عبد الحق دہلوی۔ شرح سفر السعادت۔ تیسیر القاری
شرح بخاری۔ مظاہر حق شرح مشکات۔ فتح المنان شیخ دہلوی۔ فیض الباری شرح بخاری
وغیرہا اسکے سوا مواہب الرحمن ایک کتاب ہے جسکا شارح لازم کرلیا ہے یہ بات کہ مذہب حنفی کے
ہر مسئلہ پر قرآن یا بخاری و مسلم کے ہی حدیثوں سے سندیں بتلادے چنانچہ ویسا ہی بتلایا ہی
وبس۔ جب مذہب حنفی کیونکہ متن واحادیث کے معانی و مطالب کا ہی ایک مجموعہ ہی۔ اور
اسکا طریقہ طریقۂ سنت ہے مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فیوض الحرمین میں لکھتے ہیں
عرفنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان فی المذهب الحنفی طریقۃ انیقۃ
ھی اوفق الطرق بالسنۃ المعروفۃ یعنے معلوم کرایا مجھکو رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے کہ مذہب حنفی میں جو طریقہ ہے وہ طریقہ انیقہ ہے جو سنت معروفہ کے ساتھ زیادہ تر
موافقت رکھتا ہے وبس۔ ہاں اتنی بات ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اجرا و انفاذ
شریعت میں اللہ کے طرف سے نائب مختار تھے۔ بمناسب وقت آپ کا عمل خصوصاً سنن و مستحبات میں
مختلف واقع ہوا کرتا تھا کبھی ایک عمل کرتے پھر اسکو ترک فرماتے سو احادیث بھی مختلف
صادر ہوئیں جس جس صحابی کو جو حدیث یاد تھی وہ اپنے پچھلوں کو پہنچایا پھر عن فلاں
عن فلاں کے واسطے سے احادیث حارد و ائمہ مجتہدین تک پہنچے پھر عن فلاں عن
عن فلاں ہوتے ہوتے بخاری و مسلم و دیگر ائمہ محدثین کو بھی پہنچے لیکن پہنچانے والے
راویوں کے عدالت و تقوے اور حفظ و صداقت کے باعتبار حدیث کو ایک ایک نام ٹھہرا

جیسے صحیح ضعیف مشہور مرسل وغیرہ اسمیں بھی یعنے صحت وضعف کے قاعدے میں اپنی اپنی
تحقیق کے موافق مجتہدین میں باہمدیگر اور محدثین میں باہمدیگر اختلاف بھی واقع ہوا یہاں
تک کہ ایک حدیث ایک کی تحقیق میں صحیح ٹھہری۔ دوسرے کے پاس انکی تحقیق کے باعتبار ضعیف
تھی تو اسکے پاس صحیح۔ غرض اس اختلاف کے نظر کرتے امام اعظمؒ یا دیگر حنفیہ کے پاس اگلے
زمانہ میں صحت یافتہ کسی حدیث کو پیچھے کے محدثین جیسے صحاح ستہ والے اپنے قاعدے کے موافق
ضعیف کہے ہوں لیکن ان کے کہنے سے لازم نہیں کہ وہ صحیح حدیث فی الواقع ضعیف ہو جاوے
اسی واسطے شیخ ابن ہمام محدث کہتے ہیں کہ حدیث کا صحیح ہونا اور ضعیف ہونا اگلے اور پچھلے
زمانے میں مختلف ہے بہت سے حدیثیں متقدمین کے پاس صحیح اور قوی ہیں اور متاخرین کے
پاس ضعیف اسکا وجہ یہ ہوسکے کہ جتنے راوی امام اعظم کے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
درمیان تھے سب میں صحت کی شرطیں بالجمع تھیں اسواسطے وے حدیثیں صحیح اور قوی ہوئیں پھر انکے
زمانے کو بعد ان احادیث کے روایت میں دوسرے اور واسطہ زیادہ ہو۔ اور ان دوسرے راویوں میں
صحت کی شرطیں پائے نہ گئیں اسی واسطے وہی حدیثیں پچھلے محدثین کے پاس ضعیف ٹھہریں پس
اگر پچھلے محدثین سے کسی نے کسی حدیث کو ضعیف کہا تو اس سے لازم نہیں آتا کہ امام اعظم کے زمانہ میں
بھی وہ حدیث ضعیف تھی فافہم

گل

جانا چاہئے کہ حدیث کی روایت میں جسقدر راویاں کم رہتے ہیں شک وشبہ کو گنجائش نہیں رہتی
جسقدر زیادہ ہوں راویوں کی عدالت وتقوے وغیرہ میں شبہے رو دیتے ہیں پس حدیثیں
ضعف پیدا ہوتا ہے یہ بات امام اعظم رح کے وقت نہیں تھی کیونکہ انکا زمانہ زمانہ صحابہ سے قریب ملنے
سے انکے راویونکا واسطہ آنحضرت تک دوتین سے زیادہ نہیں تھا صحابی یا تابعی یا تابعی سے
تابعی نادر کہیں تبع تابعی وبس اذا صح الحدیث فهو مذهبی۔ یعنے جب حدیث صحت کو
پہنچی وہی میرا مذہب ہوتا پس ایسے قوی اور کم راویوں سے امام کے پاس زمانہ تابعین میں

اختلاف قاعدہ صحت حدیث زمانہ متقدمین و متاخرین میں

صحت کو پہنچی سو حدیث پھر ایک سو برس کے بعد راویوں کی زیادتی کے سبب امام بخاری و مسلم اور
ان کے شاگردوں کے پاس ضعیف ہوئی تو کچھ پروا نہیں اسی واسطے شیخ نور الحق محدث
دہلوی تیسیر القاری شرح صحیح بخاری میں لکھتے ہیں کہ امام اعظم کے پاس جب صحت حدیث
کی ہو چکی پھر نہ امام بخاری کی تحقیق و تضعیف اس کے معارض ہو سکتی ہے نہ امام مسلم کی
و لیس - شامی مسند خوارزمی سے لایا ہے کہ امام ابو حنیفہ کے شاگرد ہزار آدمی تک جمع ہوئے تھے
سب میں اجل و افضل چالیس تھے جو درجۂ اجتہاد کو پہنچے تھے اگر کوئی مسئلہ درپیش ہوتا امام
ان اصحاب و تلامیذ سے ایک مہینے تک اسمیں بحث و مناظرہ کرتے اور ان کے پاس جو احادیث
ہیں سنتے اور اپنے پاس جو احادیث ہیں بیان کرتے یہاں تک کہ آخر قول استقرار پاتا امام
جعفر صادق علیہ السلام نے امام اعظم کو دیکھ کے فرمایا ای فلاں میں تجھ کو دیکھتا ہوں کہ زندہ
کرنے والا ہی سنت کو میرے جد کے تجھ کو اللہ کے طرف سے مدد و توفیق ہے راہ چلینگے
تیرے ساتھ
ربانی لوگ کہتے ہیں

گل

جب مذہب معین کی تبعیت و تقلید واجب ہونے کے دو سبب معلوم ہوے - اور مولانا شاہ ولی اللہ
محدث دہلوی کے رسالہ انصاف و عقد الجید اور مولانا شیخ عبد الحق دہلوی کی شرح سفر السعادت
کی بعض عبارات سے جو کلام محققانہ و منصفانہ ہے یہ بات معلوم ہو چکی کہ مذہب معین کی تقلید کا
وجوب متقدمین و متاخرین میں مختلف فیہ ہے کہ زمانۂ سلف یعنے اگلے زمانے میں دوسری صدی
تک اس کے وجوب پر سب لوگ مجتمع و متفق نہیں تھے لیکن اس کے بعد کے زمانہ سے جو مذاہب
مدونہ کی تعلیم و تدریس اور تصنیف و تالیف سے ترویج و تشہیر ہو چکی اور عملیات کیلئے ہر ایک
مذہب مستفتی اور با سانی ہدست ہونے لگا جب کوئی آدمی کسی ایک مذہب کو اختیار کیا تو پھر وہ
دوسرے طرف جانے کی حاجت اصلی باقی نرہی - بس یہ وجوب ثابت و متحقق ہو چکا - نادر آدمی
ہوگا جو اس وجوب کا قایل نہو - لیکن یہ بات کبھی معلوم ہو چکی کہ یہ امر اگلے زمانے میں واجب
نہ تھا پھر اسکے پچھلے زمانے میں واجب ہو نیکی کیا وجہ ہے اور یہ وجوب کسطرح ناشی ہوا

جب یہ سب باتیں معلوم ہوچکیں۔ اب جاننا چاہئے کہ مطلق مجتہدین کی تقلید کے واجب
ہونے پر مقلدین وغیر مقلدین سب کے سب قایل و متفق ہیں یا جو اہل علم کہ حدیث و فقہ میں مہارت
تامہ و فہم سلیم رکھتا ہو اسکا مخالف نہیں اور وہ اسبات کو روا نہیں رکھتا کہ عملیات و فقہیات
میں احادیث و آثار کے فہم معانی میں آدمی کسی یک مجتہد کو اپنا پیشوا و استاد نہ ٹھہراوے
اور اسکی تبعیت و تقلید نہ کرے۔ افہام ناقصہ کا پیرو بنے یا بزالا مذہب و مطلق العنان ہوجاوے
جانتا۔ بلکہ اس زمانہ میں بعض لوگوں کے درمیان اختلاف رہ دیا ہے تو محض اسی بات میں ہے کہ
مذہب معین یا مجتہد معین کی تقلید جسکو تقلید شخصی کہتے ہیں واجب ہے زمانہ ہذا میں پہلے زمانہ
میں جو واجب ٹھہر البعض لوگ اسکو نہیں مانتے ہیں۔ جب یہ اختلاف عوام الناس میں نزاع
و جدال اور نفاق و شقاق کا باعث ہوا اب ہم تنزل کر کے کہتے ہیں کہ مطلق مجتہدین کی تقلید
ہووے یا مجتہد معین کی اسکا وجوب کس طرح پیدا ہوا ہے اور وہ کہاں سے آئی ہوا اور یہ
تقلید واجب ہونیکا سبب کیا ہے اور یہ واجب کیسا ہے چنانچہ ہم یہاں تھوڑا بیان کئے
ہیں۔ بارے اگر کسی کا ذہن و فہم اسکو قبول کرے اس بحث کو اسی اہل دل پر چھوڑ دیجیے
آخر مذہب معین و مجتہد معین کی تبعیت و تقلید کیا کرنے کے لیئے اتنی بات تو بس ہے
شیخ عبد الحق محدث دہلوی شرح سفر السعادت میں لکھتے ہیں کہ قرار داد علما متاخرین کا
تقلید مذہب معین ہے دین کی مصلحت اور امور دین و دنیا کا ضبط و ربط اسی میں ہے، وہی مختار
و پسندیدہ ہے اور اسی میں خیر ہے چنانچہ لکھتے ہیں کہ قرار دادِ علماء و مصلحت دید ایشاں در
آخر زماں تعیین و تخصیص مذہب است و ضبط و ربط کار دین و دنیا ہم دریں صورت ست
قرار داد علما متاخرین ہمیں ست ہو المختار و فیہ الخیر انتہی لفظہ۔ و لکشا کسی امر خیر کو اختیار
کرنے کیلئے اسکی مجرد خیریت و خوبی بس کرتی ہے دیکھئے کہ دین میں جو امر کہ مستحب و مستحسن
رہتا ہے اگرچہ وہ اختلافی ہو خوف خدا و اندیشۂ آخرت رکھنے والا مرد مسلمان تابع
اسکو اختیار کرتا ہے پھر واجب گو کہ وہ اختلافی ہو بلا ضرورت شرعی کیونکر اسکو ترک

کریں علم و انصاف یہی حکم کرتا ہے۔ ہاں تعصب اور غلو فی الدین ایک اور بات ہے
ایزد تعالیٰ شانہ مومنوں کو توسط نصیب کرے افراط اور تفریط اور غلو سے بچاوے آمین

نکل

مجتہد معین مذہب معین کی تقلید کا وجوب جو اختلافی ہے سو یہ اختلاف کسطرح برپے معلوم کیا
جاتا ہے کہ زمانہ سلف میں یعنے پہلی اور دوسری صدی میں یہ امر واجب نہیں تھا۔ بلکہ اسوقت عمل
لوگوں کا ساری مسائل انہیں جو مجتہدین کتاب و سنت پر اپنے اجتہاد سے عمل کرتے تھے۔ اور جو غیر مجتہد
تھا التزام مذہب واحد اور بلا تعیین کسی ایک مجتہد کے طرف رجوع لاتے چنانچہ شرح سفر السعادت
میں شیخ عبد الحق محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ الیشان یعنی متقدمین التیثین مذہب واتباع
مجتہد واحد را از واجبات نمی داشتند۔ مجتہدان را عمل با جتہاد خود بود۔ وسبیل عوام رجوع
بالیشان بے آنکہ التزام متابعت احدے کنند انتہی اور مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی بھی
رسالہ انصاف میں یونہی تحریر فرماتے ہیں اعلم ان الناس کانوا فی المایۃ الاولی والثانیۃ
غیر مجمعین علی التقلید المذہب معین بعینہ انتہی اور چار مذہب کی بنا تو زمانہ سلف یعنے
دوسری صدی کے اندر ہو چکی پھر دوسری صدی پوری ہوئی کہ مذاہب معینہ مرتب ہو کے بخوبی
شہرت پکڑنے۔ ہر کسی کو ہدایت ہونے لگے۔ اور ہر مذہب اپنے مقلد کو عبادات و معاملات وغیرہ
میں قرآن و حدیث اور اجماع و آثار صحابہ کے دلائل سے بخوبی سر براہی دینے لگا۔ پھر تقلید
مذہب معین کی بھی واجب ہو چکی۔ چنانچہ مولانا شاہ ولی اللہ محدث اسی رسالہ انصاف میں
لکھتے ہیں، وبعد المائتین ظہر فیہم التمذہب للمجتہدین باعیانہم وقل من کان لا
یعتمد علی مذہب مجتہد بعینہ وکان ھذا ھو الواجب فی ذالک الزمان انتہی غرض کہ
پہلے متقدمین میں واجب نہیں تھا۔ پر متاخرین میں واجب ٹھہرا۔ اس کے سوا دوسرا اختلاف جو خود
متاخرین میں رو دیا ہے یہ ہے کہ انہیں کے علما و فقہا اسکو واجب کہتے ہیں اور کتنے
غیر واجب بتلاتے ہیں۔ قائلین وجوب جیسے امام احمد بن حنبل۔ اور امام غزالی احیاء العلوم

میں وکیمیا میں۔ امام شعرانی میزان صغرا میں۔ قہستانی نقایہ شرح مختصر وقایہ میں۔ شامی حاشیۂ درمختار میں۔ اور شیخ ابن ہمام شرح ہدایہ میں۔ اور امام جلال الدین سیوطی جزیل المواہب میں اور صاحب خزانۃ الروایت اور صاحب بحر الرائق رسالہ زینیہ میں۔ اور صاحب درمختار اور طحطاوی اور شارح ملتقی اور صاحب فتاوی عالمگیریہ۔ اور جلال الدین محلی شرح جمع الجوامع میں اور صاحب تفسیر احمدی اور ایسے ہی کئی علماء وفقہا اپنے کتابوں میں۔ یہ علما کہتے ہیں کہ آدمی جب ایک مذہب اختیار والتزام کیا اور اس کی طرف منتسب ہوا۔ اس کو واجب ہے کہ اسی کا رہے دوسرے مذہب طرف نقل کرنا حرام ہے کیونکہ کسی بات کو باعتقادِ غلبۂ حق اختیار کیئے بعد اسکو چھوڑنا بغیر اسکو ناحق جاننے کے نہو سکیگا۔ پھر ایک ہی امر حق وناحق کیونکر ہو سکے چنانچہ مولانا بحر العلوم شرح مسلم الثبوت میں لائے ہیں ولو التزم مذھبا معینا فھل یلزمہ الاستمرار علیہ لم لا فقیل نعم یجب ویحرم الانتقال من مذھب الی مذھب آخر لانہ الا التزام لا یخلو من اعتقاد غلبۃ الحقیۃ فیہ اور جو علماء وجوب کے قائل نہیں یہ ہیں جیسے مولانا اکمل صاحب عنایہ قرافی۔ عابد سندی۔ علامہ سید بادشاہ شارح تحریر الاصول شیخ ابن ہمام صاحب تحریر الاصول مولانا بحر العلوم وغیرہم یہ علما کہتے ہیں کہ التزام مذہب معین واجب نہیں۔ دوسرے مذہب طرف نقل کرنا بیشک درست ہے کیونکہ واجب وہ ہے جو خدا تعالی واجب کیا ہو حالانکہ ایک امام کے مذہب کو التزام کرنا خدا تعالی واجب نہیں کیا۔ پس اسکا ایجاب تشریع جدید ہے چنانچہ بحر العلوم شرح مسلم الثبوت میں لکھتے ہیں وقیل لا یجب الاستمرار علیہ ویصح الانتقال اذ لا واجب الا ما اوجبہ اللہ ولم یوجب علی احد ان یتمذھب بمذھب رجل من الائمۃ فایجابہ تشریع جدید انتھی اور تحریر الاصول میں بھی شیخ ابن ہمام نے یونہی لکھا ہے۔ بتعیین مذہب کے وجوب میں متاخرین کے درمیان یہ اختلاف جو اوپر سے چلا آیا۔ چنانچہ مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی طرفین کے اقوال مختلفہ رسالۂ عقد الجید میں ذکر کیئے ہیں۔ جب ہم اس اختلاف میں اگر غور وتامل کریں

اختلاف در وجوب میان متاخرین

اور بنظر تعمق سے دیکھیں۔ تو واضح ہوتا ہے کہ جو علما وجوب کے قائل ہیں وہ بھی حق پر ہیں
اور جو علماء وجوب کے قائل نہیں ہیں وہ بھی حق پر ہیں۔ ان دونوں اختلافوں کے درمیان ایک وجہ تطبیق و
توفیق متحقق ہے۔ کہ حسب طرفین کے علامات معتقدین بخوبی پتے نہ لیجا کے تعصب کو کام فرماتے
ہیں۔ اب وہ وجہ تطبیق و توفیق کیا ہے معلوم کیا جانا چاہئے کہ التزام مذہب معین بیچ ہے کہ
اللہ نے واجب نہیں یعنے نہیں فرمایا کہ فلاں مذہب ہی اختیار کریں اور اسی پر استمرار کریں
یعنے وہ واجب واجب قطعی نہیں جو کہ فرض یا فرض کا ہم پلہ ہو۔ بلکہ وہ من جملہ واجبات دینیہ
اور قسم کا واجب ہے۔ اور وہ اس طور سے ناشی ہوا ہے کہ احکام شرعیہ کی معرفت جو واجب اصلی ہے
مذہب اس واجب کو حاصل کرنیکا طریق اور اس واجب کا مقدمہ ہے اور جو کہ واجب کا مقدمہ ہو
وہ بھی واجب ہے یعنے مذہب شریعت کے احکام اصولیہ و مسائل فرعیہ اور دلائل تفصیلیہ کا
مجموعہ ہے۔ کہ اصول کے قواعد اور مسائل فرع کی صورت اور قرآن و حدیث۔ آثار صحابہ۔ اجماع
و اجتہادات صحیحہ سے انکی دلیلیں۔ یہ سب مذہب ہی سے معلوم ہوتے ہیں۔ بغیر اتباع مذہب کے
ان چیزوں کی معرفت ہو سکتی نہیں۔ پس ان احکام شرعیہ کی معرفت جو دین میں واجب
اصلی ہے۔ مذہب کی تبعیت و تقلید اس واجب اصلی کو حاصل کریگا۔ طریق اور مقدمہ
ٹھہری اور واجب ہوئی۔ چنانچہ منطبق ہے مولینا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے قول فیصل
و کلام متوازن سے جو رسالہ انصاف میں لکھتے ہیں۔ اور انصاف کی داد دیتے ہیں معلوم ہوتا ہے
وہو ہذا الواجب الاصلی ہو ان یکون فی الامۃ من یعرف الاحکام الفرعیۃ و ادلتہا التفصیلیۃ اجمع
علی ذلک اہل الحق۔ و مقدمۃ الواجبۃ فاذا کان للواجب طرق کثیرۃ متعددۃ وجب تحصیل طریق من
تلک الطرق من غیر تعین و اذا تعین له طریق واحد وجب ذلک الطریق بخصوصہ انتہیٰ۔
مذہب معین کی تبعیت و تقلید جیسا واجب اصلی کا مقدمہ ٹھہر کے واجب ہوئی ایسا ہی واجب اصلی کا
موقوف علیہ ٹھہر کے بھی واجب اصلی سے یعنے دین میں جیسا کہ جیسا میں نے ابھی لکھا ہے کہ
واجب اصلی ہے۔ تو اس موقوف علیہ ٹھہرنے سے واجب ہوتی ہے کہ بغیر ان کے اصل واجب

تطبیق در اختلاف علماء

مذہب معین واجب اصلی کا مقدمہ اور موقوف علیہ ہونے سے واجب ہونا

اہتمام کو نہیں پہنچتا سو مذہب بھی ان ہی چیزوں میں داخل ہے چنانچہ طیبی شرح
مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں والاشتغال بعلم النحو الذی یفہم بہ کلام اللہ ورسولہ صلی اللہ
علیہ وسلم وحفظ اعراب الکتاب والسنۃ وتدوین اصول الفقہ وفروعہ والکلام فی الجرح
والتعدیل وتمیز الصحیح والسقیم والرد علی الجبریۃ والقدریۃ والمرجیۃ والمجسمۃ
لِاَنَّ حِفْظَ الشَّرِیْعَۃِ وَاجِبٌ وَذَالَا یَتَاَتّٰی اِلَّا بِذٰلِکَ وَمَا لَا یَتِمُّ الْوَاجِبُ
اِلَّا بِہٖ فَھُوَ وَاجِبٌ انتہیٰ ۔ یعنی شغل علم صرف ونحو کا جس سے کلام خدا ورسول
مفہوم ہوتا ہے اور قرآن وحدیث کے اعراب کی حفاظت اور قرآن کی تفسیر اور حدیث کی
شرح جو قرائے سبعہ ومفسرین وشارحین حدیث بتلاتے ہیں (اور فقہ کے اصول وفروع کی
تدوین) جو چار ائمہ مجتہدین نے کی ہے یعنے ان کے مذاہب معینہ (اور حدیث کے
جرح وتعدیل میں کلام کرنا اور صحیح وسقیم میں تمیز کرنا) جو امام بخاری ومسلم ودیگر اگلے
پچھلے محدثین نے کیا ہے (اور جبریہ قدریہ مرجیہ مجسمہ ودیگر فرقہائے اہل ضلالت کو
رد کرنا) جو علمائے متکلمین نے کیا ہے) ان سب چیزوں سے شریعت کی حفاظت بخوبی
ہوتی ہے ۔ اور شریعت کی حفاظت اصل واجب ہے ۔ اور یہ واجب حاصل نہیں ہوتا
مگر ان علوم سے اور جو چیز کہ بغیر اس کے اصل واجب اتمام کو نہ پہنچے وہ بھی واجب ہے انتہیٰ
مخفی نہ رہے کہ واجب اصلی کا مقدمہ وموقوف علیہ ٹھہر کے دین میں ایسے بہت سے واجبات
ناشی ہوتے ہیں ۔ اور دین کے قیام واستحکام کا سبب ٹھہری ہیں گویا وہ خیمہ دین کے
طناب اور اوتاد ہیں ۔ اسی سبب سے دین اب تک کمال ضبط وربط کے ساتھ چلا آیا
پس ایسے واجبات کا ترک وانکار دین کے احکام اور شریعت کے حدود میں کیونکر خرابی
وخلل اندازی نکریگا ۔ لیکن ان چیزوں کا وجوب اس صورت کے ساتھ صحابہ کے زمانے میں
نہیں تھا ۔ بسبب اس کی عدم احتیاج کے ۔ کیونکہ قرآن وحدیث کا اعراب اور اسکی تفسیر و
شرح اور اس کے مطالب ومعانی مصرحہ ومستنبطہ صحابہ کرام کے افہام پر پوشیدہ نہ رہتی تھیں

اور انکی زبان بھی عربی تھی۔ اور حدیث کا صحت و سقم تو انکو معائنہ تھا کہ خود وے راویان حدیث تھے۔ اور ان کے زمانہ میں بہتر مذاہب باطلہ بھی پیدا نہ ہوئے۔ اور اس کے تفضیلات شیوع نہیں پکڑے تھے اس لئے قدمائے سلف کو صرف و نحو اور لغت والی اور فروع کی تفریع اور اصول کی تمہید اور مذاہب کی تدوین۔ اور کتب حدیث کی تالیف اور علم کلام کے مباحث وغیرہ کی حاجت در پیش نہوی۔ اس کے سوا انکو جنگ و جہاد اور اعلائے کلمۃ اللہ میں فرصت ہاتھ نہ دی۔ پھر زمانہ سلف کے بعد یعنے دوسری صدی کے بعد دین میں ان چیزوں کی اشد حاجت ہوئی۔ کہ بغیر ان کے اعتقادات و عملیات میں طریقہ حقہ کا استحکام دشوار تھا۔ پس وے چیزیں دین کے واجبات سے ٹھہریں۔ از انجملہ مذہب معین کی تعیین و تقلید بھی واجب ٹھہری۔ چنانچہ مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رسالہ انصاف میں لکھتے ہیں۔ وکان السلف لا یکتبون الحدیث ثم صار یومنا ہذا کتابۃ الحدیث واجبۃ لان روایۃ الحدیث لا سبیل لہا الیوم الا معرفۃ ہذہ الکتب وکان السلف لا یشتغلون بالنحو واللغۃ وکان لسانہم عربیا لا یحتاجون الی ہذہ الفنون ثم صار یومنا ہذا معرفۃ اللغۃ واجبۃ لبعد العہد عن العرب الاول وشواہد الخ فیہ کثیرا جدا وعلی ہذا فینبغی ان یقاس التقلید لامام بعینہ انتہی۔ اور بھی کتنے چیزیں ہیں۔ جو زمانہ سلف میں واجب نہیں تھیں۔ بعد ازاں واجب ٹھہریں اور ایسے بھی کئے چیزیں ہیں کہ سلف میں واجب تھیں اب اسکا وجوب باقی نرہا مثلاً تیر اندازی کا سیکھنا۔ غرض کہ دین میں واجب ایک قسم ما اوجبہ اللہ میں ہی منحصر نہیں یعنے واجب قطعی جو فرض کا ہم پلہ ہے۔ بلکہ اس کے سوا واجبات دینیہ بہت سے ہیں اسکا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اصلاح معاش و معاد خصوصاً اصلاح معاد کیلئے اہل اسلام کو جس چیز کی حاجت و ضرورت ہو۔ وہ اور اسکے حاصل کرنے کی راہیں اور اس راہ کا سلوک سب واجب ہے

وبس

جب یہ بات ثبوت و تحقیق کو پہنچی کہ مذہب معین کی تعیین و تقلید ایک قسم ما اوجبہ اللہ کے

سوا ہونے دیگر واجب ہوئی ہے پس متاخرین کے درمیان جو اختلاف رہ دیا تھا کہ
کہ اسکو کچھ علماء واجب کہتے ہیں اور بعض علماء غیر واجب۔ اب یہ اختلاف صاف اٹھ گیا۔
طرفین کچھ مخالفت و منازعت باقی نہ رہی کیونکہ جو علماء اسکو واجب کہتے۔ سیوائے واس
واجب کو واجب ما اوجبہ اللہ نہیں ٹھہراتے۔ اور یوں نہیں کہتے کہ مذہب معین کی ہی تبعیت
وتقلید اور التزام و استمرار کو بخود خدا تعالیٰ واجب کیا ہے۔ قائلین وجوب میں کسنے ایسی
تصریح نہ کی بلکہ ان کے پاس یہ واجب اور قسم کا ہے۔ اور جو علماء اسکو واجب نہیں کہتے۔ وہ تو
اس واجب کو واجب ما اوجبہ اللہ سے مقید کر دئے کہ یہ واجب وہ واجب نہیں۔ جو خدا
واجب کیا ہوا۔ اور یہ نہیں کہتے کہ وہ من جملۂ واجبات دینیہ کسی قسم کا بھی واجب نہیں۔ پس
اس سے معلوم ہوا کہ یہ قائلین عدم وجوب۔ بعض ایک قسم واجب یعنے ما اوجبہ اللہ کے سوا
دوسری قسم وجوب سے واجب رہنے کے منکر نہیں بلکہ وے بھی التزام مذہب معین۔ از جملۂ واجبات
شرعیہ ایک قسم کا واجب رہنے کے قایل اور عامل ہی نظر آتے ہیں۔ چنانچہ وے خود مذہب
معین کے بڑے مقید و پابند ہیں۔ اور اس کی تبعیت وتقلید آپ پر واجب و لازم رکھتے
زنہار زنہار غیر مقلد ولا مذہب نہیں۔ دیکھئے کہ شیخ ابن ہمام محدث تحریر الاصول میں لکھتے
ہیں کہ التزام مذہب معین واجب نہیں۔ باایں آپ مذہب حنفی کے پابند اور بڑے مقلد ہیں
اور بڑے حامی چنانچہ یہ بات ان کی فتح القدیر شرح ہدایہ سے بخوبی ظاہر ہے کہ مسائل
مذہب حنفی کو احادیث و آثار سے موید کرنے اور اس کے دلائل بتلانے اور مخالفین کے
رد کرنے میں کیا کیا کوششیں کی ہیں۔ اسیطرح مولانا بحر العلوم بھی شرح مسلم الثبوت
میں لکھتے ہیں۔ کہ التزام مذہب واحد واجب ما اوجبہ اللہ نہیں۔ باایں خود مذہب حنفی کے
بڑے مقلد و حامی اور سخت مقید و پابند ہیں چنانچہ یہ بات انہی کی شرح مسلم الثبوت
اور کتاب ارکان اربعہ سے پر ظاہر ہے کہ مذہب حنفی کی کسقدر تبعیت کرتے ہیں۔ اور
اسکو کتاب و سنت سے اور آثار صحابہ وغیرہ سے مدلل کر بتلانے میں کیا سعی بلیغ کرتے

نہیں۔ رحمہما اللہ۔ اور مولانا شاہ ولی اللہ محدث بھی دائرہ حنفیت سے باہر نہیں ہیں اسیطرح دوسرے علماء و محدثین بھی وبس الی یومنا ہذا پس اس سے واضح ہوچکا کہ باتفاق طرفین مذہب معین کا اتباع والتزام منجملہ ایک قسم واجب ما اوجبہ اللہ کے من جملہ واجبات دینیہ دوسرے قسم کے وجوب سے بے شک واجب ہی ہے اور اس قسم کا وجوب سلف کے بعد تمامی متاخرین علماء و ائمہ اہل سنت کے پاس باتفاق ثابت ہے۔ اس میں کچھ اختلاف ہی نہیں۔ تو قائلین وجوب و قائلین عدم وجوب ہر دو کے پاس جب واجب جدا جدا ہے پھر طرفین اختلاف کہاں باقی رہا۔ ہاں اگر واجب ایک ہی قسم کا ہوتا ایک فریق اس کا اثبات دوسری فریق اسی کا انکار کئے ہوتے۔ البتہ طرفین اختلاف باقی رہتا۔ دلیس علیس۔ اب یہاں راست آئی وہ بات جو رسالہ انصاف میں مولانا شاہ ولی اللہ محدث نے فرمایا کہ زمانہ سلف دو سو برس کے بعد تقلید مذہب معین واجب ٹھہرگی۔ اور راست آئی وہ بات جو شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے شرح سفر السعادت میں فرمایا کہ علمائے متاخرین کا قرار داد یہی ہے۔

ہم اگر زمانہ سے زمانہ سلف تک جہاں تک ہم نظر دوڑائیں عامہ مومنین ہوں یا علماء و ائمہ محدث مجتہد ہوں یا فقیہ و صوفی ان میں کوئی ایک فرد ایسا نظر نہیں آتا ہے کہ مذہب مجتہد کچھ سروکار نہ رکھتے ہیں۔ بات صاف نظر آرہی ہے کہ زمانہ سلف میں جو مجتہد مطلق تھے (جیسے یہ چار امام) کتاب و سنت پر اپنے اجتہاد پر عمل کرتے تھے اور جو لوگ درجہ اجتہاد مطلق کو نہ پہنچے ہوں وہ بلاتعیین و تخصیص مطلق مجتہدین سے کسی ایک مجتہد کے تابع ہی رہا کرتے تھے اور ان میں جو لوگ درجہ اجتہاد مطلق کے سوا نیچے کے پانچ درجہائے اجتہاد سے کوئی ایک درجہ رکھتے ہوں وے بھی اصول میں یا اصول و فروع ہر دو میں مجتہد مطلق کے ہی مقلد و منتسب رہتے تھے جیسے امام محمد و امام ابو یوسف کہ مجتہد فی المذہب ہیں۔ تابع تھے امام اعظم کے اصول میں۔ اور پیچھے کے مجتہدین حنفیہ بھی تابع و مقلد تھے امام اعظم کے اصول و فروع میں ایسا ہی ہر یک

مذہب میں بھی۔ بلکہ اگر محدثین ہوں تو بھی انہیں چار مذہب سے کسی ایک مذہب کے طرف
منتسب تھے جیسے صحاح ستہ والے ائمہ محدثین۔ کہ مذہب شافعی کیطرف منتسب ہیں اور بعض
مذہب حنبلی کیطرف۔ پھر ان کے بعد کے محدثین اور علماء و فقہاء سب کے سب مجتہد معین مذہب واحد
کے ہی مقلد یا منتسب رہتے آئے۔ حضرات مجتہدین کے مذاہب حقہ کی تدوین ہوئی بعد
سلف و خلف کے جمہور اہل سنت میں کوئی فرد بشر ایسا نہیں پایا جاتا ہے کہ مذہب مجتہد کا مقلد
یا منتسب نہ ہو۔ بلکہ ہر غیر مجتہد گو وہ کیسا ہی عالم علامہ ہو اپنے فہم کو زمانۂ سلف کے مجتہد مطلق
کے فہم نورانی کا تابع ہی رکھتا تھا۔ ہاں اتنی بات ہے کہ اتباع مجتہدین سلف میں بلا تعین
تھی اور خلف میں بالتعین۔ بہر حال کسی مجتہد اور غیر مجتہد نے ان مجتہدین سلف کو نہیں چھوڑا
اور ان کے مذاہب سے تقلید آیا انتسابا بے تعلق نہ رہا بلکہ ان سے کسی ایک کو پیشوا مان کے
اسی کی راہ چلا خصوصاً علمائے متاخرین میں کسی نے مذہب معین کی تقلید کو۔ گو کہ وہ واجب
ما اوجبہ اللہ نہو۔ مگر من جملہ واجبات دینیہ دین ہیں۔ تو ایک قسم کی واجب ٹھری ہے ہاتھ
سے نہ دیا۔ اور اسکا انکار نہ کیا۔ اور اس وجوب کا ربقہ اپنی گردن سے نہیں نکالا۔ تمامی خلف
و سلف میں جہاں تک نظر کریں۔ مجتہد کی تبعیت و تقلید ہی نظر آرہی ہے یا انتساب
الی المذہب۔ مگر یہاں سے وہاں تک کسقدر تجسس و تلاش کریں لامذہبی کہیں نظر آتی
نہیں طرفہ تماشا ہے کہ اس زمانہ کے غیر مقلدین۔ جب سے کہ مذہب معین کی تقلید
و تبعیت۔ واجب ما اوجبہ اللہ نہیں جو فرض کا ہم پلو ہو پھر ربقہ مذہب معین کی تقلید کا
اپنے رقبہ سے نکال پھینکے۔ واجب کو وجوب قطعی میں ہی منحصر کر دئیے۔ دین میں جو اور
قسم کے واجب ثابت و متحقق ہیں اس کا صاف انکار کر بیٹھے ع دانہ یکبار کہ صد بار
وائے۔ انواع واجبات شرعیہ سے کسی نوع کا انکار کرنا۔ بلا ضرورت شرعی اس کو ترک کرنا
دین کی برہم زنی۔ اور دین کے ہیئت اجتماعی میں تفرقہ اندازی کا سبب ہوگا سو اسبات
کا کچھ غم نہ کہا۔ ع غم دین خور کہ غم غم دین است۔ یہ غیر مقلدین جو ترک مذہب

اختیار کیے ہیں گویا فی الواقع سلف و خلف میں تعین کے ساتھ اوپر سے چلی آتی ہے اور سلف
میں بھی بلا التعین جاری تھی۔ یہہ کیا **قیامت** ہے کہ یہہ غیر مقلد قرآن و حدیث کے فہم
میں خصوصاً عملیات کے باب میں نہ بزرگان خلف کی اتباع سے مجتہد معین کی تقلید کرتے
نہ بزرگان سلف کی پیروی سے مطلق مجتہدین کی تبعیت کرتے۔ مذاہب اربعہ میں کسی مذہب
سے کچھ سروکار ہی نہیں رکھتے ہیں۔ نہ بتعین۔ نہ بلا التعین۔ چارو مجتہدین کو جو پیشوایان و استادان
امت ہیں یک لخت چھوڑ رہے۔ اور بدعوی عمل بالحدیث مذاہب اربعہ حقہ کو جو احادیث
کے ہی معانی و مطالب کا مجموعہ ہے۔ بغلط خلاف حدیث قرار دے کے۔ چھوڑ بیٹھے
اور نری لا مذہبی اختیار کیے ہیں الغرض راہ نہ سلف کی رہی نہ خلف کی بلکہ کچھ اور
ہی ہے سے ترسم نرسی بکعبہ ای اعرابی ؎ کین رہ کہ تو میروی بہ ترکستان است
علاوہ یہ کہ یہہ سلف کی پیروی کا نام لیتے ہیں۔ پر سلف کا کام نہیں کرتے غرض
انکی لا مذہبی کا پتا نہ خلف میں نظر آتا ہے نہ سلف میں۔ بلکہ یہہ ایک گل تازہ ہے جو
اس زمانہ ضعف اسلام میں شگفتہ ہوا۔ اور یہ اس زمانہ قرب قیامت کے علامات
و خصوصیات سے ہے و بس۔ بلکہ یہ ایسی بدعت نو ایجاد ہے کہ جس کا نظیر زمانہ سلف
میں پایا ہی نہیں جاتا۔ اور وہ جو غیر مقلدین ترک مذہب پر یہ سند لاتے ہیں کہ مذہب واحد
کی تقلید واجب نہ ہونا اور قطعاً نہیں۔ یہ سند انہیں کچھ فائدہ نہیں بخشتی۔ اور لا مذہبی کو رخصت
نہیں دیتی۔ کہاں مذہب واحد کی تعیین و تخصیص کے وجوب کا بحث اور کہاں چارو مذاہب
کو یکلخت چھوڑ بیٹھنا۔ نری لا مذہبی اختیار کرنا۔ کجا آسمان کجا ریسمان ع ببین تفاوت رہ
از کجا ست تا بکجا۔ ہاں یہ بحث وجوب البتہ مقلدین مذہب کو فائدہ دیگا۔ کہ تقلید مذہب معین
کو کسی قسم کا واجب نہیں سمجھتے محل غور و تامل ہے و بس

گل

اس زمانہ میں بعض لوگ جو کہتے ہیں کہ ہم کو کسی امام و مجتہد اور کسی مذہب کی تبعیت

(۱) لا مذہبی سلف و خلف کے خلاف ہے

وتقلید سے کام نہیں ہم عمل بالحدیث کرتے ہیں یہ دعویٰ تو محض غلط اور خلاف واقع ہے
کیونکہ حدیث کو فلاں صحیح اور فلاں ضعیف ہے کر کے نہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تبلائے
نہ آپ کے صحابہ کرام یہ نام ٹھہرائے بلکہ کوئی عالم ان کو کہا کہ فلاں حدیث صحیح ہے اور فلاں
ضعیف۔ اور صحت وضعف کے قاعدے میں محدثین متقدمین ومتاخرین کا اتفاق بھی
نہیں بلکہ خود ان میں اختلاف بھی رو دیا ہے کہ کسی نے ایک حدیث کو ضعیف کہا ہے
تو دوسرے نے اسی کو صحیح تبلایا۔ پس کسی کے صحیح وضعیف کہنے پر پہلے تو جزم نہیں کیا
جاتا۔ معہذا اس پر جزم کریں اور اس کے کہنے پر کسی حدیث کو صحیح جانے اور کسی حدیث
کو ضعیف تو اس باب میں اس عالم کے مقلد ہوتے نہ نفس حدیث کے۔ واہ کیوں نہو
کہ محدث مجتہد کی تقلید سے بھاگے اور یک عالم غیر مجتہد کی تقلید میں جا گرے۔ فَرَّ
مِنَ المطرِ وَوَقَفَ تحتَ المیزاب۔ عمل بالحدیث ہو تو ایسا ہو کہ معرفت حدیث میں
کسیکی تقلید کا درمیان کچھ دخل ہی نہو۔ یہ بات زمانۂ خیر القرون کے بعد آج تک کسی کو
حاصل نہیں ہو سکتی معرفت حدیث میں سوائے طور تقلید کے طور حقیقی آج کسیکو حاصل ہو سکتا
ہی نہیں۔ کون مسلمان عمل بالحدیث کو منع کریگا معاذ اللہ من ذالک مگر ہم یہ کہتے ہیں
کہ عمل بالحدیث ہی کیجیے۔ لیکن چونکہ حدیث کے معانی ومطالب پر بخوبی پے لیجانے اور
عمل بالحدیث کرنے کیلیے فہم اجتہادی چاہئیے اور حق تعالے بھی بحکم آیۂ فَاسْئَلُوا اَھْلَ
الذِّکرِ جاننے والوں سے پوچھکے عمل کرنے کے لئے حکم فرمایا پس جو احادیث کہ فقہیات
وعملیات کے باب میں وارد ہوئی ہیں۔ اس کا سبق ناسخ اور حدیث کا نقصہ اور مورد اور
حدیث قولی وفعلی میں اور دو حدیث متعارض ہوں تو اس میں وجہ تطبیق وترجیح کیا ہے
اور حدیث کی تقدیم وتاخیر اور اس کا حکم مطلق احوال میں ہے یا کسی عذر میں اور
اس کا عموم وخصوص اطلاق وتقلید کیا ہے اور اس کی دلالت کس قسم کی ہے اور وہ
معمول ہے یا غیر معمول ایسے ہی چیزوں کی رعایت سے حدیث کے معانی ومطالب حضر

عمل بالحدیث مجتہد کا کام ہے

مجتہدینؒ اعلیٰ درجہ کے محدث ہو کے پرے درجہ کے مجتہد مطلق بھی ہوئے ہیں جانتے ہیں اور بتلاتے ہیں اور یہ ائمہ اربعہ فن عملیات و فقہیات میں اہل ذکر کے افرادِ کاملہ اور اسباب میں یک خفی اور اس علم کے متکفل اور اوستادان امت ہیں پس چاہیئے کہ اس قسم کے احادیث کے معانی و مطالب ان ہی سے پوچھ کے یعنی ان کے مذاہب کے تابع ہو کے اس کے موافق عمل کیا کریں کہ یہ فی الواقع عمل بالحدیث ہی ہے۔ مذاہب اربعہ سے ہر ایک مذہب رکھنے والا ہر مسلمان فقہ میں ایسا ہی عمل بالحدیث کر رہا ہے اگلے پچھلے جمہور اہل سنت سواد اعظم کی یہی راہ ہے وبس واللہ الموفق ۔

گل

جب معلوم ہو چکا کہ حضرات المجتہدین کی تبعیت و تقلید میں جملہ واجبات دینیہ یک قلم واجب ہے اور یہ واجب۔ واجب اصلی کا مقدمہ اور موقوف علیہ ٹھہر کے واجب ٹھہرا۔ اب جاننا چاہیئے کہ اس واجب کا نام کیا ہے۔ اور اس کو ترک کرنے کا حکم کیا ہے اور اس کا ترک کس صورت میں درست ہے اور کس صورت میں نہیں۔ مخفی نرہے کہ اس واجب کا نام واجب تخییری ہے چنانچہ مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ تفسیر فتح العزیز میں لکھتے ہیں دوسری گروہ مجتہدین شریعت و شیوخ طریقت ہیں جن کا حکم بطریق واجب تخییر لازم الاتباع ہوتا ہے عوام پر انتہی اور حضرات مجتہدین کے مذاہب اربعہ سے کسی مذہب کو اختیار کئے بعد پھر اس کو چھوڑنا دو قسم پر ہوگا۔ یا ایک مذہب کا مقلد وہ پابند ہی رہ کے دوسرے مذہب طرف نقل کرے مثلاً حنفی کسی مسئلہ میں شافعی کی تقلید کرے بہر حال کسی ایک مجتہد کی تبعیت و تقلید ہی کرے۔ نرا غیر مقلد و لا مذہب نہووے یا مطلقاً کسی مذہب سے کچھ کام ہی نہ رکھہ کے صاف غیر مقلد و لا مذہب ہو جاوے۔ اور ایک مذہب ہی میں رہ کے کسی مسئلہ میں دوسرے مذہب طرف نقل کرنا بھی دو قسم پر ہوتا ہے کہ بسبب کسی ضرورت شرعی کے نقل کرے یا بلا ضرورت اب اس کا حکم معلوم کیجیئے کہ عامی

کسی مذہب کو اختیار کیا اور منتسب الی المذہب ہو چکا تو اسی مذہب مخیر پر رہنا اسکو واجب ہے ہنوع من الواجبات الشرعیۃ. لیکن جب کوئی ضرورت شرعی اس کو داعی ہو اس وقت دوسرے مذہب کا مقلد ہو کے کسی مسئلہ پر عمل کرنا بے شک جائز ہے اور بغیر کچھ ضیق اور ضرورت شرعی کے مذہب مخیر کی تقلید کو جو واجب تھی بے سبب ترک کرنا مکروہ بلکہ قریب حرام ہے کیونکہ وہ کھیل بازی ہے دین میں. اور امور دینیہ میں لہو ولعب تقلید مذہب میں ہووے یا اور کسی امر میں حرام ہے اسمیں کچھ شبہ نہیں جو علما و فقہا ایک مذہب سے دوسرے مذہب طرف نقل کرنا حرام لکھے ہیں. اس کی وجہ یہی بتلاتے ہیں کہ وہ دین میں لہو لعب کا موجب ہے وبس. تقلید مذہب معین کے قائلین وجوب. و قائلین عدم وجوب طرفین کے علما سب بالاتفاق یہی کہتے کہ لہو لعب کی راہ ہے (یعنی بلا ضرورت شرعی) دوسرے مذہب طرف نقل کرنا حرام ہے. مگر ضرورت پر جائز ہے. چنانچہ من جملہ قائلین وجوب طحطاوی نے کہا لئلا یکون فی الدین متلاعبا سیما فی ذلک الزمان لفساده یوما فیوما. انتہی. اور شرح ملتقی میں لکھا ہے ووجہہ انہ یتردد بین المذاہب صار متلاعبا بہا. پھر لکھا ہے. اما اذا انتقل بضرورة کان وجد تیسیرا فی اتباع المذہب الشافعی فلا یحکم بما ذکر انتہی اور عدم وجوب کے قائلین سے مولانا بحر العلوم شرح مسلم الثبوت میں لکھتے ہیں. ولکن ینبغی ان لا یکون الانتقال للتلہی فان التلہی حرام سواء کان فی التمذہب او فی غیره انتہی اور مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی نے بھی اپنے فتوی میں جو بادشاہ بخارا کے جواب میں لکھا ہے تین قسم کی ضرورت کے سوا بے سبب مذہب مخیر کی تقلید ترک کرنا قریب حرام فرماتے ہیں. کیونکہ وہ لہو ولعب ہے دین میں چنانچہ وہ فتوی یہ ہے:

فتویٰ رئیس المحدثین والمفسرین مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی

سوال اگر حنفی المذہب بعض احکام میں مذہب شافعی کا عامل ہو جیسے رفع الیدین وغیرہ کرے کیا حکم ہے **جواب** اگر حنفی المذہب بعض احکام میں شافعی پر عمل کرے تین وجوہات سے ۔ ایک وجہ پر جائز ہے پہلی وجہ یہ کہ اس مسئلہ میں کتاب و سنت کے دلیلیں ایسے اسکے پیش نظر ہوں کہ مذہب شافعی کو ترجیح دیسکے ۔ دوسری یہ کہ ایک تنگی میں مبتلا ہووے کہ مذہب شافعی کے سوائے چارہ نہ ہو جیسے اس ملک میں احکام چاہ یا مفقود کے ۔ تیسری یہ کہ کوئی شخص صاحب تقوی ہو ۔ اور احتیاط پر عمل کرنا چاہیے ۔ اور احتیاط مذہب شافعی میں پاوے ۔ جیسے صدقہ فطر دو سیر سے زیادہ دینا یا گوشت مور کا نہ کھانا وعلی ہذا القیاس ۔ لیکن ان وجہوں میں ایک دوسری شرط بھی ہے وہ یہ ہے کہ تلفیق واقع نہو یعنے ترکیب کے سبب سے ایک ایسی صورت متحقق ہو کہ ہردو مذہب میں روا نہ ہووے جیسا کہ فصد کو ناقص وضو جانے پھر اسی وضو سے نماز امام کے پیچھے بغیر قرات فاتحہ کے ادا کرے کہ یہ صورت کسی مذہب میں بھی روا نہیں وضو مذہبی حنفی پر باطل ہوا اور نماز مذہب شافعی پر اگر ان تین وجوہات کے سوائے حنفی کا اقتدا چھوڑ کے شافعی کا اقتدا کرے یا بالعکس تو مکروہ قریب حرام ہے کیونکہ وہ کھیل بازی ہے دین میں انتہی اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی شرح سفر السعادت میں لکھتے ہیں ایک جماعت کہتی ہے کہ ایک مذہب سے دوسرے مذہب طرف نقل کرنا شہوت نفس و اتباع ہوا و تتبع رخص کے لئے نہ ہو مگر یہ کہ دوسرے مجتہد کیطرف اعتقاد حقانیت کا غالب آوے اور اس کو افضل جانے یا ورع و احتیاط دوسرے مذہب میں زیادہ پاوے ۔ یا کسی سخت واقعہ و حرج عظیم میں مبتلا ہو کہ بغیر دوسرے مذہب کے طرف نقل کرنے کے خلاصی نہ پاوے تب بحکم ضرورت روا ہوگا انتہی کچھ آگے لکھتے ہیں کہ جو کوئی ان چار دروازوں سے یک دروازہ اور ان چار

راہوں سے ایک راہ پکڑا پھر دوسری راہ چلنا دوسرا دروازہ اختیار کرنا عبث و یاوہ
و بے فائدہ ہوگا۔ اور کارخانۂ عمل کو ضبط و ربط سے باہر ڈالنا۔ اور راہ مصلحت سے باہر
کرنا ہے یہ طریقہ متاخرین کا ہے اور شک نہیں کہ یہ طریقہ زیادہ محکم و مضبوط ہے انتہی)
شیخ دہلوی نے مذہب معین و تخیر کی ترک تقلید کو جو عبث و یاوہ فرمایا۔ سچ کہا کیونکہ
مذاہب اربعہ کی بنا تو زمانۂ خیر القرون میں ہی ہوئی اور اسکی تبعیت و تقلید اس زمانے
کے بعد گیارہ سو برس سے کافۂ اہل سنت میں بطریق واجب تخیری چلی آتی ہے اور دین کی
مصلحت و خوبی اور امور دین و دنیا کا ضبط بھی اسی میں ہے۔ وہی مختار و پسندیدہ اور
اسی میں خیر ہے کما قال الشیخ الدہلوی۔ اور مذہب اپنے ہر مقلد کو تمامی مسائل علمیہ میں
اس کی پوری حاجت روائی کرتا ہے اور کسی ضرورت و شرعی کے وقت دوسرے مذہب
کی تقلید کر لینا منع بھی نہیں۔ پس ایسے امر کو جو مجموعہ خیر و ثواب ہے مذہب ترک کرنا
کیونکر عبث و یاوہ نہ ہوگا اس کام کو کہتے ہیں جو بغیر ضرورت و حاجت اصلی کے ناشی ہوتا ہے
پس مذہب معین کی تبعیت و تقلید بھی بغیر ضرورت شرعی کے چھوڑنا بے شک عبث و یاوہ
ہوگا جب آدمی کا نفس کسی ایک مذہب معین کا مقید و پابند نہ ہو احکام شرع میں ایسا
بے لگام سا مطلق العنان ہو جاوے تو یہ مطلق العنانی دین میں لہو و لعب بلکہ تمہید فاسد شرعیہ
میں حیلہ جوئی کی طرف منجر ہونے والا چیز بھی حرام اور اس سے بچنا واجب اور واجب کو
ترک کرنا حرام ہے جب مذہب معین مجتہد معین کا تابع و مقلد کہ پھر بلا ضرورت
شرعی دوسرے مذہب کی طرف نقل کیا کرنا دین میں لہو و لعب اور حرام ہو۔ پھر حامی مذاہب
اربعہ حقہ سے کسی یک مذہب سے بھی کچھ کام ہی نہ رکھ کے غیر مقلد ہو جانے نری الاہی
اور دین میں مطلق العنانی اختیار کرے انواع واجبات شرعیہ کا انکار کر بیٹھے اور مسائل
فقہیہ فقہائے مجتہدین سے ہی دریافت کرنے کے لیے آیت فَاسْئَلُوا اَهْلَ الذِّکْرِ
جو حکم کرتی ہے اس کو نہ مانے۔ اور ہر غیر مجتہد۔ مجتہد مطلق کا تابع رہنا سلفاً و خلفاً

جمہور اہل سنت کا جو طریقہ ہے اس کو چھوڑ دیوے حدیث اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ کا خلاف کرے تو یہ کام کس قدر ممنوع و حرام ہوگا۔ فلیتامل۔

تکمل

جاننا چاہیے کہ مجتہدین کے چھے طبقے ہیں سب سے اعلےٰ المجتہدین فی الشرع کا طبقہ ہے جنکو مجتہد مطلق و مستقل کہتے ہیں جیسے وے چار امام جو مجتہدین مسلم الاجتہاد ہیں ان میں کسی ایک کو دوسرے کی تقلید نہیں اور راہ اجتہاد میں ایک دوسرے کا پیرو نہیں ہے۔ طبقہ دوم مجتہد فی المذہب ہے جیسے امام محمد و امام ابو یوسف وغیرہما۔ یہ اصول میں اپنے استاد امام اعظم کے مقلد ہیں اگرچہ بعض فروع میں خلاف کریں۔ طبقہ سوم مجتہد فی المسائل جیسے خصاف و ابی جعفر حسن کرخی سرخسی بزدوی وغیرہم یہ لوگ امام کی مخالفت نہیں کرتے نہ اصول میں نہ فروع میں لیکن استنباط مسائل کرتے ہیں امام کے اصول پر۔ طبقہ چہارم اصحاب التخریج جیسے رازی وغیرہ یہ لوگ اصول و ماخذ کو ضبط کرنے سے یہہ طاقت رکھتے ہیں کہ تفصیل کرے قول محمد کو کہ یہ ذی وجہین ہے یا حکم مبہم ہے یا محتمل امرین وغیرہا طبقہ پنجم اصحاب ترجیح ہیں جو ترجیح دیسکتے ہیں بعض روایات کو بعض پر کہ یہ اولیٰ ہے یا اصح۔ طبقہ ششم اصحاب قوی و ضعیف جیسے صاحب کنز و درمختار و صاحب وقایہ کہ یہ قدرت رکھتے ہیں قوی و ضعیف کے تمیز پر کہ یہہ ظاہر مذہب ہے یا ظاہر روایت۔ ان کے بعد طبقہ ہفتم صرف مقلدین کا ہے کہ ان کو عبارات پر چلنے بجز تقلید مجتہد مستقل کے چارہ نہیں و بس یہاں پر معلوم ہوا کہ نیچے کے پانچ طبقے کے مجتہدین باآنکہ ایک ایک درجہ کے اجتہاد کا قوت رکہتے تھے لیکن مجتہد مطلق کے تابع اور اس کے مذہب کے پابند تھے۔ فقہا تو سب کے سب مقلد مذاہب اور منتسب الی المذہب ہی ہیں۔ لیکن محدثین بھی جو منتسب الی المذہب ہیں سو جاننا چاہیے کہ مولانا شاہ ولی اللہ محدث رسالہ انصاف فی سبب الاختلاف میں لکھتے ہیں کہ امام بخاری

(طبقات مجتہدین)

طبقات شافعیہ میں شمار کیے گئے ہیں امام تاج الدین سبکی نے ان کو طبقات شافعیہ
میں داخل کیا ہے۔ اور قسطلانی شرح بخاری میں کہا کہ امام سبکی نے ذکر کیا کہ ابو عاصم
نے بخاری کو طبقات شافعیہ میں شمار کیا ہے۔ اور ایسی رسالہ انصاف میں مولانا شاہ
ولی اللہ محدث دہلوی نے امام مسلم شاگرد امام بخاری کو بھی طبقات شافعیہ میں شمار کیا
ہے اور امام ابوداؤد اور امام ترمذی کے حق میں فرمایا کہ یہ ہر دو مذہب امام احمد بن حنبل و
اسحاق کی طرف منتسب ہیں ایسا ہی ابن ماجہ اور دارمی بھی انتہی اور بعضوں نے ابوداؤد
کو شافعی المذہب کہا ہے اور امام ترمذی کو بھی بعضوں نے شافعیہ میں گنا ہے کذا فی
روضۃ الاسلام۔ اور مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے رسالہ بستان المحدثین میں
امام نسائی کے حق میں فرمایا کہ۔ او شافعی المذہب بود چنانچہ مناسک او بران دلالت
دارد اور حمیدی کے حق میں فرمایا کہ۔ او را از کبار اصحاب شافعی شمردہ اند۔ اور امام
بیہقی کے حق میں کہا کہ او بنصرت مذہب شافعی است و بس۔ مخفی نہ رہے کہ یہ ائمہ محدثین
جو منتسب الی المذہب ہیں ان میں ایک امام بخاری کو امام رملی نے مجتہد بھی کہا ہے
کذا فی فتح الباری۔ پس امام بخاری مجتہد ہو تو بعضی مجتہد منتسب الی المذہب ہوئے
منتسبین مذہب میں تو کئی مجتہد ہوئے ہیں۔ امام بخاری بھی ویسے ہی مجتہد ہوں تو کیا عجب
مولانا شاہ ولی اللہ محدث رسالہ انصاف میں بحوالہ کتاب انوار منتسبین الی المذہب کے
تین قسم بتلاتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں کہ جو لوگ مذہب شافعی و ابی حنیفہ و مالک و احمد بن
حنبل کی طرف منتسب ہیں وے تین قسم پر ہیں قسم اول عوام ہیں جنکی تقلید متفرع ہے منتسب
الی المذہب پر قسم دوم وہ لوگ ہیں جو ایک رتبہ اجتہاد کو بھی پہنچے۔ اور مجتہد دوسرے
مجتہد کا محض مقلد نہیں ہوتا مگر منتسب ہوتا ہے اس مجتہد کی طرف بسبب چلنے اس کے
اسی مجتہد کی راہ پر اجتہاد میں۔ اور استعمال کرنے میں دلایل کے اور ترتیب دینے
میں بعض کو بعض پر قسم سوم متوسطین ہیں جو کسی رتبہ اجتہاد کو نہ پہنچے لیکن واقف

ہیں، اس امام مجتہد کے اصول پر اور قادر ہیں قیاس پر اس مسئلہ میں جو نہیں پائے نص اسکی امام سے جو منصوص کیا وہ اس کو یہہ بھی مقلد ہیں انتہی۔ اور بستان المحدثین میں مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی لکھتے ہیں کہ محدث طحاوی حنفی کی مختصر دلالت کرتی ہے اسبات پر کہ وہ مجتہد منتسب تھے نہ کہ مذہب حنفی کے بعض مقلد۔ کیونکہ انہوں نے کئی مسائل میں۔ مذہب ابی حنیفہ کا خلاف کئے ہیں۔ ان اقوال سے معلوم ہوا کہ منتسب الی المذہب مجتہد ہو تو بھی اجتہاد میں اوسی امام و مجتہد کی راہ چلتا ہے کہ جس کے مذہب کیطرف آپ منتسب ہے، اور یہ بات بھی معلوم ہوی کہ المجتہد منتسب کسی کسی مسئلہ میں اپنے متبوع کا خلاف کرنا اپنے قوت اجتہاد سے درست ہے اور جب تک ایسے درجہ اجتہاد کو نہ پہنچے کوئی مقلد و منتسب اپنے مذہب تخیر کی زنہار مخالفت نہیں کرتا اور نہ کیا۔ اور نہ کریں اور یہ بات معلوم ہوی کہ کسی کسی مسئلے فقہیہ میں مذہب کا خلاف کر کے عمل بالحدیث کرنا ویسے محدثین کا ہی کام ہے جو ایسے درجۂ اجتہاد کو پہنچے ہوں بخلاف اس کے عوام بلکہ علماء غیر مجتہدین کو بدعوی عمل بالحدیث مذہب کی مخالفت نہیں پہنچتی۔ اگر کوئی ایسا کام کرتا ہے تو وہ۔ خلافِ طریقۂ سلف و خلفِ اہل سنت ہے و بس **شگوفہ** منتسبین مذہب میں جو مجتہدین کہ کسی کسی مسئلہ میں اپنے متبوع کی مخالفت کر سکتے ہیں ایسے افراد چار د مذہب میں موجود ہیں جیسے حنفیہ میں امام محمد و امام ابو یوسف کہ یہ چند مسائل فروع میں اپنے قوت اجتہاد سے امام اعظم کا خلاف کئے ہیں۔ ان کے سوا امام اعظم کے تلامیذ میں اور چالیس آدمی ہیں جو درجۂ اجتہاد کو پہنچے تھے اور ان کے بعد کے منتسبین مذہب میں امام طحاوی سے وامثالہ۔ اگرچہ یہ سب ایک درجہ کا قوت اجتہاد رکھتے ہیں۔ لیکن یہ درجہ درجۂ اجتہادِ مطلق کے نیچے کا درجہ ہے غرض کہ مذہب شافعی کے منتسبین میں امام بخاری ہوں یا اور کوئی محدث و فقیہ اور مذہب حنفی کے منتسبین میں امام محمد و ابو یوسف ہوں یا ان کے مانند متقدمین میں۔ یا امام طحاوی ہو یا ان کے مانند متاخرین میں۔ بدستور ایسے

ہی منتسبین مذہب مالکی وحنبلی کے یہ سب کے سب ہر چند ایک درجہ کے مجتہد ہوں پر مجتہد
منتسب الی المذہب ہیں لیکن وے ایسے مجتہدین نہیں ہیں جیسے چار امام کہ یہ چار
ائمہ خود محدث بھی تھے اور اعلے درجہ کے مجتہد بھی یعنے مجتہد مطلق اور خود بانی مذہب
تھے نہ کہ ایک دوسرے کے مقلد۔ نہ کسی مذہب کے طرف منتسب اور ایسے مسلم الاجتہاد
کہ اوس زمانہ سلف سے آج تک ساری جہان کے مجتہدین محدثین۔ علماء۔ فقہاء۔ عامۂ
مومنین۔ عند واحد جمہور اہل سنت بالاتفاق ان کو مجتہد مطلق مانتے ہیں۔ اور انکی
راہ چلتے ہیں۔ تقلیداً۔ یا انتساباً فی الاجتہاد۔ اور ان کے بعد ان کے مانند کوئی مجتہد
مطلق نہ ہوا۔ یہ بات تمامی اہل سنت کے اس متفق علیہ ہے۔ جب علم حدیث نیز
اور درجہائے اجتہاد۔ پس ان چار اماموں کا درجہ نہایت اعلیٰ ہے ویسے محدثین
وفقہا باآنکہ انکو یک درجۂ اجتہاد بھی حاصل تھا ان کے مذاہب کی طرف منتسب
رہے ان کے سوا اور بہت سے محدثین ان کے مذاہب کے پابند وتابع رہے جیسے مذہب
حنفی میں محدث عینی شارح بخاری کرمانی شارح بخاری شیخ ابن ہمام صاحب فتح القدیر
شارح مواہب الرحمان ملا علی قاری شارح مشکوۃ شیخ عبد الحق دہلوی شیخ نور الحق دہلوی
مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی مولانا اسحق دہلوی
اور ان کے سوا بہت ہے۔ جب اگلے پچھلے ایسے ایسے محدثین وفقہا مجتہد وغیر مجتہد
تقلیداً یا انتساباً مذاہب اربعہ کے متعلق رہے پھر اس زمانہ میں ایسا کون ہے کہ ان
مذاہب اربعہ حقہ سے کسی ایک مذہب کا مقلد ومنتسب نہ ہووے اور کوئی ایک مذہب
اختیار کرنے کی اسکو حاجت نہ پڑے۔ حالانکہ فی الواقع ان مذاہب اربعہ کی تبعیت
وتقلید عین اتباع سنت ہے چنانچہ مولانا اسحق محدث مایۃ المسائل میں لکھتے ہیں۔ کہ
مذاہب اربعہ کی اتباع بدعت نہیں نہ سیئہ نہ حسنہ بلکہ ان کی اتباع عین اتباع سنت
ہے اور بھی لکھتے ہیں کہ چار مذہب کے مقلدین کو بدعتی نہ کہیں کیونکہ ان کی تقلید

فی الواقع حدیث کی تقلید ہے باعتبار ظاہر و باطن کے پس متبع حدیث کو بدعتی کہنا گمراہی
ذکمال ہے و بس۔ مذاہب اربعہ سے کسی مذہب کی اور مذہب کے امام کی تقلید
عین اتباع سنت اسلیئے ہوی کہ اس مذہب کا امام اپنے مذہب کے مسائل پر سند حدیث
صریح کی بتلاتا ہے یا سند اجتہادی۔ چنانچہ امام اعظم کے طریق اجتہاد میں کتاب عقود الجواہر
المنیفہ میں لکھتے ہیں کہ امام اعظم پہلے حدیث کو اختیار کرتے (یعنی صریح کو) جب ایک باب
میں دو حدیث مختلف وارد ہوئیں اور ایک حدیث کے لیئے ایک وجہ تاویل کی ہوتی جو
موافق ہو دوسری حدیث کی جسکو نہووے ظاہر میں مگر وجہ واحد میں ان ہر دو حدیث
میں توفیق و تطبیق دیتے اور اگر اس مسئلہ میں حدیث رسول نہ پائی جاوے آثار صحابہ
کو اختیار کرتے جو موافق ہو کتاب و سنت کے یہی کام امام اجتہاد ہے و بس انتہی۔ جب
امام اعظم کے طریق اجتہاد میں حدیث کی اتباع معلوم ہوی۔ اب معلوم کیا چاہیے کہ
امام اعظم کے پاس بزمانہ صحابہ کی تلاقی کے سبب احادیث کا سامان کسقدر جمع تھا۔ عقود
الجواہر المنیفہ میں یحییٰ بن نضر بن حاجب سے لایا ہے انہوں نے کہا دخلت علی ابی حنیفۃ
فی بیت مملوٍ کتبا فقلت ما ھٰذہٖ قال ھٰذہ احادیث کلھا وما حدثت بہ
اِلَّا الیسیر الذی ینتفع بہ قلت حدثنی ببعضھا فاملیٰ علیَّ بسائق الحدیث
انتھیٰ یعنے گیا میں ابو حنیفہ کی خدمت میں اس گھر میں جو بھرا ہوا تھا احادیث مکتوبہ
سے میں نے کہا کہ یہ کیا ہے فرمایا کہ یہ سب احادیث ہیں۔ اور میں حدیث کی روایت
نہیں کرتا۔ مگر جس حدیث سے انتفاع ہو) یعنے فقہ سے علاقہ رکھے۔ میں کہا کہ کوئی ایک
حدیث بیان فرمائیے پس میری طرف متوجہ ہووے اور فضیلت ابوبکر و عمر کی
حدیث ذکر کی و بس انتہی۔

گل

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ جو اعلیٰ درجہ کے محدث اور پرلے درجے کے مجتہد مستقل تھے

حدیث کا سامان ان کے پاس اس قدر جمع تھا کہ حدیث سے ان کا ایک گھر بھرا ہوا تھا۔ باایں آپ نے حدیث کی کتاب تصنیف نہیں کی جیسے موطا امام مالک۔ کیونکہ اس زمانہ سلف میں کتابوں کی تصنیف و تالیف کی عادت بکثرت نہیں تھی مگر نہایت شاذ و نادر۔ اور علم کو صحائف و دفاتر میں رکھنے سے ان دنوں سینے میں محفوظ رکھنا بڑا کمال تھا۔ اس کے سوا امام کا بیشتر اشتغال حدیث سے استخراج مسائل اور اس کے اصول و فروع کے استیعاب میں تھا پھر آپ کے مذہب کے کتب حدیث یعنے مسانید امام اعظم جو مشہور ہیں امام بذات خود انہیں جمع نہیں کئے بلکہ دوسرے ائمہ و علما آپ کے روایت کئے گئے۔ احادیث کو یکجا جمع کئے وہ ان ائمہ کے تخریجات ہیں۔ لیکن اسکو امام کے طرف منسوب کر کے مسند امام اعظم کہا کرتے ہیں۔ چنانچہ عقود الجواہر المنیفہ میں لکھا کہ ایسے چودہ مسندیں ہیں۔ ان سے چار دیے ہیں امام ابو یوسف کی۔ اور ایک کتاب امام محمد کی جس کا نام آثار ہے اور ایک حسن بن زیاد لولوی کی۔ ان کی روایت امام سے بلا واسطہ ہے۔ اور ان کے بعد جو ائمہ کہ مسندیں جمع و مدون کئے یہ ہیں۔ مسند ابی محمد عبد اللہ بن محمد بن یعقوب الحارثی البخاری۔ مسند ابی القاسم طلحہ۔ مسند ابی نعیم۔ مسند محمد عبد اللہ بن عدی جرجانی۔ مسند عمر بن حسن اشنانی مسند ابی الحسین محمد بن مظفر۔ یہ چھ امام حفاظ حدیث تھے۔ مسند امام ابی بکر احمد بن محمد بن خالد الکلاعی۔ و مسند ابی بکر محمد بن عبد الباقی الانصاری۔ مسند ابی القاسم بن محمد بن ابی العوام السعدی۔ و مسند ابی بکر المقری۔ مسند حسین بن محمد بن خسرو۔ مسند امام حصکفی۔ ان تمام مسندوں کو جمع کر کے محمد بن محمد خوارزمی نے ایک مسند لکھا ہے جس کا نام جامع المسانید رکھا ہے متوفی سنہ ۶۷۵ ہجری۔ امام خوارزمی نے بعض مسانید کو سماع متصل سے پایا ہے اور بعضوں کو بالاجازت اور بعض مندرج ہیں اجازت عامہ کے تحت میں انتہی۔ لیکن ان سب مسندوں میں مشہور ترین یہ مسند ہیں۔ مسند خوارزمی

مسند محمدؒ بن یعقوب۔ مسند حسین بن محمد۔ چنانچہ مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی۔ بستان المحدثین میں لکھتے ہیں۔ کہ ان تینوں مسند کی اجازت آپ کو پہنچی ہے اور امام عبدالوہاب شعرانی میزان کبریٰ میں لکھتے ہیں۔ جسکا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ کا احسان ہے کہ میں نے امام ابو حنیفہ کے تینوں مسندیں مطالعہ کیا اس میں امام نے بزرگان تابعین سے احادیث روایت کی ہے وے راویان تابعین سب کے سب عادل اور ثقات ہیں جو خاص زمانہ خیرالقرون والے ہیں جیسے اسود۔ علقمہ۔ عطا۔ عکرمہ۔ مجاہد۔ مکحول۔ حسن بصری۔ اور ایسے ہی بزرگان یہ سب راویاں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور امام اعظمؒ کے درمیان ہیں وے سب کے سب ثقات وعدول ومشاہیر اخیار سے ہیں اس میں کوئی مطعون بالکذب نہیں۔ انتہیٰ پھر اسی میں لکھتے ہیں۔ کہ مذہب امام حنیفہ کے دلایل حدیث میں کوئی حدیث ضعیف نہیں کیونکہ امام اعظم کا راوی یا تو صحابی ہے یا تابعی نادر کہیں۔ تبع تابعی۔ یہ تین سے زیادہ۔ نہیں پس یہ سب جرح سے سلامت ہیں پھر وہ کیا ہے جو بعض متاخرین نے امام اعظم کی کسی حدیث کو ضعیف ٹھرایا۔ اس کا جواب یہ کہ اس ضعف کا وجہ یہ ہے کہ امام اعظم کے وفات کے بعد اس حدیث کی روایت میں دوسرے کسی راوی کا دخل ہوگیا ہے اور وہ راوی محدثوں کے پاس ضعیف ہے اس لئے وہ حدیث بھی ضعیف ٹھری۔ یا وہ حدیث امام اعظم کی طریق کے سوا دوسری ضعیف طریق سے روایت کی گئی اسلئے پچھلوں کے پاس وہ حدیث ضعیف ٹھری وگرنہ امام اعظم کے ویسے قوی راویوں کے نظر کرتے اس زمانہ میں وہ حدیث صحیح ہی تھی وبس۔ ہم نے امام اعظم کے تینوں مسندیں دیکھیں اس کی ہر حدیث فی نفسہ صحیح ہی نظر آئی۔ اگر صحیح نہوتی امام اس سے استدلال نہ کرتے (چنانچہ خود امام اعظم نے فرمایا۔ اذا صح الحدیث فھو مذھبی یعنے حدیث جب صحت کو پہنچی وہ میرا مذہب ہے) پس ویسی حدیث کہ فی حد ذاتہ صحیح ہے کہ زمانہ تابعین میں جس کی صحت ہو چکی پھر بعد ازاں اس کی روایت میں کسی مطعون وضعیف راوی کا

داخل ہونا کچھ نقصان نہیں پہنچاتا. پس واجب ہے ہم پر عمل کرنا امام اعظم کی حدیث پر اگرچہ انکا غیر اس کو روایت نہ کرے پس اگر تو امام اعظم کے مذہب اور مسندوں کی حدیث دوسرے محدثوں کے کتابوں میں نہ پایا تو اس کو ضعیف مت سمجھ انتہیٰ ۔ ملخصہ اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی شرح سفر السعادت میں شیخ ابن ہمام محدث سے نقل کرتے ہیں کہ اعتماد حدیث کا ائمہ مجتہدین واکابر سلف کے تصحیح وتنقید پر ہے جب یہ بزرگان سلف کسی حدیث کو تلقی بالقبول کرلیں اور اسپر عمل کریں۔ بخاری ومسلم ودیگر محدثین کی تقلید سے ان پر انکار واعتراض کرنا جائز نہیں. بلکہ یہ زبردستی ومکابرہ ہے وبس انتہی۔ کیونکہ امام بخاری ومسلم وامام اعظم کے ایک سو برس کے بعد ہوئے بس. بُعد زمان کے سبب ان کے حدیثوں کی روایت میں عن فلان عن فلان بہت سے راویوں کا دخل ہوا پس ان میں البتہ کوئی ضعیف اور چنان وچنیں ہوگا اس لئے بخاری ومسلم اپنے قاعدے کے موافق اس حدیث کو ضعیف ٹھہرایا لیکن جو حدیث کہ زمانہ سلف میں صحابی یا تابعی کی روایت سے صحت کو پہنچ گئی ہو پھر پچھلے محدثین کے قاعدے پر ہم بھی فی الواقع اس کو ضعیف سمجھنا زنہار جایز نہیں چنانچہ یہ نکتہ عقول سلیمہ پر روشن ومبرہن ہے وبس. فقط اور عقود الجواہر المنیفہ میں لکھا ہے کہ امام ابی حنیفہ کے مذہب کے احادیث اکثر صحیح وحسن ہیں۔ اور کوئی ضعیف نظر آئی تو بھی اس کے طرق تیرہ[۱۳] تک ہیں۔ اور معلوم ہے یہ بات کہ جس حدیث ضعیف کے طرق زیادہ ہوں وہ اس کثرت طرق کے سبب قابل احتجاج ہوتی ہے۔ عند المحدثین ایسے احادیث دوسرے مذاہب میں بھی بہت سے ہیں. وبس انتہی۔ اور کتب حدیث میں بھی فقط۔

گل

امام الائمہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کی اعلیٰ درجہ کی محدثی اور ان کے پاس حدیث کی جمعیت اور ان کے احادیث مرویہ کی کثرت اور صحت وقوت۔ اور ان کے راویوں کی عدالت

جو مذکور ہوئی۔ اس سے یہ امر بھی بخوبی ثابت ہوا کہ امام کو حدیث میں روایت و درایت
بدرجۂ اتم حاصل ہے۔ روایت حدیث کا ثبوت تو ان کے ۱۴ مسندوں[14] اور عقود الجواہر
المنیفہ سے ظاہر ہے۔ باقی رہی درایت۔ درایت میں یہ بات بھی ہے کہ محدث کو حدیث
کے استادوں کی تفصیلی حالات پر اور لفظ حدیث کے معانی و مطالب پر جو قواعد عربیت
اور ضوابط شریعت کے موافق ہوں۔ آگہی رہے۔ سو یہ بھی اس امام ہمام کو بخوبی حاصل
ہے۔ چنانچہ آپ تو تابعین کرام کے ہمزبان تھے۔ اور قدمائے تابعین سے ملاقات و
صحبت رکھتے ہیں۔ اور تبع تابعین سے بطریق سماع متصل حدیث کی روایت کرتے
ہیں۔ اور آپ کے کل استادان حدیث چار ہزار تک ہیں اور آپ کے راویاں سب
کے سب تابعین ہی ہیں۔ نادر تبع تابعی ہوگا۔ پس آپ ان راویوں کا ورع و تقوی و ضبط
و عدالت۔ حفظ و صداقت و دیگر تفصیلی حالات بخوبی جانتے ہیں اور بذات خود تحقیق
کئے اور بچشم خود دیکھے ہیں۔ پچھلے محدثوں کو بعد زماں کے سبب حدیث کے پہنچنے میں
دیگر راویوں کا دخل ہونے اور اوپر کے راوی سے ملاقات نہ ہونے سے عن فلان عن
فلان ہر راوی کی عدالت وغیرہ میں جسقدر زیادہ تلاش و تفتیش کی حاجت
و ضرورت لاحق تھی امام اعظم کو قرب زماں کے سبب ایسی حاجت و ضرورت لاحق
نہیں تھی اسی لئے کہتے ہیں کہ روایت حدیث میں امام اعظم کی سند عالی ہے اور آپ
کے پاس صحت یافتہ حدیث کی معارض نہ امام بخاری کی حدیث ہو سکتی ہے نہ امام مسلم وغیرہ
کی کماھو۔ اور جب امام اعظم بہ تبحر علم حدیث احادیث کے عموم و خصوص اطلاق و
تقیید وغیرہ پر فہم اجتہادی سے پے لیجا کے استخراج مسائل و استنباط احکام کریں
اور قوت اجتہاد مطلق رکھیں اور اصحاب میں محدثین مجتہدین آپ کو استاد مانیں۔
پھر عربیت و شریعت کے قواعد کے مطابق حدیث کے معانی و مطالب پر کسقدر واقف
ہوں گے کیا عجب ہے کہ ہر ایک محدث بھی جانتا ہے چہ جائیکہ امام اعظم سر تکیہ اعلی درجہ

کے محدث اور پرلے درجہ کے مجتہد مطلق رضی اللہ عنہ شگوفہ روایت و درایت کے ثبوت وغیر ثبوت کے بحث سے قطع نظر بالفعل ہمکو مسائل مذہب حنفی کے احادیث سے سروکار ہے فقط یہ تو امام اعظم کے مسانید میں موجود ہیں اس کے سوا آپ کے مذہب کے فقہائے محدثین بھی اپنے کتابوں میں وے احادیث بتلادئے ہیں جیسے کرمانی شرح بخاری میں۔ عینی شرح بخاری میں شیخ ابن ہمام فتح القدیر میں اور عینی شرح ہدایہ میں وغیرہم اور کتاب مواہب الرحمٰن کا شارح تو مسائل مذہب حنفی کے دلایل بخاری و مسلم سے ہی بتلاتا ہے۔ وبس

گل

امام اعظمؒ جو سن ہجری اسی میں پیدا ہوئے۔ اور صحابہ کا زمانہ باعتبار موت آخر صحابی ابو طفیل کے سن ایک سو دس تک تھا اور امام اعظم کی تیس سال کی عمر صحابہ کے زمانہ میں گذری اس عمر میں آپنے بالاتفاق چار صحابہ سے ملاقات اور ان سے حدیث کی روایت کی ہیں۔ جیسے عبداللہ بن اوفیؓ اور انسؓ اور سہل بن سعدؓ اور ابو طفیلؓ ان کے سوا انیسؓ عبداللہؓ سے اور عایشہ بنت عجرؓ سے اور واثلہؓ سے بھی ملاقات اور حدیث کی روایت علماء ثابت کرتے ہیں اور کوئی اس سے بھی زیادہ لکھتے ہیں علی الاختلاف چنانچہ چارگلشن میں اس کا ذکر بحوالہ کتب معتبرہ گذرا۔ اور شرح سفر السعادت میں لکھا ہے کہ اصحاب امام ابو حنیفہ رح کہتے ہیں کہ امام اعظم نے صحابہ کی ایک جماعت کو پایا اور ان سے احادیث کی روایت کی ہے اور ان کی ایک مسند ہے کہ جو حدیثیں صحابہ مذکورین سے پائے ہیں اس میں مروی ہیں لیکن تلاقی زماں بیس صحابی سے زیادہ کا امام اعظم کو ہوا ہے یعنے امام کے زمانے میں یہہ صحابہ زندہ تھے چنانچہ انکی تاریخ وفات سے معلوم ہوتا ہے، جیسے طارق بن شہابؓ ۸۳ھ عمرؓ بن ابی سلمہ ۸۳ھ عمرؓ بن الحرث ۸۵ھ واثلہؓ بن اسقع ۸۵ھ بسرؓ بن ارطات ۸۶ھ صدیؓ بن عجلان ۸۶ھ عبداللہؓ بن ابی اوفی ۸۷ھ علیہ بن

عبد السلمی رضہ سنہ ۸۷ھ سہل بن سعد ساعدی سنہ ۸۸ھ عبد اللہ بن بسر رضہ سنہ ۸۸ھ عبد اللہ بن حارث بن جزء سنہ ۸۸ھ عبد اللہ بن ثعلبہ سنہ ۸۹ھ سایب بن یزید سنہ ۹۱ھ مقدام بن معدی کرب سنہ ۹۲ھ مالک بن اوس سنہ ۹۲ھ انس رضہ سنہ ۹۳ھ مالک بن حویرث سنہ ۹۴ھ محمود بن لبید سنہ ۹۶ھ عبد اللہ بن حارث بن نوفل سنہ ۹۹ھ اسعد بن سہل حنیف الانصاری سنہ ۱۰۰ھ قبیصہ بن ذویب سنہ ۱۰۰ھ اور ایک روایت سے اسی پر کلئے سال۔ عامر بن واثلہ ابو الطفیل سنہ ۱۱۰ھ کذا فی مدار الحق عن کتب التواریخ جب ملاقات و روایت اور تلاقی زمان اتنے صحابہ سے امام اعظم رح کو ثابت ہے محدثین مورخین کی ایک جماعت امام اعظم تابعی ہونے پر اتفاق کی ہے جیسے امام دار قطنی۔ ابن سعد۔ خطیب بغدادی۔ ذہبی۔ ابن حجر مکی۔ ولی عراقی۔ سیوطی۔ ملا علی قاری۔ اکرم سندی۔ ابو معشر۔ عبد اللہ بن مبارک۔ حمزہ سہمی یافعی۔ جزری۔ تورپشتی۔ ابن جوزی۔ صاحب کشف الکشاف۔ کردری۔ ابن الصلاح اور بھی ان کے سوا بہت سے۔ کذا فی اقامۃ الحجہ۔ اور تابعی ہونے کیلئے صحابی سے ایک ملاقات بھی بس ہے اگرچہ اس سے حدیث نہ سنے کما صححہ ابن الصلاح والنووی وغیرہما جب امام اعظم کو صحابہ سے رویت اور روایت بھی ثابت ہے پس تابعی ہونے میں کیا شبہ اور تاریخ بجلی میں لکھا ہے کہ کوفہ میں جو امام کا وطن ہے ڈیڑھ ہزار صحابہ اور قریب قریب چھ صحابی آن کے رہے تھے پس امام کو ایک جماعت صحابہ سے ملاقات اور تلاقی زمان ہونا کیا عجب مخفی نہ رہے کہ تابعین کرام کے کئے مذاہب مدون ہوئے تھے پر وے باقی نہ رہے لیکن تابعین سے جس امام و مجتہد کا مذہب ابتک باقی رہا یہی ایک مذہب حنفی ہے وبس باقی تینوں مذہب کے امام بالاتفاق تبع تابعین سے ہیں اور بعضوں نے امام احمد کو تبع تابعین میں بھی نہیں شمار کیا۔ واللہ اعلم

گل

اگر مذہب حنفی کے کسی مسئلہ پر حدیث صریح۔ بخاری و مسلم وغیرہما میں نہ ملے تو یہ جرم و

یقین نہ کریں کہ وہ مسئلہ فی الواقع خلاف حدیث ہے یا مجرد قیاس جیساکہ اس زمانے
کے بعض لوگ ایسی جرأت کیا کرتے ہیں بلکہ یہہ سمجھنا چاہیے کہ اس مسئلہ کی حدیث امام
اعظم کو ملی اور ان کی تحقیق پر صحت کو پہنچی ہو لیکن امام بخاری و مسلم کو جو امام اعظم سے
سو برس کے بعد ہوے بعد زماں کے سبب نہ ملی یا ملی پر امام بخاری و مسلم اپنے شروط پر
اسکو صحیح نہ پانے سے چھوڑ دئیے ہوں یا ان کے پاس بھی صحیح ہوی پر داخل کتاب نہ ہوی
یا وہ حدیث بخاری و مسلم میں نہ ہو تو صحاح ستہ کے باقی چار کتابوں میں ہوگی. اگر ان
میں بھی نہوں چھے کتابوں کے سوا حدیث کے بہت سے کتابیں ہیں جیسے کئی مسانید معاجم
موطآت. مستدرکات سنن. جوامع وغیرہا سو ان میں پائی جائیگی کہ احادیث رسول کچھ صحاح
ستہ پر ہی منحصر نہیں اور اگر کسی مسئلہ حنفی کے خلاف میں کوئی حدیث صریح بھی نظر آوے
تو یہ سمجھیں کہ اسکی معارض دوسری حدیث قولی یا فعلی اس مسئلہ کی سند حنفیہ کے کتب
میں موجود ہوگی یا وہ مسئلہ اجماع صحابہ و قضایای صحابہ سے لیا گیا ہو یا اس باب میں
احادیث مختلف وارد ہونے یا خود راوی کو اسمیں شک واقع ہونے سے اس حدیث کو
اس کے حال پر رکھہ چھوڑ کے امام نے وہ مسئلہ قرآن سے استنباط کیا ہو. یا کسی راوی
کی روایت میں اضطراب لفظی و معنوی واقع ہونے سے اس حدیث کو بھی اس کے حال
پر رکھہ چھوڑ کے احتیاطاً اجتہاد کو کام فرمایا ہو. جب اتنی صورتیں محتمل ہیں پھر بلا تحقیق
اوس مسئلہ کو قیاسی کیونکر کہہ بیٹھیں. مسائل قیاسیہ چاروں مذہب کے اور ہیں جو جمع ہو چکے
ہیں ان کے سوا جس مسئلہ پر آپ کو حدیث نہ ملے اس کو قیاسی کہدینا بڑا ظلم ہے. بلکہ اس
کو قیاسی ٹھہرانے والے کو یہ ضروری ہے کہ روئے زمین پر جتنی بھر کتابیں قسم حدیث کی ہیں.
سب کو جمع کرکے اسمیں ڈھونڈیں کہ حدیث صریح اسپر ہے یا نہیں اگر اسمیں بھی نہ ملے. اجماعی
مسئلے جو بیس ہزار سے زیادہ ہیں ان سب کو جمع کرکے اس میں وہ مسئلہ تجسس کریں اس
میں بھی نہ ملے تو قرآن مجید کے پانسو آیتیں جس سے احکام اخذ و استنباط کئے گئے ہیں

ان احکام مستنبطہ و ماخوذہ میں تلاش کریں جب ان سب میں وہ مسئلہ نہ ملے تب کہہ سکتے ہیں کہ یہ مسئلہ قیاسی ہے پھر اسکے خلاف میں اگر حدیث صریح مل جاوے بیشک اس مسئلہ کو چھوڑ کے اس حدیث پر عمل کر سکتے ہیں لیکن اس زمانے میں ایسا کون محدث و مجتہد ہے جو ایسی تحقیق و تنقید کر کے حکم کرے۔ علم حدیث و فقہ میں مہارت تمام رکھنے والے بڑے بڑے علما سے یہ کام نہو سکا سوائے بیان اختلاف کے گریز نہ پائے پھر اس زمانہ میں ویسا فرد کہاں اگر کوئی اس بات کا دعویٰ کرے وہ اسکا خیال خام اور محض اٹکل ہے۔ وبس۔

گل

امام اعظم رح کے فضائل و کمالات اور مناقب اسقدر زیادہ ہیں کہ خاص اسیکے ذکر میں بڑی بڑی کتابیں اگلے ائمہ و بزرگان دین نے تصنیف کی ہے جن کا عدد پندرہ سولہ تک پہنچا ہے اور شمول کے راہ سے تو بہت سے کتابیں ہیں۔ تعلیق ممجد للموطا امام محمد میں لکھتے ہیں کہ امام اعظم رح کے فضائل و مناقب سے عقل انسان کی عاجز ہے ان کے مناقب میں حنفیہ کے سوا اور دوسرے مذاہب کے علمائے اعلام کتابیں تصنیف کئے ہیں اور نہیں طعن کیا ہے امام پر کوئی مگر متعصب و جاہل۔ اور طعن کرنے والا اگر محدث شافعی ہوگا تو ہم اسپر انکی مناقب کی کتابیں جو اس کے علمائے مذہب تصنیف کئے ہیں پیش کرینگے۔ جیسے امام جلال الدین سیوطی محدث کی تبیض الصحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ اور ابن حجر مکی محدث کی خیرات الحسان فی مناقب النعمان اور ابن خلکان کی تاریخ اور امام یافعی کی مرات الجنان۔ اور امام عسقلانی شارح بخاری کی تقریب اور امام نووی کی تہذیب۔ اور امام غزالی کی احیاء العلوم وغیرہا۔ اگر وہ شخص مالکی ہوگا تو اس کے علما جو مناقب امام اعظم کے لکھیں ہیں بتلا دیں گے جیسے حافظ الحدیث ابن عبد البر وغیرہا۔ اگر وہ شخص حنبلی ہوگا تو اس کو اس کے علماء مذہب کے کتابوں سے آگاہ کرینگے۔ جیسے تنویر الصحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ یوسف بن عبد الہادی کی وغیرہ اگر وہ شخص مجتہدین سے ہوگا تو ہم اس کو مجتہدین محدثین کا کلام سنا دیں گے،

(جیسے امام مالک وامام شافعی وامام احمد بن حنبل اور دیگر بزرگانِ زمانہ خیر القرون کے اقوال جو امام اعظمؒ کے مناقب میں آئے ہیں) اور وہ اگر عامی لا مذہب ہوگا تو وہ چار پایوں سے ہے بلکہ اس سے زیادہ بھٹکا۔ انتہیٰ۔

گل

جب مذہب حنفی حدیث کے معانی ومطالب کا ایک مجموعہ ہے اور سر ہے سب مذاہب اہل سنت کا اور سنت معروفہ کے ساتھ زیادہ تر موافقت رکھتا ہے اور امام اعظم سر آمد ائمہ مجتہدین میں اور ان کے فضائل ومناقب اور ان کے مذہب کی حقانیت ونورانیت زمانہ خیر القرون کے محدثین ومجتہدین خصوصاً اور اس زمانہ سے آج تک چارو مذہب کے علمائے وفقہا ومحدثین وصوفیا عموماً بیان کرتے آئے ہیں اور آپ کا مذہب عراق عرب وعجم اور بلاد روم اور ماوراء النہر وسمرقند اور ولایت ہند وسند اور اکثر اہل خراسان میں جاری ہوا یہاں تک کہ روئے زمین کے دو ثلث مسلمان تک آپ کے مذہب پر چلتے ہیں اور انہیں صدہا اہل کمال درجہ امامت وولایت وقرب الٰہی کو پہنچے ہیں پھر اگر کوئی متعصب آپ کے فضائل ومناقب اور مذہب ومشرب کے درمیان کچھ جرح وقدح کرے اس کا قول سراسر باطل ہے سے ہمہ شیران جہاں بستۂ ایں سلسلہ اند ٭ روبہ از حیلہ چساں بگسلد ایں سلسلہ را

نفحۂ دلکشا

اب تمامی مومنین اہل سنت کے حق میں یہی بہتر اور دین کی حفاظت اسی میں نظر آتی ہے کہ چارو مذہب کو من حیث المجموع برحق جانیں۔ فقہیات وعملیات سے علاقہ رکھنے والے احادیث کے معانی ومطالب کے فہم میں ان چار ائمہ مجتہدین کی اتباع کریں۔ اور ان چار مذاہب سے جو مذہب آپ اختیار کیے ہوں اسی پر رہیں مگر بوقت ضیق و ضرورت دوسرے مذہب کے کسی مسئلہ پر بھی بے شک عمل کر سکتے ہیں۔ وے چار امام بزرگان سلف تابعین تبع تابعین سے ہیں۔ زمانہ خیر القرون میں اپنے شروط کے موافق

اپنے احادیث مستندہ کی تحقیق و تصحیح کر چکے ہیں اور وے اعلیٰ درجے کے محدث ہو کے درجہ اجتہاد مطلق کو بھی پہنچے ہیں اور وے ایسے مجتہدین مسلّم الاجتہاد ہیں جنکو ساری امت نے تلقی بالقبول کی ہے اسیواسطے جمہور اہل سنت ان ہی کی تقلید کرتے آئے بلکہ خود ائمہ محدثین ان کے مذاہب کی طرف منتسب ہوئے اور وے ائمہ اربعہ رضوان اللہ علیہم دین محمدی میں اپنے طرف سے کچھ نو ایجاد نہیں کیے. معاذ اللہ من ذالک بلکہ وے نائبان نبی حامیان دین محمدیؐ مبلغان شریعت نبوی و حاملان حدیث مصطفوی ہیں کہ حدیث کے ہی معانی و مطالب کو مسائل فقہیہ کی صورت پر امت رسول کو سمجھانے اور عملیات کیلیے ایک ایسی شاہراہ ٹہرائے کہ ہر کوئی بے روک ٹھوک چلا کرے غرض یے پیشوایان ملت اوستادان امت ہیں پس ان کو پیشوا و اوستاد مان کے ان ہی کی تبعیت و تقلید کیا کریں کہ جمہور اہل سنت کی یہی راہ ہے ایسا ہی گروہ محدثین اہل سنت خصوصاً امام بخاریؒ و امام مسلمؒ اور ان کے بعد ابوداؤد ترمذی. نسائی. ابن ماجہ اور ان کے سوا جتنے محدثین کہ مقلدین مذاہب اربعہ ہیں اور جو اصحاب ظواہر ہیں یہ سب بھی وارثان رسول جامعان و حاملان احادیث و آثار ہیں کہ فقہ و عقاید اور عموماً تمامی امور دینیہ میں جو احادیث و آثار آئے ہیں ان سب کو اپنے شروط کے موافق تحقیق کر کے یکجا جمع و مدون کیے اور راویوں کے نام و نشان کے ساتھ لفظ حدیث بتلائے اور راویوں کے حالات تفصیلی کھوج کر کے حدیث کے درجے ٹہرائے اور تبلیغ حدیث کی بخوبی ادا کیے اور اسیطرح علماء عقاید و عرفای علم تصوف بھی مقتدایان امت ہیں جو عقاید اور اعمال قلبیہ کے مسائل کو قرآن و حدیث اور اقوال و افعال بزرگان سلف سے مدلل کر کے بتلائے. اسیطرح گروہ مفسرین بھی اساطین ملت ہیں کہ تفسیر و تاویل کو شاہدان نزول وحی کے فہم کے موافق بتلائے اور حدیث و اثر سے مدلل کیے غرض یہ پانچ گروہ بھی نائبان حضرت سید المرسلین حامیان دین متین ہیں کہ اپنی سعی جمیل سے دین محمدیؐ

ذکرِ گروہ اہل سنت

کو تھامے ہوئے قیامت تک لے چلے ہیں ساری امت پر ان بزرگواروں کا احسان عظیم ہے
شکر اللہ سعیہم۔ اگر ان بزرگوں کا واسطہ نہوتا دین و ملت خصوصاً عقاید و اعمال
میں طریقہ اہلسنت ہمکو کہاں ملتا۔ جزاہم اللہ خیر اعنا وعن سایر المسلمین الی یوم الدین۔

شگوفہ

اور وہ جوان پانچ گروہ کے بہ نسبت تعصب کا ایک معاملہ بھی اوایل میں زود یا ہے چنانچہ
مذاہب اربعہ سے کسی ایک مذہب کے مقلدین میں بعض ایسے لوگ بھی ہوئے ہیں کہ دوسرے
مذہب پر یا اہل مذہب پر یا اس مذہب کے امام و مجتہد پر اس کے علم و فضائل میں۔
تعصب کے راہ سے یا بے تحقیقی کے سبب جرح و اعتراض کئے ہیں۔ جیسے چند مقلدین
مذہب شافعی نے۔ مذہب حنفی کے مسائل و احادیث پر جرح کیا ہے بلکہ خود بعض محدثین اصحاب
ظواہر کے بھی طبیعت میں فقہا کے بہ نسبت یک گونہ تعصب تھا۔ سو وے بھی کچھ جرح کر گئے
ہیں۔ اور چند روافض مشرب امام اعظم کے بعض فضائل و کمالات میں رد و انکار سے پیش
آئے ہیں۔ اور خود روافض بھی امام اعظم پر کئے مطاعن اور تہمتیں کر گئے ہیں۔ بلکہ اسکو
بزرگان اہل سنت کیطرف منسوب اور ان کے بعض کتابوں میں الحاق کر دئے ہیں اور
پیچھے کے بعض لوگ شیعہ کے الحاق و غیر الحاق میں فرق نکر کے اپنے رسائل و کتب میں
بلا تحقیق نقل بھی کر دئے ہیں اور اسیطرح امام بخاری و مسلم خصوصاً ان کے بعد کے محدثین
کے حق میں بھی کسی کہنے والے نے کچھ کچھ کہہ گیا اور جرح و طعن کر دیا ہے اور اسیطرح علمار
علم عقاید و صوفیہ کرام اور مفسرین عظام کے بہ نسبت بھی کسی نے جرح و قدح کیا ہے حتیٰ
کہ اہل بیت و صحابہ کرام کے ساتھ بھی ایسا معاملہ ہو چکا ہے جیسا خوارج اہل بیت رسولؐ پر
صدہا جرح و طعن لکھے ہیں اور روافض دو ہزار طعن و اعتراض صحابہ رسولؐ پر کئے ہیں،
غرض کہ سلف و خلف کے بزرگان اہل سنت سے کوئی طبقہ مخالفوں کے جرح سے سالم
نہیں رہا اور طاعنوں کے طعن سے بچا نہیں۔ پس ہم سب اہل سنت کو چاہیے کہ ان بزرگوں

کے بہ نسبت کوئی قول جرح وطعن کا دیکھنے یا سننے میں آوے تو اس کو دل میں جگہ نہ دیں۔
اور بحکم ع باطل است آنچہ مدعی گوید؛ اس کو باطل جانیں۔ بلکہ ان بزرگوں کے فضائل
ومناقب کی کتابیں دیکھیں تا دوستان خدا کے ساتھ بد عتقادی جو عقوبت کا سبب ہے،
پیدا نہو ہمسکو بھی ضرور ہے کہ جن بزرگوں کی بزرگی قرآن وحدیث سے یا سلف
صالحین کے اقوال سے یا چند اہل بدعت وضلالت دشمنان اہل سنت کے سوا سلفاً وخلفاً
جمہور اہل سنت واکابر علمائے امت کے اقوال سے بالاتفاق اور بکثرت ثابت ہوئی ہے
ان سب حضرات کو مقتدایان وپیشوایان امت واساطین دین وملت جانیں اور ہر
طبقے کو اس کے درجے پر ثابت رکھے کے ہر فن کا مسئلہ اس فن کے حامل ومتکفل کے ہی
طرف رجوع کریں لیکن سب کے ساتھ حسن اعتقاد یکساں رکھیں ایسا نہو کہ ایک کا اقرار
دوسرے سے انکار کہ یہ محض غلو وتعصب ہے جیسا اس زمانہ میں بعض عوام متعصبین عمل
بالحدیث کے دعوے میں ایسا غلو کرتے ہیں کہ مذاہب اربعہ ائمہ مجتہدین کی تقلید کو شرک
کہتے ہیں اور بکمال جرأت وجسارت اس پر یہ آیت پڑھتے ہیں اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ
وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور ان اماموں کے مقلدین کو مشرک اور ان
اماموں کو ان کے خدایان ٹھہراتے ہیں معاذ اللہ من ذالک كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ
اَفْوَاهِهِمْ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا۔ مخفی نرہے کہ اس آیت کو اللہ تعالےٰ نے یہود و
نصارا کے حق میں نازل فرمایا کہ ان کے احبار ورہبان بغیر فرمانے خدا کے اور بغیر
بتلانے ان کے رسول کے محض اپنے طرف سے کسی چیز کو حلال اور کسی چیز کو حرام
ٹھہرایا کرتے تھے اور وے یہود ونصارا بلا تحقیق ان کی تقلید کیا کرتے اور ان ہی کے
موافق حرام وحلال کا اعتقاد رکھتے تھے سو خدائے تعالےٰ ان کا رد کرتا ہے کہ وے
ان کو خدایان ٹھہرا لیے اللہ کے سوا وبس۔ یہ تو بے شک شرک ہے بخلاف اس کے
حضرات مجتہدین نے کسی چیز کو اپنے طرف سے نہ حلال ٹھہرائے نہ حرام۔ بلکہ اسکی

حلیت و حرمت پر یا قرآن کی آیت پڑھتے ہیں یا حدیث۔ چنانچہ وے دلائل ان
کے کتب میں موجود ہیں۔ اور ان کے مقلدین حدیث و قرآن کے فہم مطالب میں ان
کو پیشوا و استاد مان کے ہی ان کی تقلید کرتے ہیں۔ پھر یہ شرک کیونکر ہوگا۔ اور
بعض متعصبین تقلید مذہب کو بدعت اور مقلدین کو بدعتی کہتے ہیں حالانکہ مسائل
فقہ چارو مذہب کے فی الواقع معانی و مطالب ہیں۔ قرآن کے اور احادیث و آثار
کے پس جس کا اصل شرع میں ثابت ہو وہ کیونکر بدعت ہوگا پھر ائمہ اربعہ کی تبعیت
کو جو عین اتباع سنت اور سنت حکمیہ ہے۔ شرک یا بدعت نام رکھنا۔ مقلدین اہل
سنت کو مشرک و بدعتی ٹھہرانا کمال بے ادبی اور سخت گالی ہے جو بہت دور تک
جا پہنچی ہے۔ اور یہ کمال درجہ کا تعصب اور ضد فی الدین ہے اور بڑی گمرہی۔ اور
مقلدین مذاہب میں بھی بعضوں نے یہاں تک لکھدیا ہے کہ شافعی حنفی ہو تو اس کو
خلعت دیں۔ اگر حنفی۔ شافعی ہو جاوے اس کو تعزیر پہنچا دیں۔ اور بعض اہل زمان بھی
ایسے ہی سخت معاملے سے پیش آیا کرتے ہیں یہہ بات بھی تعصب و غلو سے خالی نہیں
خود فقہائے حنفیہ اس خلعت و تعزیر کے قول کو رد کیے ہیں چنانچہ علماء پر پوشیدہ نہیں
پس مقلدین کو بھی تقلید میں ایسا تعصب و تشدد بچا ہے کیونکہ مجتہد معین و مذہب معین
کے وجوب تقلید کے باب میں متقدمین و متاخرین کے درمیان اختلاف رہ دیا ہے یعنے
زمانہ سلف میں یہہ امر واجب نہیں تھا بعد اس کے واجب ٹھہرا۔ اور یہ واجب بھی
وہ واجب نہیں کہ ما اوجبہ اللہ یعنے واجب قطعی نہیں جو بمعنی فرض یا فرض کہ ہم پہلے
ہو۔ بلکہ یہہ واجب اور ہی ہے جس کی تحقیق آگے ہو چکی۔ اور چار مذہب بھی حق اور
بے خطر ہیں۔ ہر مذہب مجموعہ ہے قرآن و احادیث و آثار صریحہ اور اجتہادات
صحیحہ کا۔ اور چارو مذہب کے امام مجتہدین مطلق اور مسلم الاجتہاد بھی ہیں۔ غرضکہ نہ
مذہب معین کی تقلید میں تعصب کو کام فرماویں۔ اور نہ نرے لامذہب ہو جاویں

بلکہ اس باب میں حد توسط کو اختیار کریں کہ چاروں مذہب میں حق دائر جانیں اور ان،
مذاہب اربعہ سے آپ جو مذہب اختیار کیئے اور منتسب الی المذہب ہوئے ہوں،
اسی پر رہیں کہ فقہائے کرام کے پاس یہی بات مرجح اور قوی ہے اور دین کا ضبط اور ربط
بھی اسی میں ہے یہی مختار اور اسی میں خیر اور قرار داد علمائے متاخرین کا یہی ہے
وبس۔ پس لازم بلکہ واجب تحیر ہے کہ ایسے امر کو جو مجموعہ خیر ہے ہاتھ سے نہ دیں،
ہاں ضرورت شرعی کے وقت دوسرے مذہب کے مسئلہ پر بھی بیشک عمل کر سکتے
ہیں۔ بغیر ویسی ضیق وضرورت کے مذہب تحیر کی تقلید ترک نہ کریں کہ وہ آخر دین میں
لہو ولعب کے طرف منجر ہوگا پس وہ بالاتفاق سب کے پاس عبث دیا وہ مکروہ
بلکہ قریب حرام ہے۔ عامی ہوے یا کیسا ہی عالم علامہ درجہ اجتہاد مطلق کو نہ پہنچا سب
کو علی العموم مذاہب مجتہدین سے کسی ایک مذہب کی تبعیت وتقلید ضروری ہے
کہ بغیر اس کے گزیر ہی نہیں۔ زمانۂ سلف یعنے تابعین تبع تابعین سے لیکر آج تک
سارے علما۔ فقہا۔ مفسر۔ محدث۔ متکلم صوفی۔ عامہ اہل سنت غرض جو کوئی ان چار
اماموں کے مانند درجہ اجتہاد مطلق کو نہ پہنچا سب کے سب ان حضرات مجتہدین کے
مذاہب سے کسی ایک مذہب پر رہتے ہی آئے ہیں۔ ان میں کوئی ایک بھی بلا تقلید
مذہب یا بلا انتساب الی المذہب۔ مذہب کو چھوڑا ہوا نہیں۔ پس اہل سنت کو
بھی چاہیئے کہ اس جمہور اہل سنت کی ہی راہ پر ثابت رہیں کہ اسی میں دین کی
سلامتی ہے وبس۔ اور ایسا ہی مقلدین متکلمین وصوفیہ کو بھی تشدد وتعصب نہ چاہیئے
کہ نہ متکلمین کے ہی تابع ہو کے تصوف کا انکار کریں نہ صوفیہ کے ہی تابع ہو کے متکلمین
کا انکار کریں یا نہ ہر دو کے ہی منکر ہو جاویں بلکہ ہر دو کے بھی قایل وتابع رہیں۔ دین
میں توسط واحتیاط بڑی نعمت ہے۔ اور صراط مستقیم ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ
مَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ اللہ تعالے سب مومنوں کو دین میں غلو اور

افراط و تفریط و تعصب و اعتساب سے بچاوے اور سلوک راہِ حق و توسط نصیب کرے آمین یہی وصیت ہے اس فقیر حقیر کی اپنے تمامی برادران دین اعزہ و احباب و خویش و اقارب کے لیے جو بکمال حرارت دین و ملت و غمخواری اہل اللہ و اہل سنت۔ باقتضائے زمانہ ضعفِ اسلام و قربِ قیامت لکھی گئی۔ باللہ التوفیق و بیدہ ازمۃ التحقیق۔ وَصَلَّی اللّٰہُ وَسَلَّمَ عَلٰی نَبِیِّنَا وَنَبِیِّنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝

تمت تمام شد

قصیدہ

آہ دیدار نبی ہم نے نہ پایا افسوس
بہرۂ لذت دیدہ نہ اٹھایا افسوس

شررِ آتش ہجراں نہ بجھایا افسوس
گوہر بحر لقا ہاتھ نہ آیا افسوس

خوش نصیبی ہے صحابہ کی جو وہ اہل کمال
اپنے آنکھوں سے سدا شاہ کا دیکھا ہی جمال

اور بدل آپ کے بعیت میں لٹایا ہی مال

آہ ہم یوں نہ زر و مال لٹایا افسوس

تھے یہاں تک شہ عالم کے مطیع فرمان
حکم پر اس کے سہے رنج و الم سر و جان

رو برو اس کے لہو اپنا بہائے شاداں

یوں لہو ہمنے نہیں اپنا بہایا افسوس

وے ہوے حُبِّ خدا حُبِّ پیمبر میں فنا
ماسو اللہ سے وہ ہاتھ اٹھائے اپنا

اور ڈہائے یقین اپنی خودی کا وہ بنا

یوں خودی کا نہ بنا ہمنے ڈہایا افسوس

تیر جب آتی تھی در جنگِ اُحد سرور پر
طلحہ ہوتا تھا کھڑی سترِ سرورِ عالم کا سپر

جیب ایمان کے بھرا اپنے سعادت کے گہر
کب بسر آنکھوں ہمنے بنایا افسوس

آہ آنکھوں کو ہمارے نہوئی یہ قسمت یادیں دیدار رسول عربی کی دولت
کثرت نور بصیرت کی تھی جسمیں حشمت
آہ ہمنے وہ بصیرت نہ بڑھایا افسوس

آہ اس کان سے ہم اپنے حدیث و قرآں نہ سنے سرور عالم کے زباں سے شاداں
جوں صحابہ نے وہ سنتے تھے ہمیشہ ہر آں
آہ تقدیر ہمیں وہ نہ سنایا افسوس

آہ صد آہ کہ ہاتھ ہمارا ہیہات عقد بیعت کیلئے پہنچا نہ حضرت کے ہاتھ
جوں صحابہ کو شرف ہاتھ یہ آیا دن رات
یہ شرف آہ ہمیں ہاتھ نہ آیا افسوس

اب تلک آہ مدینہ بھی نہ دیکھا ہم نے کر قدم سر سے یہ منزل کو نہ پہنچا ہم نے
آستانِ نبوی آہ نہ چوما ہم نے
خاک پاک اسکی نہ ہم سرمہ بنایا افسوس

ہے خبر میری زیارت کرے بعد ممات تو بلا شبہ وہ دیکھا مجھے حین حیات
دولتِ صحبتِ باطن تو اسے آئے ہاتھ
ہمیں دولت یہہ ابھی ہاتھ نہ آیا افسوس

آہ کچھ شہر مدینہ تو ہمیں دور نہیں، جسد و جان بھی کسی وجہ سے معذور نہیں
عشق ہے عشق میں پھر صبر کا دستور نہیں
سبب ہے اک غیب سے سامان نہ بن آیا افسوس

کب تلک حزنِ جگر آہ یہ غم کا کھاؤں بال و پر ہو تو مدینہ کی طرف اڑ جاؤں

یک نظر قبر نبیؐ دیکھ دہیں مرجاؤں
آہ یہہ وقت ابھی ہم میں نہ آیا افسوس
احقرا درگہ مولا سے سدا مانگ دعا — کہ مزار نبویؐ تک مجھے پہنچا دے لجا،
کبھی مایوس ہو اس طرح سے نہ کہہ تو اصلا
کہ اثر میری دعا کا نہ دیکھا یا افسوس

قصیدۂ ثانی

آہ عصر نبویؐ ہمنے نہ پایا افسوس — جلوہ اپنا وہ زمانہ نہ دکھایا افسوس
اپنی دوری کا ہمیں درد چکھایا افسوس — درد دایم یہہ دل وجان میں بسایا افسوس
آہ دیدار نبیؐ ہمسکو میسر نہ ہوا — آہ یہ دیدۂ تر اس سے منور نہ ہوا
طیب طیبہ سے بھی یہ مغز معطر نہ ہوا
نہ صبا بوئے مدینہ بھی سنگھایا افسوس
کئی عشاق سلف عشق کی کیا داد دئے — چھوڑ گھر بار وطن اپنا مدینہ کو گئے
شمع مرقد پہ وہ پروانہ سا ئیں جان دئے
یوں نہ ہم آپ کو پروانہ بنایا افسوس
کہتے ہیں یک یہودی جو عالم تھا بڑا — شام میں رہتا تھا تورات پڑہا کرتا تھا،
ایک دن نعت نبیؐ اسمیں کئی جا دیکھا
آہ غصے سے نئے اوراق کو پھاڑا افسوس
دوسرے شنبے کو تورات جو اسنے کھولا — نعت ہی پہلے سے حضرت کی زیادہ دیکھا
پھاڑا اپھر تیسرے شنبہ کو بہت اور پایا
متفکر ہو کے بہت کرنے ہی لاگا افسوس

آہ یوں کہنے لگا درد سے ہو بس مضطر — کہ ہے اس عصر کا واللہ وہی پیغمبر
آہ اب تک نہ قدم اسکے میں دیکھا جا کر
آہ کیا دولتِ دارین یہہ کہو یا افسوس

الغرض جلد مدینہ کے طرف جا پہنچا — بیٹھے تھے مسجد نبوی میں صحابہ دیکھا
نام حضرت کا و لے شوق سے تسلیم کیا
آہ تب سرور کونین نہیں تھا افسوس

نام سن شاہ کا اصحاب بھی رونے لاگے — اور منھ اپنا سبھی اشک سے دھونے لاگے
نیم جاں ہجر سے سالار کے ہونے لاگے
کہے حضرت نے یہ دنیا سے سدھارا افسوس

بس یہ سنتے ہی وہ بیخود ہو زمیں پر ہی گرا — مرغ مذبوح کے مانند تڑپنے لاگا
رقت و درد سے رو رو کے یہی کہتا تھا
ہو گیا فوت مرا مقصد اقصےٰ افسوس

پھر لگا کہنے صحابہ سے وہ محزوں رو رو — یک نظر قبر پیمبر کی مجھے بتلا دو
دیدہ و دل کو مرے نور و سکوں دلواؤ
بخت کیسا یہ کھڑا مجھ پہ ستایا افسوس

دیکھ وہ حال اس کا صحابہ بھی ہوئیں گریاں — اسقدر ان میں مچا آہ عجب شور و فغاں
گویا اس روز ہوئی رحلت سالار جہاں
سب مدینے میں وہی درد و الم تھا افسوس

الغرض سارے صحابہ نے وہیں زار و نزار — لیگئے ہیں اسے تا مرقدِ سالارِ خیار
نشۂ درد میں مدہوش تھا وہ دل افگار
قبر حضرت کی صحابہ نے دکھایا افسوس

آہ جب دیکھا ہے وہ قبر شہنشاہ انام — عرض کی رو رو کے تب تحفۂ صلوٰۃ و سلام

اور پڑھا کلمہ شہادت کا بتصدیق تمام

غرض اس طرح سے پھر کرنے ہی لاگا افسوس

یا نبی تیرا لقا گرچہ نہیں میں نے پایا — لیک تصدیق سے میں تیرے پہ ایمان لایا

اور زیارت سے تیرے حق نے شرف مجھکو دیا

پھر یہ دنیا میں نہیں چہتا ہوں جینا افسوس

عرض کر درگہ مولا میں تو اے حق کے رسول — گر ہوا ایمان میرا پاس خدا کے مقبول،

تو بھی مرجاؤں ابھی اسکی دعا ہوئی قبول

روح اس کا طبل کوچ بجایا افسوس

عشق میں سرورِ عالم کے وہیں جان دیا — اپنی جان اس کے ہی الفت میں ہے قربان کیا

کیا نجاتِ ابدی کا ہی یہ سامان لیا،

ایسا سامان نہ ہمیں آہ بن آیا افسوس

کب مدینے کے طرف یوں ہی میں یا رب جاؤں — ہائے کب یہ درِ مقصود کو یا رب لاؤں

کب مدینے میں یہ دنیا سے میں رحلت پاؤں

میں نے اس شوق میں ہی عمر گنوایا افسوس

یا الٰہی ہو اجابت یہ دعائے احقر — جلد مقبول ہو یہ عشق و دعائے احقر

اپنے الطاف سے برلائے رجائے احقر

کب تلک آہ وہ ایسا ہی تڑپنا افسوس

مصنفہ از حیران

محبت سرورِ عالم کی جس دل میں سمائی ہے — یقین جانو کہ بیشک اسکو دوزخ سے رہائی ہے

محمد مصطفےٰ کے عشق میں دیوانے ہو جاؤ — عبادت سے یہ افزوں ہے اسی میں سب بھلائی ہے

کیا دو نوجہاں پیدا اسیکے واسطے حق نے — اسیکے واسطے اللہ نے سب کچھ بنائی ہے
انہیں گمراہ ضلالت میں ہمارا کوئی نتھا ہادی — تصدق اس شہ دین کا ہدایت ہم نے پائی ہے
چراغ دین احمد سے ہوئے ارض و سما روشن — نظر کر دیکھو ہر ایک جا اسیکی روشنائی ہے
یہ فردائے قیامت میں نہ ہو جبراں پریشاں تو — طفیل مصطفے اتیری وہاں حاجت روائی ہے

تمت

خاتمہ

الحمد للہ و المنہ یہہ رسالہ نافعہ و سلاسہ رالیہ یعنی گلدستہ دلبستہ جو ضمیری ہے کتاب چہار گلشن کا حسن انجام کو پہنچا بحسب اقتضائے زمان ایسا مرتب و مہذب ہوا کہ توسط، و احتیاط سے مملو و تعصب و اعتساب و تفریط و افراط سے نہایت پاک و صاف چنانچہ علمائے اہل سنت پر جو متوسطین ہیں مخفی نہیں اور ایسا مختصر مفید عام فہم لکھا گیا کہ گویا دریا، کوزے میں نمایا۔ اور یہ مجمل ہے کتاب چراغ ہدایت اسکی تفصیل ہے مرتب مولف این، رسالہ جناب حضرت مولوی عبد القادر علی صاحب صوفی دام فیضہ ہیں نفع اللہ بہ المسلمین آمین

اطلاع ضروری

جمیع مالکان مطابع و تاجران کتب کی خدمات میں ضروری گذارش ہے کہ کتاب "چہار گلشن" مصنفہ حاجی الحرمین مولنا مولوی شاہ عبد الحی صاحب واعظ کے متعلق حسب قانون سرکار انگریزی مصنف علام کے پوتے جناب منشی احمد علی صاحب وصفی متوطن بنگلور کنٹونمنٹ سے حضرت مولانا مولوی صوفی عبد القادر علی صاحب قادری نے جملہ حقوق طبع معاوضتہً باقاعدہ حاصل کر لینے کے بعد یہ عام اعلان کر دینا ضروری جانتے ہیں کہ کتاب چہار گلشن موصوف کو کوئی تاجر یا اہل مطبع کلاً و جزاً چھاپنے کا مجاز نہیں ہو سکتا جس قدر نسخجات مطلوب ہوں ہم سے حسب ذیل پتہ سے طلب کرنا چاہیے

ملنے کا پتہ :-

حاجی محمد محی الدین صاحب سوداگر و تاجر کتب نمبر ۳۹۹ -
موچی بازار بنگلور کنٹونمنٹ

... قومی پریس ... بنگلور میں چھپا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از تالیفات علامہ قاری حافظ حدیث و تفسیر و فقیہ مولانا مولوی محمد عبد الحی صاحب لاہوری

میزان المحققین

اس کتاب میں اختلافی مسائل کو لکھا ہے اور محققانہ بحث ہر

مسئلہ میں کرکے قول فیصل پر فتویٰ دیا ہے

حصہ دوم میزان الشریعت کا تتمہ ہے

ہر مسئلہ کے ثبوت سے پہلے اقسام حدیث کا جاننا جملہ محققین کے نزدیک ضروری ہے

اسواسطے عاجز مؤلف محمد عبد الحی لاہوری نے بطور اختصار کے اقسام حدیث کو لکھا۔

۱۴۷ حدیث متواتر محدثین اسکو کہتے ہیں کہ جسکے ہر زمانہ میں کثیر یعنی تین سے زیادہ

روایت کرنیوالے ہوں۔ عند العقل انکا کاذب جاننا محال ہو جیسے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّات

حدیث مشہور وہ حدیث ہے جسکے راوی کسی زمانہ میں تین سے کم نہ ہوں۔

حدیث صحیح وہ حدیث ہے جسکی روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک صحیح

طور پر پہنچ جائے۔

حدیث مرسل وہ ہے جسکی روایت میں صحابی چھوٹ جائے۔

حدیث مرفوع اسکو کہتے ہیں جو قول یا فعل رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم

سے ثابت ہو۔

حدیث حسن وہ ہے جس کا راوی درمیانہ درجہ کا ہو

حدیث غریب وہ ہے جسکے راوی کسی زمانہ میں تین ہوں کسی زمانہ میں دو

خبر واحد وہ ہے جسکا راوی ایک ثقہ ہو

حدیث ضعیف وہ ہے جسکے راوی کو یقینا صادق یا کاذب کر سکیں۔

حدیث منکر وہ ہے جسکا راوی مجہول الحال ہو اور ثقہ راویوں کے خلاف روایت کرے
حدیث قدسی محدثین اسکو کہتے ہیں جسکی روایت میں عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ عَنْ رَبِّہٖ قَالَ اللّٰہُ تعالیٰ کا لفظ ہو اور حدیث قدسی میں اگر راوی ثقہ ہوں اور حضرت تک سند پہنچے تو صحیح ہوگی اور ضعیف ہوں تو حدیث ضعیف ہوگی۔
حدیث موضوع وہ ہے جسکے راویوں کو یقیناً کاذب کہا جائے۔
اسقدر اقسام حدیث بیان کئے جانے ضروری ہیں انکے علاوہ اور بھی اقسام ہیں جو بخوف طوالت نہیں تحریر کئے۔

مسئلہ اول ۔ مقتدی امام کے پیچھے خاموش رہے

نقشہ اول ۔ اسمیں قرآن تفسیر سے مسئلہ مذکورہ ثابت کیا گیا ہے

۱۶۸ سیپارہ نواں سورہ اعراف کے ختم پر آیت کریمہ موجود ہے وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ترجمہ اور جسوقت پڑھا جائے قرآن پس خوب کان لگاکر سنو اور خاموش رہو تاکہ تم رحم کئے جاؤ۔
اس آیۂ کریمہ سے ہر حال میں مقتدی کا خاموش رہنا ثابت ہوا اور کوئی حدیث صحیح ایسی نہیں ہے جس سے ثابت ہو کہ یہ آیت خطبہ میں یا رد کفار میں نازل ہوئی ہے بلکہ علامۂ دہر امام بیہقی نے اس آیت کا نازل ہونا نماز فرض میں ثابت کیا ہے وَاَخْرَجَ الْبَیْہَقِیُّ عَنِ الْاِمَامِ اَحْمَدَ قَالَ اَجْمَعَ النَّاسُ عَلٰی نُزُوْلِ ہٰذِہِ الْاٰیَۃِ فِی الصَّلٰوۃِ الْمَکْتُوْبَۃِ وَاِسْنَادُہٗ حَسَنٌ ترجمہ اخذ کیا بیہقی نے امام احمد سے کہ کہا ہے امام احمد نے کہ اجماع کیا ہے علماء دین نے کہ نزول اس آیت کا نماز فرض میں ہے اور اسناد اس حدیث کی حسن ہے۔ اور فاضل اجل صاحب تفسیر عباسی نے صاف لکھا ہے نَزَلَتْ فِی الصَّلٰوۃِ الْمَکْتُوْبَۃِ ترجمہ نازل ہوئی یہ آیت نماز فرض میں۔ امام بیہقی اور حضرت ابن عباس کی تقریر سے

واضح ہوا کہ اس آیت کا نازل ہونا فرض نماز میں ہے کسی عقلمند کے نزدیک یہ امر مسلم نہیں
کہ یہ آیت نازل ہوئی ہے ردِ کفار یا خطبہ میں اسواسطے کہ خطبہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے اول مدینہ منورہ میں پڑھا ہے اور یہ آیت مکّی ہے پہلے نازل ہو چکی ہے اور کفار نماز
نہیں پڑھتے تھے اور قرآن پر ایمان نہیں رکھتے تھے تو پھر کیونکر دانا تسلیم کرے یہ آیت نازل
ہوئی ہے خطبہ میں یا ردِ کفار میں اور لفظ اِذَا سے عموم ثابت ہے تمام محققین کے نزدیک
یعنی نماز میں ہو یا خارج نماز سے جہاں قرآن شریف پڑھا جائے سننے والے کو لازم ہے کہ
خاموش رہے اور یہ امر غیر ممکن اور محال ہے کہ ایک آن میں اور ایک وقت میں پڑھے
بھی اور چپ بھی رہے۔ پس اس آیۂ کریمہ سے ثابت ہو گیا کہ مقتدی امام کے پیچھے خاموش
رہے اور تسبیح و تہلیل اور تکبیر اور رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ و تشہد کا پڑھنا مقتدی کے لئے پیچھے
امام کے حدیث صحیح سے ثابت ہے اِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا الخ اور یہ حدیث صحیح ہے کتب صحاح
وغیرہ میں موجود ہے پس ثابت ہوا کہ تسبیح و تہلیل اور تکبیر و تشہد امام کے پیچھے مقتدی کو ۱۷۹
پڑھنا چاہیئے بموجب ارشاد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ اور سورۂ فاتحہ نہ پڑھے بموجب
حکم قرآن مقدس کے۔ باقی مدارس میں طلبہ کو آواز بلند پڑھنے کی ضرورۃً اجازت دیجاتی
ہے بسبب حکم شریعت کے قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ترجمہ
نہیں تکلیف دیتا اللہ کسی نفس کو مگر اس کی طاقت کے بموجب اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا
کہ اللہ تعالیٰ مخلوق کو وہ حکم کرتا ہے جس کو مخلوق کر سکے اور یہ ناممکن ہے کہ طلبہ خاموش بھی
رہیں اور قرآن کو بھی حفظ کر لیں بلکہ محال ہے حالانکہ قرآن شریف کا پڑھنا بقدر ضرورت
فرض ہے پس دلیل عقلی و نقلی سے مقتدی کا خاموش رہنا پیچھے امام کے ثابت ہوا صدر دربار
قرآن شریف سے یہ حکم جاری ہوا کہ مقتدی خاموش رہے پیچھے امام کے ہرگز سورۂ فاتحہ نہ
پڑھے۔ جملہ اہل اسلام پر لازم ہے کہ حکم قرآنی کی تعمیل کریں۔ الحمد للہ علی احسانہ دلیل
اول تمام ہوئی ۔

نقشۂ دوم۔ اسمیں بخاری شریف سے مقتدی کا خاموش رہنا ثابت کیا ہے

کتاب بخاری مطبوعہ مجتبائی بَابُ اِذَا رَكَعَ الخ صفحہ ۱۰۸ سطر ۱۰ حَدَّثَنَا مُوْسَى ابْنُ
اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنِ الْاَعْلَمِ وَهُوَ زِيَادٌ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ
اَنَّهٗ اِنْتَهٰى اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ رَاكِعٌ فَرَكَعَ قَبْلَ اَنْ
يَّصِلَ اِلَى الصَّفِّ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ زَادَكَ
اللّٰهُ حِرْصًا الخ ترجمہ روایت ہے حسن سے وہ روایت کرتے ہیں ابی بکرہ سے کہ ابی بکرہ
حضورؐ کی خدمت میں واسطے نماز پڑھنے کے آئے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم رکوع
میں تھے پس ابی بکرہ نے وہیں رکوع کیا اور کچھ نہ پڑھا بسبب جلدی کے پھر ذکر کیا
اس واقعہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے۔ حضورؐ نے دعا کی کہ تم کو زیادہ
حریص کرے اللہ تعالیٰ نماز کے شریک ہونے میں۔ اور جملہ محدثین و مفسرین کے نزدیک
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابابکرہ کو نماز لوٹانے کا حکم نفرمایا اور نہ ابی بکرہ نے نماز کو ۱۸۰
دوبارہ پڑھا حالانکہ ابی بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک حرف سورۂ فاتحہ کا نہ پڑھا
تھا۔ اور بالاتفاق جملہ اہل اسلام کے نزدیک ابی بکرہ رضی اللہ عنہ کی نماز ہو گئی۔ پس
اس حدیث بخاری شریف سے صاف طور سے ثابت ہوا کہ مقتدی پر قطعی قرأت نہیں ہے
نماز میں بحالت مقتدی ہونے میں سوائے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ اور تسبیح اور تکبیر اور تشہد
اور درود دُعا پڑھنے کے۔ اہل حق کے لیئے یہ دلیل کافی ہے۔ اس تقریر کو علماء دین نے
ملاحظہ کیا تو صاف طور پر حکم کیا کہ بخاری شریف کی حدیث سے ثابت ہوا کہ مقتدی پر قرأت
نہیں ہے اور خاموش رہنا مقتدی کا ثابت ہوا۔ دوسری عدالت سے رسول کریم علیہ التحیۃ
والتسلیم کا حکم جاری ہوا کہ مقتدی پر قرأت نہیں ہے بلکہ خاموش رہنا ثابت ہوا۔ الحمد للہ
علیٰ احسانہٖ کہ دلیل دوسری تمام ہوئی۔

عبادہ کی حدیث کی توضیح حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے عَنْ

عُبَادَۃَ ابْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا صَلٰوۃَ
لِمَنْ لَمْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ ترجمہ روایت ہے حضرت عبادہ
بن صامت رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہے نماز اس شخص
کی جو فاتحۃ الکتاب (الحمد) کو نہ پڑھے۔ روایت کیا اس کو بخاری نے۔ اس حدیث سے
مقتدی کا پڑھنا ثابت نہیں ہوتا اسواسطے کہ امام ترمذی اور ابو داؤد صاف طور پر اس
حدیث کا مطلب بیان فرماتے ہیں کہ یہ حدیث رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص
کے حق میں فرمائی ہے جو اکیلا نماز پڑھے اور امام کے پیچھے نہ ہو قَالَ التِّرْمِذِیُّ قَالَ
اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ مَعْنٰی قَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ
یَقْرَأْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ اِذَا کَانَ وَحْدَہٗ ترجمہ کہا امام احمد حنبل نے کہ مراد نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے وہ شخص ہے جو اکیلا نماز پڑھے وَ قَالَ اَبُوْدَاوٗدَ
لِمَنْ یُصَلِّیْ وَحْدَہٗ ترجمہ اور کہا ابو داؤد نے یہ حکم حضرتؐ نے اس شخص کے لئے کیا ۱۸۱
ہے جو تنہا اکیلا نماز پڑھے پس امام ترمذی اور امام ابو داؤد کے نزدیک اور باقی محدثین
کے نزدیک یہ ثابت ہوا کہ یہ حدیث اکیلے نمازی کیلئے ہے نہ کہ مقتدی کے لئے۔ اور
یہ کسی اہل حق کا عقیدہ نہیں کہ امام ترمذی و ابو داؤد نے خلاف شرع حکم کیا ہو (اسواسطے
خلف الامام کا اس میں لفظ نہیں ہے مقتدی کا قطعی ذکر نہیں ہے اس میں اگر اس حدیث
سے عموم رکھا جائے یعنی مقتدی اور غیر مقتدی دونوں کو لیا جائے تو عبادہ کی حدیث
اور ابو بکرہ کی حدیث میں تعارض پیدا ہوگا یعنی ابی بکرہ کی حدیث سے قرأت کا فرض
نہ ہونا ثابت ہوا اور عبادہ کی حدیث سے فرض ہونا اور تعارض سے کلام بے معنی اور
بے نور ہوجاتی ہے اور حاشا کہ اللہ ایسی کلام پاک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی کیونکر ہوسکتی
ہے۔ تعارض کے اٹھانے کے لئے عبادہ کی حدیث کو تمام محققین نے تسلیم کیا کہ اکیلے نمازی
کیلئے ہے اور ابی بکرہ کی حدیث سے عدم قرأت ثابت کی پس حاصل یہ ہوا کہ بخاری کی

کی حدیث سے مقتدی کا خاموش رہنا ثابت ہے کچہری ثانی بخاری شریف سے رسول
کریم کا حکم جاری ہوا کہ مقتدی پر قرأت نہیں بلکہ مقتدی خاموش رہے جملہ اہل اسلام
پر لازم ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو تسلیم کریں اور تعمیل حکم بجالاویں.

نقشہ تکسیر ا اس میں مسلم شریف سے عدم قراۃ فاتحہ کا ثبوت ہے

کتاب صحیح مسلم مطبوعہ مجتبائی بَابُ التَّشَهُّدِ فِي الصَّلٰوةِ صفحہ ۲۷ ، سطر ۱۶ پر
حدیث موجود ہے حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ اَبْنُ اِبْرَاهِيْمَ الخ وَفِيْ حَدِيْثِ جَرِيْرٍ عَنْ
سُلَيْمَانَ عَنْ قَتَادَةَ مِنَ الزِّيَادَةِ وَاِذَا قَرَءَ فَاَنْصِتُوْا ترجمہ اور بیچ حدیث
جریر کے وہ روایت کرتے ہیں سلیمان سے اور وہ روایت کرتے ہیں قتادہ سے زیادتی
سے جسوقت پڑھے امام قرأت پس چپ رہو تم آگے مذکور ہے فَقَالَ هُوَ عِنْدِيْ
صَحِيْحٌ ترجمہ پس کہا امام مسلم نے کہ یہ حدیث میرے نزدیک صحیح ہے اور اس کے
حدیث ہونے میں کوئی شک نہیں۔ حضرت امام مسلم رضی اللہ عنہ نے مجمع علماء میں ١٨٢
بآواز بلند جس وقت بڑے بڑے محدثین اور محققین موجود تھے یہ دعوی کیا کہ فَاَنْصِتُوْا
الخ یہ حدیث ہے اور میرے نزدیک صحیح ہے اور تمام محدثین نے حدیث ہونا تسلیم کرلیا کسی
نے جرح نہیں کی۔ جب اتنے بڑے زبردست محدث جسکی کتاب صحیح مسلم فن حدیث میں
تمام مخلوقات کو سیراب کررہی ہے اور جملہ اہل اسلام کا اتفاق ہوچکا ہے کہ صحیح مسلم
میں جسقدر احادیث ہیں سب صحیح ہیں اور امام مسلم کی حدیث پر ہر مسلمان کو عمل کرنا
واجب ہے) امام مسلم کی تقریر سے یہ امر ثابت ہوا کہ مقتدی بالکل خاموش رہے سورۂ
فاتحہ ہرگز نہ پڑھے جز لفظ فانصتوا سے واضح اور روشن ہے اور کسی اہل علم کے نزدیک
اس حدیث میں کوئی شبہ نہیں بلکہ قابل تسلیم ہے۔

خلاصہ مطلب: صحیح مسلم سے ثابت ہوا کہ مقتدی خاموش رہے تیسری کچہری سے
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم جاری ہوا کہ مقتدی پر لازم ہے کہ امام کے پیچھے خاموش

قول ابی ہریرہ کی توضیح کتاب صحیح مسلم مطبوعہ کشوری صفحہ ۱۶۹ سطر ۱۹ میں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے اِقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ یا فارسی امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ یہاں اِقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ کے معنے تَدَبَّرْ فِي نَفْسِكَ ہیں یعنی فکر کر تو اپنے دل میں، اور اس کو کوئی عاقل قرأت نہیں کہہ سکتا۔

تنبیہ اِعْلَمُوْا يَا أُولِي الْأَلْبَابِ، جانو تم اے صاحب عقول کہ اگر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول سے قرآت ثابت کریں تو یہ قول مخالف ہوگا آیۂ کریمہ اور حدیث صحیح کے اور یہ نہیں ہو سکتا۔ پس ثابت ہوا عند العقل کہ اِقْرَأْ کے معنے یہاں فکر کرلے اور سوچے کے ہیں۔ بفضلہ تعالیٰ دلیل تیسری تمام ہوئی۔

نقشہ چوتھا۔ اسمیں مقتدی کے خاموش رہنے کا ترمذی شریف میں ثبوت ہے

١٨٣ کتاب ترمذی مطبوعہ مجتبائی بَابُ مَا جَاءَ فِي تَرْكِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ صفحہ بیالیس سطر اٹھارہ پر حدیث موجود ہے عَنْ وَهْبِ ابْنِ كَيْسَانَ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ مَنْ صَلَّى رَكْعَةً لَمْ يَقْرَءْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَلَمْ يُصَلِّ إِلَّا أَنْ يَكُونَ وَرَاءَ الْإِمَامِ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ ترجمہ وہب ابن کیسان سے روایت ہے کہ جابر بن عبداللہ نے فرمایا جس شخص نے ایک رکعت پڑھی ایسی طرح کہ سورۂ فاتحہ اس میں نہیں پڑھی اسنے نماز نہیں پڑھی مگر یہ کہ امام کے پیچھے ہو۔ یہ حدیث حسن اور صحیح ہے اس سے ثابت ہوا کہ مقتدی پر قرآت واجب نہیں۔

عبادہ کی حدیث کی توضیح

اور عبادہ کی حدیث جو ترمذی مجتبائی صفحہ ۴۱ سطر ۲۸ پر ہے عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ صَلَّى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّبْحَ فَثَقُلَتْ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةُ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ أَرَاكُمْ تَقْرَءُوْنَ وَرَاءَ إِمَامِكُمْ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ

اِي وَاللهِ قَالَ لَاتَفْعَلُوْا اِلَّا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَاِنَّهُ لَاصَلٰوةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِهَا
ترجمہ عبادہ بن الصامت رضؓ سے روایت ہے فرمایا کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے صبح کی نماز پڑھائی آپ پر قرأۃ ثقیل ہو گئی یعنی آپ پڑھنے سے رک گئے پھر بعد فارغ ہونے کے آپنے فرمایا میں گمان کرتا ہوں کہ تم لوگ اپنے امام کے پیچھے قرأۃ پڑھتے ہو راوی کہتا ہے ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ خدا کی قسم ہاں۔ آپ نے فرمایا مت کرو صرف ام القرآن (سورۂ فاتحہ) پڑھ لیا کرو کیونکہ جس نے اس کو نہیں پڑھا اس کی نماز نہیں ہوئی۔

قَالَ النِّيْمُوِيُّ فِيْهِ مَكْحُوْلٌ وَهُوَ يُدَلِّسُ رَوَاهُ مُعَنْعَنًا وَاضْطَرَبَ فِيْ اِسْنَادِهٖ
الخ یعنی نیموی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث تین وجہ سے معلول ہے ایک یہ کہ اس میں مکحول راوی ہے جو تدلیس کرتا ہے چنانچہ اس کو عنعنہ سے روایت کیا ہے دوسرے یہ کہ اس حدیث میں اضطراب ہے تیسرے یہ کہ مکحول کا طریقہ جو عبادہ سے مروی ہے اسمیں محمد بن اسحاق نے محمود بن الربیع کو منفرد کر دیا ہے اور یہ انفراد قابل احتجاج نہیں یعنی یہ اسناد قابل استدلال نہیں اور تدلیس کہتے ہیں کہ ۱۸۴
نیچے کا راوی بیان کرے کہ عَنْ فُلَانٍ اور اس سے نہ ملا ہو اور نہ اس سے سنا ہو۔

رہا یہ کہ اضطراب کی کیا صورت ہے سو اسکو اسطرح سمجھئے کبھی تو مکحول روایت کرتا ہے عبادہ سے مرسلاً اور کبھی بواسطہ نافع بن محمود کے عبادہ سے روایت کرتا ہے علیٰ ہذا القیاس اضطراب کی اور بھی صورتیں ہیں۔

علامۂ دہر مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی صاف طور پر حکم کرتے تھے اور اپنے تصنیفات میں مولانا موصوف نے واضح طور پر لکھا ہے کہ عبادہ کی حدیث جو ترمذی اور ابوداؤد میں ہے اس حدیث سے فاتحہ کا پڑھنا مستحب بھی ثابت نہیں ہو سکتا اسواسطے کہ اس حدیث میں نہی سے استثنا ہو رہا ہے نہ پڑھو کچھ مگر فاتحہ تو استثنا نہی سے ہو رہا ہے اور جملہ محققین کے نزدیک یہ امر مسلم ہے کہ نہی یا نفی سے جو استثنا ہو اس سے مباح ثابت ہوتا ہے نہ مستحب لیس فاضل کی تقریر سے ثابت ہوا کہ عبادہ کی حدیث سے مقتدی پر سورۂ فاتحہ

کا پڑھنا درست نہیں اسواسطیکہ سورۂ فاتحہ پڑھی جاتی ہے ثواب کیلئے اور نماز کی حالت میں جب مستحب بھی سورۂ فاتحہ کا پڑھنا نہ ہوا تو صاف معلوم ہوا کہ عبادہ کی اس حدیث سے مقتدی پر قرأت کا پڑھنا جائز ہی نہیں اور اس قاعدہ کلیہ اور ضابطہ کلیہ کو جملہ محققین نے تسلیم کرلیا ہے پس عبادہ کی حدیث منسوخ قرار دی گئی ہے اور آیہ کریمہ اور بخاری کی حدیث ناسخ تمام محققین نے تسلیم کرلی ہے اور فاضل اجل محقق مدقق مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی اور شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی اور ملا علی القاری اور علامہ دہر عینی۔ اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور حضرت غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی اور امام اعظم وغیرہ حضرات رحمہم اللہ حکم کرتے ہیں کہ مقتدی امام کے پیچھے خاموش رہے سورۂ فاتحہ نہ پڑھے پس صراحۃً معلوم ہوا کہ عبادہ کی حدیث منسوخ ہے اور آیت ناسخ اور عاجز مؤلف کے نزدیک کیا بلکہ جملہ اہل اسلام کے نزدیک یہ امر ہر شخص پر واجب ہے کہ آیت کریمہ کو
۱۸۵ ناسخ قرار دیے اور حدیث عبادہ کو منسوخ اور یہ انسب اور زیادہ بہتر ہے ورنہ لازم آئیگا کہ عبادہ کی حدیث نے آیۂ کریمہ کو اور صحیح بخاری کی حدیث اور صحیح مسلم کی حدیث کو منسوخ کردیا۔ حاشاک اللہ ایسا نہیں ہوسکتا۔ غیر ممکن ہے بلکہ محال ہے پس رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی چوتھی کچہری سے یہ حکم نافذ ہوا کہ مقتدی امام کے پیچھے خاموش رہے اور سورۂ فاتحہ نہ پڑھے۔ الحمد للہ علیٰ احسانہٖ۔

نقشہ پانچواں

اس میں نسائی شریف سے مقتدی کا خاموش رہنا ثابت کیا گیا

کتاب نسائی مطبوعہ مجتبائی صفحہ ۱۴۶ سطر ۱۹ پر ہے عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا قَرَءَ فَاَنْصِتُوْا ترجمہ روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا ابی ہریرہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوائے اس کے نہیں بنایا

گیا امام تاکہ اس کیساتھ اقتداء کیجائے پس جسوقت امام تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو اور جسوقت امام قراۃ پڑھے تم چپ رہو اس حدیث صحیح سے مقتدی کا خاموش رہنا بخوبی ثابت ہوا۔ دوسری حدیث نسائی کی اَنَّهٗ سَأَلَ عَنْ زَيْدٍ عَنِ الْقِرَأَةِ مَعَ الْإِمَامِ فَقَالَ لَا قِرَأَةَ مَعَ الْإِمَامِ فِيْ شَيْءٍ ترجمہ حضرت زید بن ثابتؓ سے کسی نے سوال کیا کہ امام کیساتھ قرأت ہے یا نہیں جوابدیا کہ امام کے پیچھے مقتدی کے لئے قراۃ کسی شی میں نہیں یعنی قطعی ہی نہیں نسائی سے ثابت ہوا کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی سے جو کاتب وحی تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے آیتوں کو لکھایا کرتے تھے لوگوں نے مسئلہ پوچھا کہ مقتدی قرأت پڑھے یا نہیں تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فتوائے دیا کہ ہرگز نہ پڑھے اس کیواسطے قرأت پڑھنے کا حکم نہیں۔ پس نسائی شریف سے ثابت ہوا کہ، مقتدی خاموش رہے پانچویں کچہری سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم جاری ہوا کہ کوئی مقتدی امام کے پیچھے قرأت نہ پڑھے۔ محبوب الہی کا حکم سر آنکھوں پر ہر شخص کو تسلیم کرنا چاہیئے الحمد للہ علی احسانہ دلیل پانچویں ختم ہوئی۔ ۱۸۶

نقشہ چھٹا - اسمیں ابوداؤد سے خاموشی مقتدی کا ثبوت دیا گیا ہے

کتاب ابوداؤد صفحہ ۱۱۹ سطر ۵ مطبوعہ مطبع قادری دہلی عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنْ صَلٰوةٍ جَهَرَ فِيْهَا بِالْقِرَأَةِ فَقَالَ هَلْ قَرَءَ مَعِيْ اَحَدٌ مِنْكُمْ اٰنِفًا فَقَالَ رَجُلٌ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنِّيْ اَقُوْلُ مَالِيْ اُنَازِعُ الْقُرْاٰنَ قَالَ فَانْتَهَى النَّاسُ عَنِ الْقِرَأَةِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے تحقیق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت فارغ ہوئے نماز جہر سے پس فرمایا حضرت نے کس نے پڑھا ہے میرے ساتھ تم میں سے اس وقت پس کہا ایک شخص نے کہ میں نے یا رسول اللہ فرمایا حضرت نے تحقیق میں کہتا ہوں کیا ہے واسطے میرے کہ منازعت کیا جاؤں میں قرآن میں۔ کہا راوی نے رک گئے لوگ قراۃ

پڑھنے سے ساتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بھر شر پڑھی کسی نے - چھٹی کچہری سے
رسولِ خدا صلعم کا حکم جاری ہوا کہ کوئی مقتدی امام کے پیچھے قرأت نہ پڑھے -

نقشہ ساتواں - اس نقشہ میں ابن ماجہ سے عدم قراۃ مقتدی کا ثبوت ہے

کتاب ابن ماجہ مجتبائی صفحہ ۶۱ حتیٰ تمنا اَبِیْ بَکْرٍ الخ یہ حدیث طویل ہے آخر حدیث کا
یہ ہے مَالِیْ اُنَازَعُ الْقُرْاٰنَ دریافت فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کیا ہے
واسطے میرے کہ منازعت کیا جاؤں میں قرآن میں اور محدثین کے نزدیک منازعت کے معنی
ہیں اس فعل کا کرنا جس سے قرأت میں تشابہ پڑنے لگے - یا قرأت اچھی طرح نہ ہوسکے
اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم صفائی قلب کی وجہ سے آہستہ قرأت کو بھی محسوس فرماتے تھے
پس گویا کہ آپ نے منع کیا کہ قرأت مت پڑھو میرے پڑھنے میں نقصان واقع ہوتا ہے -
ساتویں کچہری سے رسولِ خدا کا حکم جاری ہوا کہ مقتدی خاموش رہے -

۱۸۷ نقشہ آٹھواں - اس نقشہ میں خاموش رہنا مقتدی کا آثار صحابہ سے ثابت کیا ہے

حدیث اول کتاب طحاوی عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اَنْصِتْ لِلْقِرَاۃِ
فَاِنَّ فِی الصَّلٰوۃِ شُغْلًا وَّسَیَکْفِیْکَ ذٰلِکَ الْاِمَامُ رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ وَاِسْنَادُہٗ
صَحِیْحٌ ترجمہ ابی وائل سے روایت ہے وہ روایت کرتے ہیں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے
کہا ابن مسعود نے چپ رہ قرأت کیواسطے پس تحقیق نماز میں شغل ہے اور قریب ہے کہ کافی
ہوگا تجھ کو قرأت کیواسطے امام - روایت کیا اسکو طحاوی نے اور اسناد اس کی صحیح ہے -

شرح اس حدیث سے بھی مقتدی کا خاموش رہنا بخوبی ثابت ہوا -

حدیث دوسری کتاب آثار السنن مَنْ کَانَ لَہٗ اِمَامٌ فَقِرَاۃُ الْاِمَامِ
قِرَاۃٌ لَہٗ رَوَاہُ اِبْنُ مَنِیْعٍ وَاِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ ترجمہ جو شخص کہ ہووے واسطے
اس کے کوئی امام پس امام کی قرأت اس شخص کی بھی قرأت ہے روایت کیا اسکو ابن
ابن منیع نے اور اسناد اس کی صحیح ہے -

شرح قرآئا کے ہمزہ کو مد کیساتھ پڑھنا لازم ہے۔ ابن منیع استاذ ہیں امام بخاری کا جلیل القدر اور اولوالعزم محدثین میں سے ہیں۔ یہ جلیل القدر محدث فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اس حدیث کی اسناد کتب احادیث میں وضاحت اور بسط کیساتھ تحریر ہیں۔ اور محدثین نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور حدیث کی کثیر کتابوں میں حدیث موجود ہے

حدیث تیسری کتاب طحاوی عَنْ عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ لَيْتَ الَّذِي يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ مُلِئَ فَاهُ تُرَابًا رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ ترجمہ علقمہ سے روایت ہے وہ روایت کرتے ہیں ابن مسعود سے کہ انہوں نے کہا کاش کہ وہ آدمی جو قراءت کرے امام کے پیچھے بھرا جاتا منہ اسکا مٹی سے روایت کیا اس کو طحاوی نے اور اسناد اس کی حسن ہے۔

شرح اس حدیث سے بھی بخوبی ثابت ہوا کہ مقتدی نہ پڑھے بلکہ خاموش رہے۔

حدیث چوتھی کتاب طحاوی عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ أَقْرَأُ وَالْإِمَامُ بَيْنَ يَدَيَّ فَقَالَ لَا رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ ترجمہ ابی ۱۸۸
جمرہ سے روایت ہے کہ کہا ابی جمرہ نے پوچھا میں نے ابن عباس سے کہ آیا پڑھوں میں قرأت کو اس حال میں کہ امام سامنے ہو پس فرمایا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ نہیں روایت کیا اسکو طحاوی نے اور اسناد اس کی حسن ہے۔

شرح اس حدیث میں بھی مقتدی کا خاموش رہنا صریح ہے محتاج وضاحت نہیں آٹھویں نقشہ سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ جلیل القدر صحابہ امام کے پیچھے قراءۃ کو سخت منع کرتے تھے۔

نقشہ نواں۔ اس نقشہ میں مقتدی کا خاموش رہنا مجتہدین کے فتوے سے ثابت ہے فاضل اجل علامۃ الدہر محقق مدقق مفسر محدث استاذ الفقہا حضرت امام ابوحنیفہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے مفصلاً اور واضح طور پر فتویٰ دیا ہے اور خوب شد و مد سے

ثابت کر دیا ہے دلائل عقلیہ و نقلیہ سے کہ مقتدی امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ نہ پڑھے
بلکہ خاموش رہے۔ کذا فی الشامی و ہدایہ و بحر الرائق و نہر الفائق وغیرہ
نقشہ دسواں۔ اس نقشہ میں عاجز مؤلف کی تحقیق سے مقتدی کے خاموش رہنے کا ذکر ہے
عاجز مؤلف محمد عبد الحی لاہوری نے کتب حدیث و فقہ کو خوب غور سے مطالعہ کیا تو مقتدی
کا خاموش رہنا بخوبی ثابت ہوا اور کسی حدیث مرفوع صحیح سے مقتدی پر قرأۃ کا واجب
ہونا ثابت نہ ہوا تب خاکسار نے علمائی حقانی سے بذریعہ تحریر و تقریر اس مسئلہ کو حل
کرنا چاہا تو جملہ علماء دین سے یہی ثابت ہوا کہ مقتدی خاموش رہے پس عاجز مؤلف
نے جملہ محققین کے فتوے کے بموجب اعلان کر دیا کہ اگر کسی کے پاس ایسی حدیث ہو جس
سے مقتدی کی قرأۃ ثابت ہو تو بیان کرے مگر کہیں سے ثبوت نہ ہوا۔ پس اہل اسلام
پر واجب ہے کہ تعمیل قرآن شریف اور حدیث نبوی کی کریں اور شریعت کے بموجب پنجگانہ 9
نماز پڑھیں اور عاجز مؤلف کے لئے دعائے خیر کریں

بفضلہ تعالیٰ نقشہ دسواں تمام ہوا۔ اور بحث مسئلہ اول کی ختم ہوئی

مسئلہ دوسرا۔ ہاتھ کا زیر ناف باندھنے کا ثبوت۔

کتاب ابی ابن شیبہ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مُوسَى ابْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَلْقَمَةَ ابْنِ
وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ عَنْ اَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ
يَمِينَهُ عَلَى شِمَالِهِ تَحْتَ السُّرَّةِ رَوَاهُ اِبْنُ اَبِي شَيْبَةَ ترجمہ روایت ہے علقمہ
بن وائل بن حجر سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے کہا اُس کے باپ نے دیکھا
میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو کہ رکھا حضرتؐ نے اپنے داہنے ہاتھ کو
بائیں ہاتھ پر نیچے ناف کے یعنی حضرتؐ نے نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھے۔ اس
حدیث سے ثابت ہوا کہ رسولِ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے زیر ناف ہاتھ باندھ کر نماز
پڑھی اور یہی طریقہ خلفائی راشدین کا تھا۔ امام بخاری کے استاذ ابن ابی شیبہ نے

مفصلاً اس مسئلہ کو بسط کیساتھ ذکر کیا ہے ہم کو اختصار منظور ہے اسواسطے زیادہ
عبارتیں تحریر نہیں کی مسنون طریقہ یہی ہے کہ زیر ناف ہاتھ باندھ کر ہر نمازی نماز پڑھے
تاکہ فعل اسکا موافق سنت نبوی کے ہو

دوسری حدیث کی توضیح کتاب ابن خزیمہ قَالَ عَنْ وَائِلِ ابْنِ حُجْرٍ قَالَ صَلَّيْتُ
مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى يَدِهِ الْيُسْرٰى
عَلٰى صَدْرِهٖ ترجمہ روایت ہے وائل بن حجر سے کہا اُس نے کہ نماز پڑھی میں نے ساتھ رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پس رکھا آپ نے اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں پر اوپر سینہ کے
قَالَ النِّيْمَوِيُّ فِي اِسْنَادِهٖ نَظَرٌ وَزِيَادَةُ عَلٰى صَدْرِهٖ غَيْرُ مَحْفُوْظَةٍ ترجمہ کہا
نیموی نے کہ اس حدیث کی اسناد میں نظر ہے۔ وہ نظر یہ ہے کہ سوائے ابن خزیمہ کے
عَلٰى صَدْرِهٖ کے لفظ کو صحاح کے محدثین میں سے کسی نے نقل نہیں کیا بلکہ صرف اتنا لفظ
ہے يَضَعُ يَمِيْنَهٗ عَلٰى يُسَارِهٖ اور ابن خزیمہ کی جو کتاب صحیح ہے اس کو ہم نے یا محدثین ۲۰۰
نے نہیں دیکھا بلکہ سنا ہی جاتا ہے تو ایسی کمزور روایت جس میں کمال درجہ کا ضعف ہو یہ
کیونکر قابل استدلال ہو سکتی ہے پس ثابت ہوا کہ یہ حدیث ضعیف ہے بفضلہ تعالیٰ دوسرا
مسئلہ تمام ہوا۔

مسئلہ تیسرا۔ آمین خفیہ کہنے کے ثبوت میں

سیپارہ آٹھواں سورۂ اعراف کے چھٹے رکوع میں ہے اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ
خُفْيَةً ترجمہ پکارو تم اپنے رب کو اس حال میں کہ عاجزی کرنیوالے ہو اور پوشیدہ
خلاصہ مطلب اس آیت میں جناب باریتعالیٰ نے مخلوق کو ہدایت کی ہے، کہ
جسوقت نماز پڑھو نماز میں آہستہ اللہ سے دعا مانگو اور عاجزی کرو اور غوغا و شور ہرگز نہ
کرو کیونکہ یہ دربار خداوندی ہے ادب کرنا اس دربار کا ہر شخص پر واجب ہے پس ثابت
ہوا آمین خفیہ کہنا قرآن سے اور آمین بالاتفاق دعا ہے قَالَ عَطَاءٌ اٰمِيْنَ

دُعَاءٌ رَوَاهُ الْبُخَارِی یعنی کہا عطار نے جو تابعی ہے کہ آمین دعا ہے روایت کیا اس کو بخاری نے اور سب محدثین کے نزدیک آمین دُعا ہے۔ کتاب ترمذی مطبوعہ مجتبائی صفحہ ۳۴ میں ہے عَنْ عَلْقَمَةَ ابْنِ وَائِلٍ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَرَءَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ فَقَالَ اٰمِیْنَ وَخَفَضَ بِهَا صَوْتَهٗ وَهٰذَا الْحَدِیْثُ حَسَنٌ صَحِیْحٌ ترجمہ روایت ہے علقمہ بن وائل سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا غیر المغضوب علیہم ولا الضالین اور کہا آمین پس آہستہ کہا آپ نے آمین کو اور یہ حدیث حسن اور صحیح ہے خلاصہ مطلب اس حدیث سے پوشیدہ کہنا آمین کا مسنون ثابت ہوا۔

دوسری حدیث کی توضیح دوسری حدیث ہے عَنْ وَائِلِ ابْنِ حُجْرٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَرَءَ وَلَا الضَّالِّیْنَ قَالَ اٰمِیْنَ وَرَفَعَ بِهَا صَوْتَهٗ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیْ ترجمہ روایت ہے وائل بن حجر سے کہا کہ ۲۰۱
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب پڑھتے تھے ولا الضالین کہتے تھے آمین اور بلند کرتے آواز کو قَالَ النِّیْمَوِیُّ وَهُوَ حَدِیْثٌ مُضْطَرِبٌ ترجمہ کہا نیموی نے اس حدیث میں اضطراب ہے وَجْهُ الْاِضْطِرَابِ اَنَّهٗ رُوِیَ مِنْ طَرِیْقِ سُفْیَانَ عَنْ وَائِلِ ابْنِ حُجْرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اٰمِیْنَ وَرَفَعَ بِهَا صَوْتَهٗ اَوْ مِثْلَ ذَالِکَ وَمِنْ طَرِیْقِ شُعْبَةَ اَخْفٰی بِهَا صَوْتَهٗ اَوْ نَحْوَ ذَالِکَ ترجمہ وجہ اضطراب کی یہ ہے کہ وائل بن حجر سفیان سے روایت کرتا ہے رَفَعَ صَوْتَهٗ کیساتھ اور شعبہ سے روایت کرتا ہے خَفِیَ صَوْتَهٗ پس یہ حدیث جملہ محققین کے نزدیک ناقابل استدلال ہے مسئلہ تیسرا تمام

مسئلہ چوتھا۔ رفع یدین نہ کرتے تھیں

حدیث درباره ترک رفع یدین سوائے تکبیر اولی کے عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ اَلَا اُصَلِّیْ بِکُمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰی

فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ اِلَّا فِيْ اَوَّلِ مَرَّةٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَهُوَ
حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ ترجمہ روایت ہے علقمہ سے کہا ہے کہ کہا ابن مسعود نے کہ کیا نہ پڑھاؤں تم کو
میں نماز رسول کریم کی تم کو پس نماز پڑھائی اور نہ اٹھایا اپنے ہاتھوں کو مگر اول دفعہ
میں روایت کیا اسکو ابوداؤد و ترمذی نے اور حدیث صحیح ہے **خلاصہ مطلب**
اس حدیث سے تکبیر اولی کے سوا اور تکبیر میں رفع یدین کرنا ثابت نہ ہوا۔ باقی رکوع
وسجود کیوقت اول اسلام میں تھا پھر اس حدیث کے بموجب ثابت نہیں **دوسری حدیث**
کی توضیح عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ وَاِذَا كَبَّرَ بِهٖ
لِلرُّكُوْعِ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ رَفَعَهُمَا كَذٰلِكَ وَقَالَ سَمِعَ اللّٰهُ
لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السُّجُوْدِ رَوَاهُ
الشَّيْخَانِ ترجمہ روایت ہے عبداللہ بن عمر سے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ و ۲۰۲
سلم اٹھاتے تھے ہاتھ اپنے کو برابر مونڈھوں کے جب کہ شروع کرتے تھے نماز کو اور جب
کہ تکبیر کہتے تھے ساتھ رکوع کے اور جب کہ اٹھاتے تھے سر اپنے کو رکوع سے اٹھاتے تھے
دونوں ہاتھوں کو اسی طرح اور فرماتے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ
اور نہیں کرتے تھے آپ اس فعل کو سجود میں روایت کیا اس کو شیخان نے **حاصل**
مطلب اس حدیث سے صرف اتنا ثابت ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے رفع یدین کیا یعنی ہاتھوں کو اٹھایا شروع اسلام میں یہ ثابت نہیں کہ ہمیشہ کیا اور
ابن مسعود کی حدیث سے ثابت ہے کہ آپ نے کچھ عرصہ کے بعد رفع یدین چھوڑ دیا صرف
تکبیر اولی کے وقت کیا۔ فکر کرلے صاحب فکر کا وقت یہ مقام دقیق ہے مسئلہ چوتھا تمام ہوا

مسئلہ پانچواں۔ وتروں کی تین رکعت کے ثبوت میں

کتاب نسائی شریف باب كَيْفَ الْوِتْرُ بِثَلٰثٍ صفحہ ۲۴۸ مطبوعہ مجتبائی

عَنْ اُبَيِّ ابْنِ كَعْبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْتِرُ بِثَلٰثِ
رَكَعَاتٍ كَانَ يَقْرَءُ فِي الْاُوْلٰى سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَفِي الثَّانِيَةِ بِقُلْ
يَا اَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ وَفِي الثَّالِثَةِ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَيَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكُوْعِ

ترجمہ روایت ہے ابی بن کعب سے کہ تحقیق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے تھے تین
رکعت۔ اول رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى اور دوسری میں قُلْ يَا اَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ
اور تیسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور دعاء قنوت پڑھتے تھے رکوع سے پہلے۔ آخر تک

ایک رکعت کی ممانعت کی حدیث

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ الدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ عَمْرِو ابْنِ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْهِ

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ
الْبُتَيْرَاءِ اَنْ يُّصَلِّيَ الرَّجُلُ وَاحِدَةً يُّوْتِرُ بِهَا رَوَاهُ عَبْدُ الْبَرِّ وَاِسْنَادُهٗ
حَسَنٌ یعنی منع فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت وتر پڑھنے سے اور اس کو ١٩٣
ناقص فرمایا اس حدیث سے ایک رکعت پڑھنا قطعی منع ہوگیا۔ خواہ نفل ہو یا وتر ہو یا
فرائض ہو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام سے ثابت ہوا کہ ایک رکعت نماز شریعت
میں نہیں ہے۔ عبد البر بڑا محدث محقق ہے جس نے اپنی تصنیف میں بڑے شد و مد سے اس
امر کو ثابت کیا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اس سے واضح طور پر روشن و ثابت ہوا کہ
ایک رکعت نماز شریعت میں نہیں ہے۔ اس واسطے کہ رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے حکم
کیا کہ نہ پڑھے کوئی ایک رکعت پس ہر مسلمان پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان
کی تعمیل کرنا واجب ضروری ہے یعنی ایک رکعت وتر نہ پڑھے بلکہ تین رکعت پڑھے جیسا
کہ حدیث صحیح مرفوع سے ثابت ہو چکا ہے اور اس مضمون کی کثیر احادیث ہیں بخوف
طول ہونے رسالہ کے تحریر نہیں کی گئیں اور جس روایت میں ایک رکعت وتر وارد ہے
وہ شروع اسلام میں تھا۔ تعلیم و تعلم کا زمانہ تھا یعنی مسلمان نئے نئے اسلام لائے تھے

ان کو نماز پڑھنے کا طریقہ سکھایا جاتا تھا جیسا کہ بچوں کو نماز سکھائی جاتی ہے اور بچوں کے
حق کچھ اعتبار نہیں۔ ایسا ہی شریر نمازیوں کا حال ہوتا ہے۔ ذی عقل کے لیے اس قدر
دلیل کافی ہے مسئلہ پانچواں تمام ہوا۔

مسئلہ چھٹا بیس رکعت تراویح کے ثبوت میں

کتاب موطاء امام مالک صفحہ ۲۲ مطبوعہ نظامی دہلی رُوِیَ هٰذَا حَدِیْثُ عَنْ یَزِیْدِ بْنِ رُوْمَانَ اَنَّهُ قَالَ
کَانَ النَّاسُ یَقُوْمُوْنَ زَمَانِ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ فِیْ رَمَضَانَ بِثَلٰثٍ وَّعِشْرِیْنَ
رَكْعَةً رَوَاهُ مَالِكٌ وَاِسْنَادُهٗ قَوِیٌّ وَهٰذَا الْحَدِیْثُ صَحِیْحٌ ثقہ راوی اور
جلیل القدر اصحاب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جملہ
صحابہ جمع ہو کر تیئس ۲۳ رکعت پڑھتے تھے روایت کیا اس حدیث کو امام مالک نے موطا میں ۱۹۲
اور محدثین کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے۔

خلاصہ مطلب اس حدیث سے ثابت ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفائے
راشدین اور باقی اصحاب جملہ بیس رکعت نماز تراویح اور تین وتر پڑھتے تھے اسواسطے کہ
کوئی صحابی خلاف سنت فعل نہیں کرتا تھا تو صاف معلوم ہوا کہ جملہ اصحاب کے نماز تراویح
کی بیس رکعت ہی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز تراویح تین رات جماعت سے
پڑھانا اور پھر اصحاب کا الگ ہو کر بیس رکعت پڑھنا روشن دلیل ہے تراویح کے بیس
رکعت ہونیکی۔ کیونکہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل بیس رکعت پڑھنے کا نہ ہوتا تو،
اصحاب کی یہ شان نہ تھی کہ آپ کی سنت کے خلاف بیس کی تعیین اپنی طرف سے کر لیتے
اور جملہ محققین کا بیس رکعت پر فتویٰ ہے کسی کے نزدیک یہ بیس رکعت منع ثابت
نہیں ہوئی۔ یہانتک کہ امام بخاری کے استاد ابن ابی شیبہ اپنی کتاب ابن ابی شیبہ
میں بڑے شد و مد سے تراویح کی بیس رکعت ثابت کرتے ہیں رَكْعَةً رَوَاهُ ابْنُ

آبِی شَیْبَۃَ ترجمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی
اللہ علیہ وسلم پڑھتے بیس رکعت تراویح رمضان میں روایت کیا اس کو امام بخاری کے
استاذ ابن ابی شیبہ نے اور ایسا جلیل القدر محدث جو امام بخاری کا استاذ ابن ابی
شیبہ ہے اگر بیس رکعت تراویح ثابت نہ ہوتی تراویح کی نماز کے لئے بیس رکعت
کیوں ایسے شد و مد سے ثابت کرتے نزدیک عقل کے معلوم ہوا کہ امام بخاری کے استاذ
بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے اور اس کی اسناد کی قوت کے لئے اجماع صحابہ کا کافی
ہے کوئی اور دلیل کی حاجت نہیں فکر کرے صاحب شعور اگر بیس رکعت نماز تراویح
شرع شریف میں ثابت نہ ہوتی تو صحابہ کرام کیوں پڑھتے۔ فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ رَوَاہُ الشَّیْخَانِ ترجمہ لازم پکڑو
۹۸ میرے طریقہ کو اور میرے خلفاء راشدین کے طریقہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام امت
پر حکم جاری ہوا کہ جیسا میرے طریقہ کو لازم و واجب جانتے ہو ایسا ہی میرے صحابہ کے طریقہ
پر چلنا اپنے اوپر لازم کرو اور ہمیشہ ان کے حکم کی تعمیل کرو۔ اس حدیث بخاری سے اور پہلی
دونوں حدیثوں سے ثابت ہوا کہ رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کا طریقہ مسنون بیس رکعت تراویح
ہے بیس کے خلاف سنت نہیں ہے جملہ محققین کے نزدیک اور جس روایت میں آٹھ کا ذکر
ہے اسکا جواب سنو روایت یہ ہے عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ شَہْرِ رَمَضَانَ ثَمَانَ رَکَعَاتٍ رَوَاہُ الطَّبْرَانِیْ
وَفِیْ اِسْنَادِہٖ لِیْنٌ قَالَ النِّیْمَوِیُّ مَدَارُہٗ عَلٰی عِیْسَی ابْنِ جَارِیَۃَ وَ
قَالَ النَّسَائِیُّ مُنْکَرُ الْحَدِیْثِ یعنی جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ ہم کو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے مہینہ میں آٹھ رکعت نماز پڑھائی روایت کیا اس
کو طبرانی نے اور اس کی اسناد میں لین ہے نیموی کہتے ہیں کہ اس حدیث کا مدار
عیسیٰ بن جاریہ پر ہے اور نسائی کہتے ہیں کہ عیسیٰ بن جاریہ منکر حدیث ہے یعنی

کی اس حدیث کا راوی عیسیٰ بن جاریہ ہے جس کی سند کو کوئی محدث تسلیم نہیں کرتا بلکہ محدثین اس کو منکر حدیث سے مشہور کرتے ہیں۔ پس جس راوی کا یہ حال ہو اسکی سند سے کیونکر استدلال کیا جا سکتا ہے۔ پس حدیث کسی کے نزدیک قابل عمل نہ رہی اور دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ حدیث مخالف ہو صحیح احادیث کے جن میں بیس رکعتوں کا ثبوت تمام محدثین کے نزدیک ہو اس لئے ناقابل عمل ہے اور اس کا ترک کرنا واجب ہو اور جن احادیث کی اسناد صحیح ہے ان پر عمل کرنا واجب ہے اور باقی وہ حدیث جو آٹھ رکعت پر دلالت کرتی ہے اس حدیث میں یہ لفظ ہے کہ رمضان ہو یا غیر رمضان اور غیر رمضان میں تراویح کی نماز ہوتی کہاں ہے۔ فکر کرلے صاحب عقل پس اس حدیث سے مراد تہجد کی نماز ہے نہ تراویح۔ الحمد للہ بیس رکعت نماز تراویح کی ثابت ہوئی بموجب حکم شریعت کے مسئلہ چھٹا تمام ہوا بفضلہ تعالیٰ۔ ۱۹۶

مسئلہ ساتواں قریہ میں جمعہ کی نماز جائز نہیں

دلیل اوّل آیت کریمہ سیپارہ اٹھائیسواں قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ پارہ کا نام ہو۔ سورۂ جمعہ کے دوسرے رکوع میں آیہ کریمہ موجود ہے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ترجمہ اے ایمان والو جب کہ ندا دی جائے یعنی اذان کہی جائے نماز کے واسطے جمعہ کے دن پس دوڑو تم اللہ کی ذکر کی طرف یعنی نماز کی طرف اور چھوڑ دو تم بیع کو یعنی خرید فروخت کو۔ اس آیہ کریمہ سے علامہ دہر مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی اور فاضل اجل مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی اور باقی محققین سے سنا ہے اور ان حضرات کی تصنیفات میں بھی دیکھا ہے۔ وَذَرُوا الْبَیْعَ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ اہل

شہر پر فرض ہو نہ اہل قریہ پر اس لئے کہ خرید فروخت بازاروں اور منڈیوں میں ہوتی ہے اور یہ امر مشاہدہ سے واضح ہے کہ بازار اور منڈی شہروں میں ہوتی ہیں نہ کہ قریہ میں پس صاف معلوم ہوا کہ اہل قریہ پر جمعہ فرض نہیں بلکہ اہل شہر پر ہے۔

دلیل دوسری عدم فرضیت کی یہ ہے قَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ لَا تَشْرِیْقَ وَلَا جُمُعَۃَ اِلَّا فِیْ مِصْرٍ جَامِعٍ رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ وَاِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ ترجمہ فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نہیں نماز عیدین کی اور جمعہ کی مگر مصر جامع میں روایت کیا اس کو ابن ابی شیبہ نے رجو جلیل القدر محدث اور امام بخاری کا استاد ہے اور اسناد اس حدیث کی صحیح ہے خلاصہ مطلب جب حضرت علی شیر خدا نے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ہیں اور آپ کے چوتھے خلیفہ ہیں اس قدر شدو مد سے نماز عید اور نماز جمعہ کی نفی کر دی اہل قریہ پر کہ ہرگز نماز عید کی اور جمعہ کی اہل قریہ یعنی گاؤں والوں پر گاؤں میں جائز نہیں تو آپ نے ضرور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہوگا محدثین فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا منع کرنا گویا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا منع فرمانا ہے پس اس حدیث سے دیہاتیوں پر عید کی نماز اور جمعہ کی نماز گاؤں میں پڑھنے قطعی ناجائز ثابت ہو گئی دلیل تیسری عَنْ عَائِشَۃَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَتْ کَانَ النَّاسُ یَنْتَابُوْنَ الْجُمُعَۃَ مِنْ مَنَازِلِہِمْ وَالْعَوَالِیْ الحدیث رَوَاہُ الشَّیْخَانِ ترجمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ لوگ جمعہ کیواسطے اپنے منازل اور عوالی سے نوبت بنوبت آتے تھے قَالَ الْحَافِظُ وَالْعَوَالِیْ عِبَارَۃٌ عَنِ الْقُرَی الْمُجْتَمِعَۃِ حَوْلَ الْمَدِیْنَۃِ حافظ فرماتے ہیں کہ عوالی سے مراد شہر کے گرد و نواح کے دیہات ہیں خلاصہ مطلب علمائے محققین محدثین فرماتے ہیں کہ شیخین کی اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ اہل قریہ کے لئے دیہات میں جمعہ پڑھنا جائز نہیں۔ اس لئے کہ اگر دیہات میں

۱۹۷

جمعہ پڑھنا جائز ہوتا تو لوگ شہر میں جمعہ پڑھنے کے لئے [illegible] رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کا ہے پس صاف معلوم ہوا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں شہری لوگ جمعہ پڑھتے تھے دیہات میں جمعہ نہیں ہوتا تھا

دلیل چوتھی ثُمَّ اَذَّنَ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ اَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ قَالَ النَّوَوِيُّ وَكَانَ ذٰلِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَقَالَ الْبَيْهَقِيُّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَقَالَ ابْنُ الْقَيِّمِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ترجمہ

پھر قیام فرمایا حضور نے پس نماز پڑھی ظہر کی پھر قیام فرمایا نماز پڑھی عصر کی اور ان کے درمیان میں کوئی نماز نہیں پڑھی روایت کیا اس کو مسلم نے نووی اور بیہقی اور ابن قیم کہتے ہیں کہ وہ جمعہ کا دن تھا شرح جات اور حواشی صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پڑھی اور اہل قریہ نے بھی آپ کے ساتھ

۱۹۸ ظہر کی نماز پڑھی حالانکہ آپ کیساتھ کئی آدمی تھے پس صاف معلوم ہوا اس حدیث سے کہ دیہات میں جمعہ پڑھنا جائز ہی نہیں۔

دلیل پانچویں عرفات میں اور منا میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جمعہ نہیں قائم کیا حالانکہ حضور کیساتھ اس میدان میں کثیر آدمی تھے کتب معتبرہ میں لکھا ہے کہ کوئی حاجی جمعہ کی نماز عرفات میں نہیں پڑھتا اور جملہ صحابہ نے جمعہ کی نماز مکہ میں پڑھی عرفات میں کسی نے جمعہ نہیں پڑھا۔ اس زمانہ تک عرفات میں جمعہ نہیں پڑھا جاتا بلکہ حاجی مکہ میں آکر جمعہ پڑھتے ہیں اگر قریہ میں جمعہ پڑھنا جائز ہوتا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عرفات میں ضرور جمعہ قایم کیا جاتا۔ علماء محققین فرماتے ہیں کہ اس دلیل سے قریہ میں جمعہ پڑھنا قطعًا منع ثابت ہوگیا۔ اس مضمون کی کثیر احادیث [illegible] بہت [illegible] اسی قدر کافی وشافی ہے۔

[illegible] تعالیٰ [illegible]

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْجُمُعَةُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ اِلَّا اَرْبَعَةً عَبْدٌ مَمْلُوْكٌ اَوِ امْرَأَةٌ اَوْ صَبِيٌّ اَوْ مَرِيْضٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ ترجمہ فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ حق واجب ہے اوپر ہر مسلمان کے مگر چار پر غلام عورت۔ بچہ۔ بیمار۔ روایت کیا اس کو ابوداؤد نے اور سند اسکی صحیح ہے خلاصہ مطلب اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جیسا اہل قریہ پر جمعہ فرض نہیں ایسا ہی غلام عورت لڑکے بیمار پر بھی نہیں اگرچہ شہر میں ہوں اور بعض روایت میں ہے کہ نابینا پر بھی جمعہ فرض نہیں اور اس حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اہل قریہ پر بھی جمعہ فرض ہے۔ اگر تسلیم کر لیا جائے تو اس حدیث کا پہلی حدیثوں سے تعارض ہوگا۔ اس حدیث سے ثبوت اور ماقبل کی حدیث سے عدم ثبوت اور تعارض سے کلام بےمعنی اور بےنور ہو جاتا ہے
۹۹ حاشا کہ اللہ رسول خدا کی کلام ایسی آلائشوں سے پاک ہے پس اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ شہر میں رہنے والے تندرست۔ آزاد۔ بالغ مرد پر جمعہ فرض ہے دیہاتی پر نہیں۔ اور محققین فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے بھی اہل قریہ پر جمعہ کی نفی ثابت ہوتی ہے اس لئے کہ قریہ میں نہ کوئی حاکم وقت ہوتا ہے نہ عالم نہ قاضی وغیرہ اور اہل قریہ محتاج شہر کے ہوتے ہیں ان امور میں پس مجبوراً قرار دئے گئے مثل بیمار وغیرہ کے ان دلائل کے سنتے ہی علماء دین نے تسلیم کر لیا کہ دیہات میں جمعہ فرض نہیں اور فریق ثانی نے بھی باآواز بلند کہا کہ بیشک ثابت ہوا کہ دیہات میں جمعہ فرض نہیں عاجز مولف نے بخوف طول ہونے رسالہ کے زیادہ وضاحت اس مسئلہ کی نہیں کی ورنہ اس مضمون کی دلائل کثیر ہیں۔ اہل حق کیلئے اسی قدر کافی ہے بفضلہ تعالیٰ مسئلہ ساتواں تمام ہوا فالحمد للہ عَلٰى مَا وَفَّقَنَا لِاِتْمَامِ مِيْزَانِ الْمُحَقِّقِيْنَ

مناظرہ محققانہ قابل دید جو شہر راولپنڈی ملک پنجاب میں ہوا تھا

مولانا جمال الدین صاحب مقلد اور مولانا کمال الدین صاحب غیر مقلد میں مناظرہ ہوا۔ عاجز مولف نے فریقین کے دلائل کا خلاصہ مطلب لکھا ہے وہ یہ ہے۔ مولانا جمال الدین نے تقلید کے ثبوت کیلئے یہ آیہ کریمہ پیش کی وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ترجمہ اور تابعداری کرو تم اللہ کی اور اس کے رسول کی اور صاحب امر کی جو تم میں سے ہیں یعنی اہل اسلام سے **خلاصہ مطلب** وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ سے مراد جملہ اصحاب اور مجتہدین اور باقی ماہر قرآن وحدیث اور علمیان اسلام اور خادمان دین ہیں جملہ اہل اسلام کے نزدیک جو مسئلہ قرآن اور حدیث سے صریح ثابت نہیں ہے ایسے مسئلہ کو قیاس اور اجتہاد سے اولی الامر ثابت کرتے ہیں مثلاً دو حقیقی بہنیں ایک مالک کی ملک میں ہوں تو اس کو دونوں بہنوں سے صحبت کرنا یعنی وطی کرنا حرام ہے اور اگر بغیر نکاح کے کوئی لونڈی ہو اس سے ہم بستر ہونا حلال ہے یہ مسئلہ اصحاب کے اجتہاد وقیاس سے ثابت ہے کوئی مسلمان اسکا
منکر نہیں اس تقریر کو سنتے ہی مولانا کمال الدین غیر مقلد نے تقلید اصحاب کی تسلیم کی ۲۰۰
اور حاضرین جماعت نے پکار کر کہا کہ کوئی بلا تقلید اصحاب کے کامل مومن نہیں ہو سکتا اور نہ اسلام پر عامل ہو سکتا ہے۔ الحمد للہ تقلید کرنا ثابت ہوئی آیہ کریمہ سے پھر مولانا جمال الدین مقلد نے یہ مسئلہ پیش کیا کہ جینوں سے سود لینا اور دینا قطعی حرام ہے قیاس امام صاحب سے یعنی اجتہاد امام صاحب سے یہ مسئلہ کسی آیہ کریمہ اور حدیث صریح اور اجماع صحابہ سے ثابت نہیں حالانکہ تمام مسلمان سود لینا جینوں سے حرام جانتے ہیں اور کسی کے نزدیک بھی حلال نہیں اس تقریر کو سنتے ہی مولانا کمال الدین اور حاضرین جماعت نے تسلیم کیا کہ بیشک بلا تقلید کوئی شخص اسلام پر عامل نہیں ہو سکتا اسواسطیکہ اگر ایک مسئلہ سے بھی انکار ہو جائے تو دائرہ شریعت سے باہر ہو جاتا ہے پس تقلید مجتہد کی جاہل پر واجب ثابت ہوئی الحمد للہ علی احسانہ تقلید مجتہد کی ثابت ہوئی پھر مولانا جمال الدین مقلد نے صحیح احادیث رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تقلید کے ثبوت کے لئے پیش کی وہ یہ ہیں اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ

ترجمہ علماء دین انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں خلاصہ مطلب جملہ اہل حق کے
نزدیک یہ امر مسلم ہے کہ صحابہ اور مجتہدین اور حامیان اسلام وارث ہیں انبیاء علیہم السلام
کے اور یہ امر بھی مسلم ہے کہ نبیوں کے پاس جواہرات کے خزانے اور دراہم و دنانیر کے
ذخیرے نہ تھے بلکہ انبیاء علیہم السلام کی وراثت دین کے مسائل تھے۔ رسول کریم کی حدیث
سے ثابت ہوا کہ ان مسائل کے اجرا کرنیوالے اور لوگوں کو تعلیم دینے والے اور خود عمل کرنے
والے عالم لوگ ہیں میرے امت کے اور یہ امر بھی مسلّم ہے کہ صحابہ اور ائمہ مجتہد عالم تھے اور
حضرت امام اعظم رحمہ اللہ مجتہدین کے استاذ تھے پس اس حدیث سے امام صاحب کی
تقلید ثابت ہوئی اور اگر کوئی شخص امام صاحب کی تقلید نہ کرے تو اس کو چاہیئے کہ کسی
آیہ یا حدیث صحیح سے چیزوں پر سود لینے کی حرمت ثابت کرے پس اس تقریر کو سنتے ہی
مولانا کمال الدین و باقی جماعت حاضرین نے امام اعظم رحمہ اللہ علیہ کی تقلید تسلیم کرلی اور
۲۰۱ دوسری حدیث یہ ہے خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ
يَلُوْنَهُمْ ترجمہ سب زمانوں سے بہتر میرا زمانہ ہے پھر وہ زمانہ جو میرے زمانہ سے متصل
ہوگا پھر وہ زمانہ جو اس زمانہ سے متصل ہوگا خلاصہ مطلب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کے زمانہ سے صحابہؓ کا زمانہ متصل تھا اور صحابہ کے زمانہ سے تابعین کا۔ اور امام صاحب تابعی
ہیں اور جملہ محققین کے نزدیک حامی اور خادم دین ہیں لہذا آپ کی تقلید عنداللہ
ضروری ہے کیونکہ آپ خیر القرون میں داخل اور لازمی اوصاف سے موصوف تھے۔
اس مضمون کی احادیث اور دلائل بسط کیساتھ کتب مطولات میں موجود ہیں بخوف
طوالت تحریر نہیں کی گئیں۔ کتب دینیات میں لکھا ہے کہ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ نے پکار
کر مجمع عام میں یہ فرمایا وَاِذَا صَحَّ الْحَدِيْثُ فَهُوَ مَذْهَبِيْ یعنی جسوقت صحیح ہو جائے
حدیث پس وہ میرا مذہب ہے خلاصہ یہ ہے کہ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کا مذہب جب صحیح
حدیث ہے اور صحیح حدیث پر عمل کرنا واجب ہے تو آپ کی تقلید کرنا یعنی آپ کے مذہب

پر عمل کرنا بھی واجب ہوا جاہل پر کیونکہ امام صاحب حدیث صحیح کو سمجھ سکتے ہیں اور
جاہل نہیں سمجھ سکتا۔ پس امام صاحب کی تقلید چھوڑنا گویا حدیث صحیح سے انکار کرنا ہے
تفکر کرلے صاحب علم و ذکاوۃ۔ اور حضرت امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میرے قول چھوڑدو
مقابل میں صحیح حدیث کے یعنی اگر میرے قیاس کے خلاف صحیح حدیث ملجائے تو میرے
قیاس کو چھوڑکر حدیث پر عمل کرنا چاہیئے۔ پس اب لائے کوئی حدیث صحیح یا کوئی آیہ
جس سے جنوں سے سود لینا حرام ثابت ہو اس تقریر کو سنتے ہی جملہ حاضرین نے پکار
کر کہا کہ ہم مقلد ہیں امام صاحب کی تقلید سے ہرگز باہر نہیں ہوسکتے۔ عاجز مولف نے
کھڑے ہوکر یہ بیان کیا کہ جو شخص ماہر قرآن و حدیث اور مجتہد ہو اس پر تقلید واجب نہیں
اور جو شخص مجتہد نہو اس پر تقلید واجب ہے اور ہندوستان میں اس زمانہ میں کوئی
مجتہد نہیں جملہ اہل اسلام کے نزدیک یہ قول فیصل ہے الحمد للہ علی احسانہ مناظرہ اول تمام ہوا
۲۰۲ **مناظرہ عجیب قابل دید (۲)** عاجز مولف اتفاقاً شہر دہلی میں پہنچا اس زمانہ میں
مولانا نذیر حسین بخاری پڑھاتے تھے۔ اس عاجز سے جناب مولانا موصوف نے ارشاد
فرمایا کہ باوجود بخاری شریف موجود ہونے کے تم تقلید علماء متقدمین کی کیوں کرتے ہو
اس عاجز نے بخاری کی حدیث پیش کی اَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِذَا رَاَیْتُمُوْہُ فَصُوْمُوْا وَاِذَا رَاَیْتُمُوْہُ
فَاَفْطِرُوْا اس حدیث کا مطلب دریافت کیا تب مولانا نے خاموشی اختیار کی بعد ارشاد
کیا کہ قانون شریعت کا جو قرآن شریف ہے اس میں آیہ ہے ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی
اللَّیْلِ اس آیت میں صریح حکم ہے کہ صبح صادق سے لیکر رات تک روزہ رکھو اور حدیث
سے یہ ثابت ہوا کہ انتیس تاریخ رمضان کو اگر دن میں چاند نظر آجائے تو چاہیئے کہ روزہ
افطار کرلیں عاجز سے اس حدیث کا مطلب پوچھا۔ عاجز مولف نے عرض کیا کہ علمائے محققین
فرماتے ہیں کہ رؤیۃ سے مراد رؤیۃ معروفہ و معہودہ ہے اور رؤیۃ معروفہ وہ ہے جو سورج

غروب ہوتے گئے بعد چاند قبل غروب کے رویت کا اعتبار نہیں ہے آیت اور حدیث سے تمام
دن کا روزہ ثابت ہوا۔ مولانا نذیر حسین نے سنتے ہی عاجز کیلئے دعا کی اور فرمایا کہ جب
حدیث کا آیہ کے خلاف مطلب ثابت ہو تو اس جگہ میں بھی تقلید مقتدی کی ترک ہونی اور جب
عاجز نے ایسی تقلید کو جو شریعت کے موافق ہو تسلیم کیا۔ الحمد للہ مناظرہ ختم ہوا۔

مناظرہ غریب قابل شنید (۳) عاجز مولف کے پاس ایک عالم تشریف لائے
اور دعویٰ کیا کہ صریح الفاظ قرآن سے جو مسئلہ ثابت ہو اس پر میں عمل کرتا ہوں
اور تاویل وغیرہ سے انکار کرتا ہوں عاجز نے یہ آیت پیش کی اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ
کَرِیْمٍ ...... الخ مولانا نے سنتے ہی آواز بلند سے ارشاد فرمایا کہ بیشک اس آیت سے
قرآن مجید جبرئیلؑ کی کلام ثابت ہوتی ہے۔ پھر عاجز سے مطلب دریافت کیا مولف نے
عرض کیا کہ اس جگہ سبب قریب کا اعتبار ہے۔ یعنی قرآن مجید کلام خداوندی ہے مگر جبرئیلؑ ۲۰۴
علیہ السلام اس کو لائے ہیں اس اعتبار سے قول جبرئیلؑ فرمایا گیا ہے۔ پھر خاکسار نے
یہ آیت بھی اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ اس آیت سے صراحۃً ثابت ہے کہ
قرآن شریف کو خدا تعالیٰ نے نازل کیا ہے، مولانا نے کھڑے ہو کر اقرار کر لیا کہ بلا تقلید
کسی عالم جید کے قرآن مجید بھی سمجھ میں نہیں آتا میں بھی اب تقلید کرونگا۔ اور عقائد
باطلہ سے توبہ کرتا ہوں۔ الحمد للہ مناظرہ تیسرا تمام ہوا۔

تمّت بالخیر

خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے رسالہ ہذا کو انجام پر پہنچایا اور عوام و خواص
میں اس کو قبولیت عطا فرمائی۔ چنانچہ علمائے کرام اور مشاہیر اہل اسلام کی تقریظات
بڑے مؤثر الفاظ میں اس رسالہ کے متعلق اس کثرت سے موجود ہیں کہ سب کا شائع کرنا
بڑی طوالت رکھتا ہے۔ ان میں سے چند اکابر کے کلمات طیبات ہدیہ ناظرین کئے
جاتے ہیں۔

از جناب مولانا سید محمد انور شاہ صاحب مدظلہ صدر مدرس دار العلوم دیوبند

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ امابعد جناب مولوی عبدالحی صاحب لاہوری نے کئی ایک رسالے مفید تصنیف کئے ہیں جو مقبول ہوئے۔ اب جناب موصوف نے آثار السنن اور کتب حدیث سے اور روایات لیکر کچھ اضافہ کیساتھ مع ضبط ابواب و ثبت حوالہ و ترجمہ مسائل صلوٰۃ جمع کیا ہے۔ حق تعالیٰ یہ سعی ان کی بھی قبول کرے اور اخوان صفا کو موجب نفع فرماوے آمین

محمد انور عفا اللہ عنہ مدرس دار العلوم دیوبند

از جناب مولوی محمد کفایت اللہ صاحب مدرس اول مدرسہ امینیہ دہلی دام فیضہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد خاکسار نے بعض مواقع سے اس کتاب یعنی حصہ دوم میزان الشریعت کو دیکھا۔ مولف کتاب مولوی محمد عبدالحی صاحب لاہوری نے جمع احادیث میں جو محنت کی ہے اس سے میرے دل پر ایک خاص اثر ہوا حق تعالیٰ مؤلف کی محنت وسعی قبول فرماوے اور ان کو دار آخرت میں اس کا اجر جزیل عطا فرمائے آمین

محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

از جناب مولانا محمد ناظر حسن صاحب نائب صدر مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ دام ظلہم

حامداً ومصلیاً مولوی محمد عبدالحی صاحب نے جو کچھ اب تک میزان الشریعت کے مطبوعہ حصص میں لکھا ہے وہ عوام وخواص کیلئے ازبس مفید ہے انکی تحریر سے فیضان نبوت کی جھلک ہے کہ سنتے ہی امر حق ذہن نشین ہو جاتا ہے حق تعالیٰ انکو توفیق دے کہ آئندہ حصص بھی فیض نبوت سے مملو ومکمل کر کے عوام وخواص کو مستفید کریں فقط

محمد ناظر حسن نعمانی نقشبندی نائب الصدر مدرسہ عالیہ کلکتہ